فہرست مضامین

تمہید

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

مین تقریباً ربع صدی سے کتابون کی اوراق گردانی کے خبط مین مبتلا ہون - اور یہ اسی خبط کا نتیجہ ہے کہ کوئی بیس سال سے کوئی نہ کوئی کتاب تالیف یا تصنیف کرکے پبلک کے سامنے پیش کرتا رہتا ہون -

مجھکو اپنی ہیچمدانی اور علمی بے بضاعتی کا دل سے اعتراف ہے اس لئے اہل ملک اور ابنائے وطن میری پیش کردہ کتابون کے مطالعہ فرمانے کی جس قدر بھی زحمت برداشت فرمائین اُسکے لئے اون کا احسان ماننے کو مین ہمیشہ تیار رہتا ہون -

مین کسی کتاب کی تالیف و تصنیف کے وقت ملک کے عام مذاق کی اتنی پروا نہین کرتا جتنی کہ اپنی دلی رغبت کی اتباع کرتا ہون - یہی وجہ ہے کہ میری پیش کردہ کتابون مین سے زیادہ

کتابین فلسفۂ اخلاق کی روکھی سوکھی روایتون پر مبنی ہین اور جس
کتاب کو اس وقت بزرگان قوم اور برادران وطن کے سامنے
پیش کرنا چاہتا ہون وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ جس مین حکیم
سقراط جیسے پُرانے فلاسفر کے حالات اور مقالات کے بیان پر
اکتفا کیا گیا ہے۔ اور اس کی وزہ پروا نہین کی گئی۔ کہ اس پُرانے
فلاسفر کے حالات و مقالات زمانہ موجودہ کے لوگون کے پسند بھی
آئین گے یا نہین۔ مگر سقراط کے نام کو چونکہ شہرت عام اور بقائے
دوام کی عزت حاصل ہو چکی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ
کتاب دلچسپی کی نظر سے دیکھی جائے یا نہ دیکھی جائے لیکن
اس معزز نام کے صدقہ اور طفیل مین یہ عزت و وقعت کے ہاتھون
ضرور لی جائے گی۔ اور یہی بات میرے تسکین خاطر کے لئے کافی
ہوگی۔ کیا عجب ہے کہ کسی کی غلط انداز نظر بھی اس کتاب کے
مضامین پر پڑ جائے اور سقراط کے حالات اُس کے دل مین
اثر کر اپنا کام کر جائین۔ اگر ایسا ہوا تو میرے لئے اور بھی موجب منت
و شکر گذاری ہوگا۔ اس موقع پر مین یہ اپنا فرض سمجھتا ہون کہ شریمان
کاشی ناتھ راؤ صاحب متر مالک مابیک منور نجن کا شکریہ
ادا کرون جنھون نے مجھے اصل انگریزی کتاب اور اُسکے مرہٹی ترجمہ سے
مطالب اخذ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

میرے قدیم عنایت فرمانے اپنے اتحاد و قدیمانہ کے خیال سے اس کتاب کے مسودہ کو نظر ثانی کرنے کی جو تکلیف گوارہ فرمائی ہے اُس کے لئے مین اُلکا تہ دل سے مشکور ہون -

گو عام شکایت یہ ہے کہ یہان کے مطابع کی حالت ناگفتہ بہ ہے - لیکن جناب مولوی محمد شمس الدین خان صاحب مالک شمس المطابع نے اس کتاب کی طبع کے متعلق جو سعی بلیغ فرمائی ہے وہ میرے لئے باعث منت و شکر گزاری ہے -

اثنائے طبع مین مولوی محمد شمس الدین خان صاحب کو اس کتاب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور یہ اُن کے اس قدر پسند آئی کہ اُنھون نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ اس کے جملہ حقوق ان کے نام ہبہ کر دئے جائین - لہذا اس کتاب کی طبع مین اونھون نے جو سعی فرمائی ہے اُس کے شکریہ مین مین سکے جملہ حقوق یہ کہکر اُن کی نذر کرتا ہون کہ -

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

خاکسار

مانک راؤ وٹھل راؤ

علاقہ دار نواب خورشید جاہ مرحوم مغفور

مرقوم ۲۰ محرم ۱۳۱۵ھ

حسینی علم

حیدرآباد دکن

سقراط کے زندگی کے مختصر حالات

ہمارے آریہ ورت (ھند) مین جسطرح مہاتما بودہ ایک خداداد قابلیت اور ذہانت کا شخص گذرا ہے۔ اسی طرح ایک صدی بھی گذرنے نہین پائی تھی کہ خطہ یونان مین بھی اُسی پایہ کا سقراط نامی مہاتما ایتھنس کے قریب الوپے سی نامی پرگنہ مین ۴۶۹ سال قبل مسیح پیدا ہوا۔ اگر یہ کہا جاوے کہ سقراط کے ہم پلہ یونان مین آج تک کوئی مہاتما نہین پیدا ہوا تو خلاف واقعہ نہ ہوگا۔ بریں ہم حیرت و افسوس کی بات ہے کہ ایسے غیرمعمولی شخص کے حالات سے عام طور پر لوگ واقف نہین ہین۔

سقراط کے والد کا نام سوفرونی سکس تھا جو بت تراش کر گزر اوقات کیا کرتا تھا۔ والدہ کا نام فے نرِی ٹی تھا۔ جس نے دایہ گری کے پیشہ کو اپنی گذر اوقات کا ذریعہ قرار دے رکھا تھا۔ سوفرونی سکس ایک معمولی درجہ کا بت تراش تھا جس کا شمار اُس زمانہ کے

مشہور بُت تراشوں میں نہیں تھا۔

سقراط کی ماں نے بھی دایہ گری میں کوئی ممتاز درجہ نہیں رکھتی تھی۔ حاصل کلام یہ کہ سقراط کا خاندان بالکل ہی مفلس اور غیر معروف تھا۔

"انسان کی ولادت اُس کے اختیاری نہیں ہے۔ اُس کی تقدیر کا لکھا جس خاندان میں اُس کو جنم دلاتا ہے اُسمیں اُس کو جنم لینا پڑتا ہے۔ لیکن دانشمندی۔ ذہانت اور قابلیت کے اکتساب اور اظہار پر انسان قادر ہے"

گو سقراط بالکل معمولی حیثیت کے خاندان اور مفلس کے گھر پیدا ہوا تھا۔ مگر خاندان کے افلاس اور گمنامی کا اثر اُس پر نہیں پڑا۔ بلکہ اُس کی خداداد عقل و فراست نے اُسے مسرت عام اور بقائے دوام کی عزت بخشی۔

گو انسان کی طبیعت کا خاصہ یہہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی بڑائی چاہا کرتا ہے۔ اور جہان تک اوس کا بس چلتا ہے کسی متبذل خاندان سے تعلق ظاہر کرنے سے پہلو بچاتا ہے۔ اور جس کا آبائی پیشہ موقر اور معزز نہیں ہوتا ہے وہ اُس پیشہ کو نظر حقارت اور نفرت سے دیکھنے لگتا ہے۔ لیکن سقراط کی حالت اوس کے بالکل برعکس تھی۔ چنانچہ ایک حکیم اور فلاسفر کی حیثیت سے مشہور ہوجانے کے بعد بھی لوگوں سے بیان کیا کرتا تھا کہ "بت تراش اپنے قابلیت۔ ذہانت اور دانشمندی سے ایک غیر متحرک پتھر کو انسان کی ہمشکل بنادیتا ہے، لیکن یہہ کس قدر حسرتناک بات ہے کہ ہم باوجود اس کے کہ انسان ہیں مگر انسان کو درحقیقت انسان بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہی وجہہ ہے کہ مجھکو اپنے آبائی پیشہ بت تراشی پر نہایت فخر ہے۔ نیز یہہ کہ

جس طرح میری والدہ عورتون کی دایہ گری کرتی تھی اوسی طرح مین بھی لوگون کے خیالات کی دایہ گری کرکے) اون مین جو عمدہ جوہر پوشیدہ ہوتے ہین ادنکو ظاہر کردیتا ہون" اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ سقراط کو اپنے والدہ کے پیشون سے کسی قسم کا عار نہین تھا بلکہ اون کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ اوس زمانہ مین یونان کی رعایا کے لئے فن کشتی۔ فن موسیقی۔ فن نظارہ۔ فلاسفی علم ریاضی۔ علم ہیئت علم الاخلاق۔ علم اللسان وغیرہ کا کورس مقرر تھا اور ان علوم مین تعلیم پانا نہایت ضروری اور لازمی تھا۔ لیکن سوفرونی کس کی مالی حالت ان جملہ ابواب کی تعلیم کی متحمل نہین ہوسکتی تھی۔ اس لئے اوس نے سقراط کو حسب ضرورت صرف کشتی اور علم ریاضی کی تعلیم کے بعد اپنے زیر نگرانی بت تراشی کے کام پر لگا دیا تھا۔ چنانچہ سقراط کے ہاتھ کی تراشے ہوئے بت پاجے نیس نامی فرمانروا کے زمانہ مین اکراپولیس نامی اتھنس کے قلعہ مین مرکیوری اور گریسس دیوتاؤن کی مورتون کے طور پر رکھے ہوئے تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سقراط نے چند روز تک اپنے والد کی نگرانی مین کام کرکے اسی فن مین اچھی طرح مہارت پیدا کرلی تھی اور علم ریاضی مین اوس کو کامل طور پر دخل حاصل ہوچکا تھا۔ اگر سقراط کو یہ خیال نہوتا کہ وہ اپنی عمر کے تمام حصہ کو اس علم ریاضی مین صرف کرنے کے بہ نسبت وہ اوس سے بھی کئے گونہ زاید کارآمد کام کرسکتا ہے؟ تو وہ آج فی الحقیقت بہت بڑا ریاضی دان مشہور ہوچکا ہوتا اور گو فن معماری اور ریاضی ان دونون علوم مین سقراط نے اچھی طرح مہارت پیدا کرلی تھی۔ لیکن اوس کو فلسفہ کے تعلیم کی از حد خواہش تھی۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سقراط اپنی مختصر سی جگہہ پر بیٹھا ہوا بت تراش رہا تھا کہ اتنے مین کری ٹو نامی ایک مالدار شخص اوس سے ملنے آیا۔ اور عرصہ تک اوس سے اور سقراط سے گفتگو ہوتی رہی جس سے کری ٹو کے دل پر یہہ خیال مرتسم ہوا کہ سقراط صرف عدم استطاعت اور بے بضاعتی کے باعث اپنے ذہانت کے جوہر کو بت تراشی کے نذر کرنا چاہتا ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہین ہے۔ کری ٹو وہان سے اٹھا اور سقراط کے باپ کے پاس جاکر سقراط کو اپنے ساتھ لے جانے اور اپنے پاس رکھنے کی اجازت لی۔ اور اپنے ساتھ لیجا کر اُس نے سقراط کو انکزاگورس اور ارکی لس سے فلسفہ کی تعلیم شروع کرا دی۔ اور یہی کری ٹو آیندہ چلکر سقراط کا بڑا بھگتی اور بہی خواہ بنا رہا۔

سقراط نے فلسفہ کی تعلیم کسطرح پائی اور اوس کی کیسے ابتدا ہوئی۔ اس پر چند سوانح نویسون نے روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ زنوفن کی طرح اُس کی بھی تعلیم ہوئی۔ لیکن سب سے زیادہ دلچسپ اور سبق آموز سوانح عمری ہے جو سقراط کے مشہور شاگرد افلاطون نے مکالمہ کے طور پر لکھی ہے۔ اسمین سقراط کے زبان سے جو بیان درج کیا گیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انکزہ گورسس کا علانیہ شاگرد ہوا۔ اور اوس کی کتابین اس نے نہایت غور و خوض سے مطالعہ کین۔ اوس مین ایک مقام پر تحریر ہے کہ سقراط نے کیلی اس سے مذاق مین کہا کہ تو بہت سا روپیہ صرف کرکے فلاسفر بنا ہے اور مین نے صرف خود ہی غور کرکے اور آپ ہی اپنا استاد بنکر فلسفہ کو حاصل کیا ہے

اس بیان کی رو سے سقراط کا تلا سفر بننا ایک معمہ ہو جاتا ہے تاہم بہ نسبت سابق کے دوسرے بیان کی اہمیت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ بالذات محنت و مشقت اور حیرت انگیز ذاتی کوشش کے علاوہ فطرتی طور پر تلا سفر بنا ہوا تھا۔ اور اس کے مان لینے میں کوئی امر مانع بھی نہیں ہے۔

اتھینس کی جمہوری سلطنت میں یہ قاعدہ تھا کہ سلطنت کے تمام باشندے فوجی تعلیم کے بعد تھوڑی مدت تک مہم پر بھیجی جائیں۔ اس قاعدہ کی رو سے تین لڑائیوں جنگ میں کرپوٹی ڈا۔ ڈیلی یم۔ اور افی پولیس ان تین جنگوں میں سقراط بھی شریک رہا تھا۔

افلاطون کا بیان ہے کہ پوٹی ڈا کے جنگ میں سقراط کے سمپاجھی ام نامی مکالمہ میں السی بائڈیس کے زبان سے نکلے ہوئے الفاظ نہایت قیمتی ہیں، وہ یہ ہیں،، پوٹی ڈا کے جنگ میں سقراط اور میں ایک ہی جگہ ملکر کھانا کھایا کرتے تھے۔ اوس کی ایسی مشقت کو برداشت کرنے کی قوت دیکھکر مجھکو فی الحقیقت نہایت تعجب ہوتا تھا۔ جنگ کے موقع پر اکثر وقت رسد کی کمی واقع ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ اس جنگ میں بھی یہی موقع پیش آیا۔ اور چند روز تک بلا خوراک کے ہم کو بسر کرنا پڑا۔ اس موقع پر سقراط نے جو صبر و استقلال ظاہر کیا اس طرح میں نے تو کیا فوج کے کسی ایک آدمی سے بھی نہیں ظاہر ہوا۔ پوٹی ڈا کا موسم سرما نہایت سخت ہوا کرتا ہے! اور وہاں کئی روز تک مسلسل برف باری ہوا کرتی ہے، ہم میں سے اکثر تو باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔ اور اگر

کسی وقت باہر نکلنے بغیر کام ہی نہین چلتا تھا تو بوٹ پہنکر اوس پر اونی پٹیان باندھ کر اور ایک پر ایک متعدد کوٹ پہنکر غرضکہ تمام جسم کو محفوظ کرکے باہر نکلتے تھے - لیکن سقراط کی حالت یہہ تھی کہ چاہے کیسے ہی زور کا برف کیون نہ پڑتا ہو وہ معمولی لباس کے ساتھ برہنہ پاؤن نکل کھڑا ہوتا تھا - اِس کے سوا کل فوج مین اس ہمت اور دلیری کا کوئی اور شخص نہین تھا -

ڈے لیم کے بی اوشی لیس لوگون سے جو جنگ ہوئی تھی اُس مین سقراط اپنی رضامندی سے شریک ہوا تھا - اس جنگ مین اتھنس کو شکست حاصل ہوئی - لیکن وہ اپنے حسب عادت تحمل و بردباری سے میدان کارزار مین سے واپس آیا - اور جب زنوفن گھائل شدہ پڑا ہوا اوس کو نظر آیا تو اوس نے اپنے کندھون پر اوس کو اوٹھا لیا - اور دشمن کی نظر سے کسی قدر فاصلہ پر اوس کی تیمارداری مین مصروف ہوگیا - حالانکہ جنگ مین شکست پانے کے بعد جب دشمن تعاقب مین ہوتا ہے تو عام طور پر یہ بات پیش نظر رہتی ہے کہ کس طرح ہم اپنی جان بچا کر دشمن کے زد سے نکل جائین اور جس سے جسطرح بن پڑتا ہے نکل بھاگتا ہے - امفی پولیس کے جنگ مین سقراط شریک ہوکر گیا تھا - اتھنس کو اوس مین شکست حاصل ہوئی اور اس جنگ سے واپس آنے کے بعد پھر اوس نے تا بہ زندگی اتھنس کے باہر قدم نہین رکھا -

سقراط میدان کارزار مین ہمیشہ ڈٹ کر کھڑا رہتا تھا - دشمن سے مقابلہ کرتے وقت اُس مین فوج کے سپاہ سالار جیسی دلیری اور حزم و استقلال موجود رہتا تھا

اور اوس کے بشرہ سے ہمیشہ متانت ٹپکتی تھی،
کتاب ہذا کے صفحہ (۳۴۳) پر بعنوان "سقراط کی سیاحات کا طریقہ" جو مکالمہ
لکھا گیا ہے، اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سقراط میدان جنگ مین نہایت متحمل
اور نیک مزاج ثابت ہوتا تھا۔ مہاتما گتیا نیشوری مہاراج کا بیان ہے کہ نفسانی
خواہشات کو مٹا کر دل پر قابو حاصل کرکے سرد و گرم، رنج و راحت ان دونون
فتح یابی حاصل کرنا چاہیئے، لیکن دنیوی کاروبار سے واقف ہونے کی
شیخی بگھارنے والے اکثر لوگ کہا کرتے ہین کہ، ایسی نصیحت دنیادارون
کے لئے کسی مصرف کی نہین ہے، بلکہ اُن کے کارآمد ہے جو آخرت کے
حصول کی غرض سے دنیا کو ترک کرکے پرمیشور کا دھیان کرنے کے لئے
پہاڑ کے درے یا کھوہ مین جا بیٹھے ہون۔ سقراط بلا غرض کام کرنے کے
بارے مین، انتھی فان کو اسی قسم کی نصیحت کیا کرتا تھا۔ اُس کا ذاتی عمل بھی
اس نصیحت پر تھا۔ اُس کا جنگ کے موقع پر ایسا عمل رہتا تھا کہ سپاہ، سالار فوج
بھی حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔ اُس نے اپنی زندگی نہایت سادگی سے
بسر کی تھی وہ خواہشات کو مٹا چکا تھا۔ اور خیالات پر قابو حاصل کر چکا تھا جنگ
مین بار بار رسد کی کمی ہونے کے باوجود بھی اوس کو کسی وقت بھوک کی
تکلیف نہین ہوتی تھی۔ ایک کوٹ پہنے اور برہنہ پاؤن چلنے کی اوس کی
ہمیشہ سے عادت تھی باوجود برف باری ہونے کے بھی اوس کو پشمینہ کا
لباس اور بوٹ پہننے کی کبھی خواہش نہین ہوتی تھی۔ ہمارے مہاتما ؤں کا قول

ہمیشہ یہہ ہوتا ہے کہ موت اس جسم کو ہے، روح غیر فانی ہے۔ علی ہذا اسی طرح اور فلاسفر بھی بیان کرتے رہتے ہین۔ میدان کارزار مین غنیم کے حملہ کا اُس کے دل پر ذرہ برابر بھی خوف و خطر نہو تا تھا، اپنے جان کے بہ نسبت دوسرون کی حاجت براری کی قیمت بے حد زائد ہے۔ یونان کے فلاسفر بھی اسکو سمجھے ہوئے تھے۔ اور تعاقب کرنے والے غنیم کی کسی قسم کی پروانہ کرتے تھے۔ چنانچہ زنوفن کی جان بچانے کی ہمت سقراط نے نہایت خطرناک موقع پر کی تھی۔ ساد ہو مہاتماؤن کی یہہ نصیحت ایک طرفہ ہے، کہ کوئی دنیادار اوسطرح عمل نہین کرسکتا۔ اور اگر اتفاقاً کسی نے اوس پر عمل بھی کیا تو اوس کا دنیاداری مین کوئی فائدہ نہین ہے، ایسا کہنے والے ہمارے سوسائٹی مین بہت ہین۔ اون کو چاہیے کہ وہ سقراط کی اس قسم کی نصیحت، اور اوس کے بموجب اُس کے عمل، اور جنگ کے ایسے نازک موقع پر کار بند رہنے کی مثال کو پیش نظر رکھکر اس کا فیصلہ کرین۔

ہمارے مہاتما ساد ہو تکارام مہاراج اور سقراط کے خیالات اور خانگی زندگی مین بہت کچھ مشابہت ہے۔ سوفرونسکس کو بُت تراشی کے پیشہ مین گو کچھ زیادہ آمدنی نہین ہوتی تھی۔ تاہم اوس نے انتقال کے وقت وہ سقراط کے لئے دو ہزار روپیہ کی جائداد چھوڑ گیا تھا۔ لیکن سقراط دولت کے پھندے مین گرفتار ہونے والا نہین تھا۔ چنانچہ اوس نے ایک دوست کو اوس کی ضرورت پر وہ جائداد حوالہ کردی۔ اور جس کام کے غرض سے دوست کو

وہ جائداد دیگئی تھی اوس مین اوس دوست کو نقصان ہوا۔ سقراط نے یہ دیکھ کر
اوس کو واپس طلب بھی نہین کیا۔ سادہو تکارام مہاراج کی نسبت بھی مشہور ہے
کہ اوںھون نے اپنے دستاویزات کو اندرائنی کے حوالہ کر دیا تھا۔ سقراط کی
تمام خانگی جائداد ایک سو بیس سے زائد بالیت کی نہ تھی لیکن سادہو تکارام مہاراج
کی کل کائنات اوس بالیت کی تھی یا نہین اس مین شک ہے۔ علاقہ مسوڈونیا
کے فرمانروا شاہ چارلیس کو خیال گذرا کہ سقراط کا ایسا انمول جواہر میرے دربار مین رہے
اس لیئے اوس نے اپنے معتمد کو چند تحائف دیکر سقراط کے پاس روانہ کی۔ اور کہا کہ انکو
دے کر اوس کو میرے پاس لے آؤ۔ لیکن سقراط نے اون تحائف کو مطلق ہاتھ نہ لگایا
اور ایسی ملازمت سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اُس کے خیال مین لوگون سے روپیہ لیکر یا
روپیون کے عوض سے لوگون کی اطاعت گذاری قبول کرنا مساوی اس کے تھا کہ اپنے
فلسفہ اور معلومات کو فروخت کیا جائے۔ جو (لکچرار) حاجت مند اور منفعت کا خواہان
ہوتا ہے اُسکی نسبت ہر وقت سامعین کا یہ خیال لگا رہتا ہے کہ اب یہ ہم سے کسی چیز کا
سوال کریگا۔ لہذا اس کے تقریر کی جانب وہ کچھ بھی منتفت نہین ہوتے۔ لالچی اور
دربدر گدا گری کرنے والا مقرر منھ سے ہمیشہ بے ثباتی کے باتین نکالا کرتا ہے۔ لیکن
اندرونی طور پر اوس کو یہ خیال لگا رہتا ہے کہ لوگون سے مجھکو کیا چیز حاصل ہوگی۔
حاصل کلام مالی امید سے وابستہ شدہ مقرر کے نصایح، سامعین کے لیئے گویا بہرے اور
گونگے کا کاروبار کرنے والے ہین۔ روپیہ لے کر فلسفہ کی تعلیم دینے والے زنوفان کے
نسبت سقراط ہمیشہ کہا کرتا تھا۔ یہہ بات کتاب ہذا کے بعض مکالمہ کے مطالعہ سے

ظاہر ہوگی کہ باوجود فلاکت زدہ ہونے کے ارادہ کرنے کے ساتھ ہی دولت غلام کی
طرح اطاعت کے لئے حاضر ہوجاتی ہے۔ اور باوجود خود مین قوت موجود ہونے کے
بھی مہاتما تکارام مہاراج کیطرح سقراط نے بھی اکثر وقت بطور خود دولت کو ڈانٹ ڈپٹ
بتلاکر افلاس کی حالت مین نہایت بشاشت کے ساتھ اپنی زندگی کے دن پورے کئے۔

تکارام مہاراج کے بیوی کی طرح سقراط کی بیوی جھینتھی پی بدمزاج مشہور ہے۔
خاوند تعلیم یافتہ اور بیوی جاہل مطلق جس سوسائٹی مین ہوا کرتی ہے۔ اوس
سوسائٹی کے مستورات گو، خانہ داری کے کام مین مستعد رہتے ہین۔ اولاد کی پرورش
کس طرح کرنی چاہیے اس کے متعلق اونھین آبائی طور پر معلومات حاصل ہوتے ہین
لیکن اون کی نظر نہایت محدود ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اُنھین اپنے خانہ داری
کے انتظام کے سوا اور کوئی بات نہین نظر آتی ہے۔ صرف وہ دنیوی زندگی بسر
کرنے مین مستعد رہتے ہین۔ لیکن تعلیم یافتہ میان کے دلی خیالات کی خوبی سے
بے خبر رہنے کے باعث میان بیوی مین اکثر نااتفاقی رہتی ہے۔ اور اسوجہ سے
بیویان میان کے اتحاد یگانگت اور محبت سے محروم رہتے ہین۔ میان بیوی مین
آج بھی اکثر جو نفاق کا بازار گرم رہا کرتا ہے اوس کی بھی وجہ ہے کہ مستورات مین
تعلیم کی کمی ہے۔ سقراط کے زمانہ مین ملک یونان کی عام حالت بھی اسی طرح کی تھی
حاصل کلام تکارام مہاراج کے بیوی کی طرح سقراط کی بیوی کو بھی سقراط کے دلی خیالات
کا اندازہ حاصل کرنے کی قابلیت نہین تھی۔ گو یہ دونون عورتین عصمت وعفت کی
دیویان تھین مگر یہ دیکھکر ان کا خاوند کاروبار دنیاوی مین توجہ نہین کرتا ہے۔

چاند کی طرح اولاد پانے کے بعد بھی وہ اون کی ناز برداری نہین کرتا ہے۔ کچھ
دولت پیدا کر کے اچھا مکان تعمیر کر کے زیور اثاثہ وغیرہ نہین جمع کرتا ہے۔ کبھی
نہین بلکہ اپنے طور پر آئی ہوئی دولت کو گھر سے نکال باہر کر دیتا ہے۔ اس حالت کو
دیکھکر وہ اپنے خاوند سے نہایت خشمگین رہا کرتی تھین۔ اور آپس مین تھوڑی
بہت محبت تو درکنار بلکہ اون کے جی مین جو آتا وہ کہتین۔ اور فضیحت لعنت وملامت
مین پس وپیش نہ کرتین۔ اسپر یہہ طرہ ہے کہ اون دونون کے میان بھی اپنے دوست
احباب کو کھانا کھلانے گھر مین لاتے تھے۔ خورد ونوش کے چیزین مکان مین
موجود ہین یا نہین۔ اس کی انھین خبر بھی نہین رہتی تھی۔ اور ایسے موقع پر کچھ کما کر
نہ لانے والا خاوند اپنے ہمراہ چار دوست احباب کو کھانا کھلانے لائے تو پھر
بیوی کے غصہ کا تھرمامیٹر کیون نہ چڑھنا چاہیئے ہ سقراط ایسے موقع پر اپنی بیوی
جھین تھپی سے کہا کرتا تھا۔ کہ ،، اپنے یہان اگر چار لوگ کھانا کھانے آئین تو اوسین
ہمکو ایک قسم کی مسرت معلوم ہونا چاہیئے۔ بیکار رنج وغم وغصہ کرنے سے کیا فائدہ ہے؟
اگر مہمان لائق ہین تو اون کے روبرو ہم جو کچھ رکھینگے اوس سے وہ خوش ہونگے۔ اور
اگر کم فہم ہونگے تو وہ جو کچھ چاہین کہین ہم کو کسی قسم کی پروا کرنے کی ضرورت نہین ہے؟
بیان کرتے ہین کہ ڈی من نامی ایک دیوی کی قوت پردہ غیب سے سقراط سے
کہا کرتی تھی کہ تجھکو جو کچھ معلومات حاصل ہین اوس کے بارے مین تو عام لوگونکو
نصیحت کیا کر۔ اس ڈی من دیوی کے بارے مین سقراط کی زبان سے جو الفاظ
نکلے تھے۔ جن کو افلاطون اور زینوفن نے بھی سن لیا تھا۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ

اوس کو وہ قوت علانیہ طور پر کسی وقت نہین نظر آتی تھی۔ سقراط نے عام لوگون کو تعلیم دینے و پند و نصایح کرنے کا کام اوس قوت کے ایماء سے شروع کیا ہوگا، اور اس بارے مین اوس نے بطور خود اچھی طرح غور کر کے وہ کام اپنے ذمہ لیا ہوگا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ سقراط نے تعلیم اور پند و نصایح کے کام کو چالیس سال کی عمر مین شروع کیا تھا۔

عمر رسیدہ لوگون کی دلی حالت مثل اُڑے ہوئے پارہ کے آئینہ کے ہوا کرتی ہے یعنے یہ کہ جب آئینہ کی پشت پر پارے کے اُڑنے سے جو داغ پڑتے ہین اُس مین وہی نظر آتے ہین اور اون کے سوا اور کچھ نہین نظر آتا۔ علی ہذا عمر رسیدہ لوگون کے دلو نمین جو باتین ذہن نشین ہو جاتی ہین۔ اوس کے سوا اور کوئی بات اونمین نہین دکھائی دیتی ہے۔ لیکن نوجوانون کے دلی حالت اس طرح کی نہین ہوتی ہے۔ اون کے اوصاف آئینہ جیسا پاک و صاف دل رکھنے والون کی روبرو جب صورتین پیش ہونگے اوس صورت مین اون کے دل پر مرتسم ہونگے۔ ایک ایسے خشک درخت کو جس کے پتے جھڑ گئے ہون اور پھل پھول آنے کی امید نہ رہی ہو پانی دینا ایسا ہے جیسا بیکار مٹی کے ساتھ محنت کرنا۔ ملک کے بہی خواہ لوگ عمر رسیدہ لوگون کے مقابلہ مین ہونہار نوجوانون کے خیالات کو آراستہ کرنے کی کوشش ہمیشہ کرتے رہتے ہین، سقراط بھی اسی طرح غور کر کے اپنے معلومات کی اشاعت سے آیندہ نسل کی بہتری اور اون کے اوصاف کی آراستگی کے طرف متوجہ ہوگیا تھا۔

علوم کی تعلیم دینے کی غرض سے سقراط نے کسی مقام پر کوئی مدرسہ قایم نہین کیا تھا نہ سامعین کے نشست کے لئے بنچ کرسی بچھا کر اپنے لئے اُس نے کوئی لکچر ہال بنا رکھا تھا۔ اوس کے نصایح بیان کرنے کا کوئی وقت مقرر نہین تھا۔ نہ اوس نے کوئی ایسا نظام الاوقات ترتیب دے رکھا تھا کہ فلان وقت فلان سبجکٹ کی تعلیم دیجائیگی۔ وہ نصایح سنانے کے معاوضہ مین کسی طالب علم سے کچھ مال و زر بھی نہین طلب کیا کرتا تھا نہ کسی سے کچھ انعام و اکرام حاصل کرنے کا خیال کبھی اوس کے دل مین آتا تھا۔ اس کی دلی آرزو اور خواہش یہہ تھی کہ نوجوانان ملک کے معلومات کو وسعت دی جائے۔ اور وطن مالوفہ کی شہرت اور نیکنامی برقرار رکھی جائے۔ سقراط کے مواعظ و نصایح کسی شرط کے تابع نہ تھے۔ جس طرح خالق مطلق کی قدرت ہر جگہہ محیط ہے اُسی طرح اتھنس کے مقام شہر کو وہ اپنا مدرسہ تصور کرتا تھا۔ بازارات درزشی تعلیم کے اکھاڑے لڑکون کے مدرسہ کے قریب کے میدان یہ سبکے سب سقراط کے مدرسہ کا کام دیتے تھے۔ اور تو اور جب وہ موت کی سزا پانے کے لئے محبس مین داخل ہوا تھا تو وہان کے حجرہ کو بھی اوس نے مدرسہ بنا لیا تھا۔ اس سے اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہو سکتا ہے کہ سقراط کے سینہ مین درس تدریس کا شوق اور وطن کی محبت کس درجہ موجزن تھی۔

نوجوان کو نصایح کرنا گویہہ سقراط کا دلی مقصد تھا۔ بریں ہم اس مدرسہ مین داخل ہونے کے لئے عمر کی کوئی قید مطلق نہین تھی۔ ذی ثروت اور غریب

لوگون مین وہ کوئی فرق نہین سمجہتا تھا۔ دونون قسم کے لوگون کی اولاد کو وہ یکسان
توجہہ کی ساتھہ تعلیم دیتا تھا۔ آہنگر۔ نجّار۔ زرگر۔ دہیر۔ چار خواہ کوئی شخص بھی اوسکے
پاس تعلیم کی غرض سے جاتا تھا اون کو تعلیم دینے سے وہ کبھی انکار نہین کرتا تھا۔
سقراط جس سے گفتگو کرتا تھا اوس کا دلی مقصد اوس کو تعلیم دینا ہوا کرتا تھا۔
اور اوس کے ساتھہ یہ بھی اوس کی کوشش ہوتی تھی۔ کہ اگر ممکن ہو تو دو باتین
خود بھی اوس سے سیکہہ لے۔ اوس کے طلبا اگر بوجہ عقیدت اوس کو حضرت
یا اوستاد کے لقب سے یاد کرتے تھے تو وہ اوسے پسند نہین کرتا تھا بلکہ وہ
کہا کرتا تھا کہ روزانہ نئے آدمی میرے پاس آئینگے جس طرح وہ مجھہ سے کچھ سیکھین گے
اوسی طرح مین بھی اون سے کچھ سیکھون گا پھر ایسی صورت مین اون کا اوستاد
اور وہ میرے شاگرد کس طرح ہو سکتے ہین۔ اس پر بھی اتہنس اور اوس کے بیرونجات
کے اکثر نوجوانون کو سقراط کے شاگرد کہلانے کا نہایت فخر تھا۔ سقراط کے دقیق اور
اہم خیالات کو مکالمہ کے شکل مین لکھکر جس نے تمام دنیا کو اپنا مشکور بنایا ہے۔ وہ
افلاطون نامی عالم ہے۔ اور یہ اندازاً دس سال تک اوس کی صحبت مین رہا تھا۔
جب اوس کی روح پرواز کرنے لگی تو اوس نے خالق بے نیاز کے درگاہ مین التجا
کر کے کہا کہ "اے خدا" مجھہ عاجز و حقیر پر تیرے بہت بڑے احسانات ہین۔
جس مین سے اول تو یہہ ہے کہ تو نے مجھکو لایق لوگون مین پیدا کیا۔ اگر تو مجھکو
جاہلون مین پیدا کرتا تو میرا انسان ہونا نہونا برابر تھا۔ دوسرا احسان یہہ ہے کہ
تو نے خطہ یونان کو میرا زاد بوم بنایا جو ہر قسم کے خیالات کا مجموعہ ہے تیسرا احسان

یہہ ہے کہ سقراط جیسے مسلم الثبوت اوستاد کی صحبت مجھے نصیب کی اور اسکے عہد مین مجھکو عدم سے وجود مین لایا، اس سے اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ سقراط کے شاگردون کو اوس سے کس قدر محبت اور عقیدت تھی -

خیالات کی عمدگی اور بیان کے ڈہنگ نے یونان کے نوجوانون کے دلون کو سقراط کا بے حد گرویدہ بنا دیا تھا - اتہنس کے قریب میگا نامی ایک علاقہ تھا - سقراط کے زمانہ مین اتہنس اور اس علاقہ کے مابین اس قدر نفاق تھا کہ، اگر میگارا کا کوئی شخص اتہنس آجاتا تھا تو اوس کو سزائے موت دیجاتی تھی - باوجود اس کے کہ اتہنس والون نے ایسا سخت قانون بنا رکھا تھا - اس پر بھی علاقہ میگارا کا یوکلیڈ نامی ایک جوان شخص سقراط کے نصایح کے چشمہ سے فیضیاب ہونیکا ایسا آرزومند بنا تھا کہ سزائے موت کی پروا کئے بغیر زنانہ بھیس بدلکر شام کو اتہنس آتا اور شب بھر سقراط کی نصایح سے بہرہ اندوز ہوکر صبح کو واپس چلا جاتا - اوس نے اس طرح اکثر مرتبہ کیا - اکثر نوجوان جس روز سقراط کا بیان نہین سنتے تھے وہ روز زندگی کا بیکار اور ضایع سمجھتے تھے - اگر کوئی بات شیرین بیانی اور معلومات سے لبالب بیان سننے کے دوران مین رہ جاتی تو اکثرون کو اوس روز کا خورد ونوش ناگوار پایا جاتا تھا یہہ سقراط کے جادو بیانی کی کس قدر قوت ہے -

مین بڑا غصہ ور اور بدمزاج اور مستقل مزاج ہون، اگر تم میری رائے سے اتفاق نکروگے تو نہایت غضب ہوگا - اس طرح خواہ مخواہ کسی مسئلہ یا رائے کو سقراط اپنے شاگردون کو نہ سنواتا تھا - بلکہ بالکل معمولی طریقہ اور متانت کے

ساتھہ نہایت شیرین کلامی اور اثنار گفتگومین وہ اسپنے ہم کلام کے خیالات کے مغالطہ کو رفع کر دیتا تھا۔ اور اپنے صحیح رائے کو اُس کے ذہن نشین کردیتا تھا۔
کتاب ہذامین جو سوالات "سقراط کے ابتدائی خیالات" کے عنوان سے درج ہین اون مین سے وہ چند سوالات کرکے سامعین سے اقبال کرالیتا تھا۔
کتاب ہذامین سقراط کے قایم کئے ہوئے خیالات کے عنوان سے جو مکالمہ درج ہے اُس سے ظاہر ہوگا کہ وہ نوجوان کے خیالات پر کس طرح حاوی ہوا تھا۔ اپنی رائے قایم کرنے کی غرض سے علاقہ یونان کے اوس زمانہ کے نامی مقررون کی طرح وہ کبھی بڑا زوردار بیان نہین کرتا تھا۔ اور نہ اوس کے ثبوت کے طور پر بعض رواتیت کو بطور نذر سامعین کے روبرو پیش کرتا بلکہ ہمیشہ اوس کا صاف اور سیدھا سادھا بیان ہوتا تھا۔

جن لوگون کی لیاقت اور دانشمندی کی بڑی شہرت تھی اور وہ خود کو لایق بھی سمجھتے تھے۔ اون مین سے چند پولٹیشن لوگون کے پاس گیا۔ لیکن بعد گفتگو اوس نے اون کو حقیقت مین دانشمند نہین پایا۔ اوس نے اونکے بیوقوفی کو ثابت کرکے بتلا دیا۔ بعد ازان وہ مشہور و معروف شعرا کے پاس گیا اور اون کے اشعار کی معنی اون سے سمجھنا شروع کیا۔ یہہ شعرا اپنے اشعار کی تعریف اور دوسرون کے شعرون کی مذمت کیا کرتے تھے۔ اور اگر اونکے اشعار کے معنی اون سے دریافت کئے جائین تو وہ نہین بیان کرسکے تھے۔ اور جس کی وجہہ سے اوس نے یہہ رائے قایم کی کہ کوئی غیر معمولی قوت

کسی انسان مین پیدا ہو جائے تو وہ دانشمندی کے باتین بیان کرتا ہے۔
لیکن فی الحقیقت اوس مین ذرہ برابر بھی اوس کی قابلیت نہین ہوتی ہے۔
صرف اس قدر نہین بلکہ وہ جو باتین بیان کرتا ہے اوس کے وہ پورے طور پر
معنی بھی نہین سمجھ سکتا ہے۔ علیٰ ہذا اون شعراء کی بھی یہی حالت ہے۔ اُنکے
اشعار سے جو قابلیت ٹپکتی ہے۔ وہ اون کے ذاتی کوشش سے حاصل
کی ہوئی نہین ہوتی۔ بلکہ کسی تائید غیبی سے اون کے قلم سے وہ باتین ظہور مین
آتے ہین۔ آخر چلکر سقراط چند کاری گرون کے پاس گیا۔ اوس کو وہان
بہت سے جدید باتون کے معلومات حاصل ہوئے۔ لیکن جن دوسرے
صنائع مین اون کو دخل تک نہین تھا۔ اون کی نسبت وہ بڑے لانبے
چوڑے دعوے کرنے لگے۔ اون کو سنکر اوسنے سمجھا کہ یہ بیوقوف ہین۔
اس قسم کے راستی کی تلاش کرنے کی وجہ سے سوفسٹ اور شیخی باز مقرر جو پہلے
سابق سے دشمن بنے ہوئے تھے اور اون مین بہت سے لوگ شامل ہو گئے
تھے۔ سقراط اون سے ملنے گیا۔ وہ لوگ اپنے کو اوس سے زیادہ لائق سمجھتے تھے
جتنے کہ وہ حقیقت مین تھے۔ اور جن مین باوجود قابلیت موجود ہونے کے بھی
وہ خود کو کچھ بھی قابل نہین سمجھتے تھے۔ درحقیقت وہی سب سے زائد قابل
پائے گئے۔

سقراط کے شاگردون کے گروہ کے ساتھ ہی ساتھ راست بازی کے
باعث مخالفین کے گروہ مین بھی ترقی ہوتی گئی تمام اتھنس کے باشندے بگے

روبرو سقراط کی فضیحت کرانے کے لئے بہت سے جھوٹے الزامات اوس پر قایم کی گئے۔ اور اوس کے مخالفین نے اری سٹوفینس نامی ایک ڈرامانویس سے (کلاؤدس) ابر نام کا ایک پرہ وز لکھوایا۔ اس پرہ وز کا سقراط ایک ہیرو قرار دیا گیا اوس نے اوس چہرہ وز مین یہ ظاہر کیا کہ اتھنس مین نوجوانون کے خیالات کو خراب کرنے والا ایک بدخصلت بولتا چالتا ئت ہے۔ جسوقت تھیٹر مین یہ تماشا ہوا اوس وقت وہان تماشا بین کچھ کچھ بھرے ہوئے تھے۔ جس مین غور کرنیکی قوت نہین ہوتی۔ اون کو اور کم فہم لوگون کے گروہ کو ہمیشہ اس قسم کے کسی نہ کسی بدلگی کی ضرورت ہوا کرتی ہے! اون کے حسب منشاء گفتگو کرنے والا۔ عمل کرنے والا۔ اون کے افعال کو ترغیب و تحریص دینے والا۔ اون کے خیالات کی تائید کرنے والا۔ حاصل کلام ہر ایک اچھے برے باتون مین اون کے طرفداری کرنے والا اونکا پیش رو اور رویتا ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو عام لوگونکا دل سے بہی خواہ ہو اور سوشیل۔ پولٹیکل معاملہ مین اون کی غلطیان تبلاکر اون کے کان کھولدے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کرے اوس کو وہ اپنا دشمن جانتے ہین۔

ایسے موقع پر عام لوگون کی بیوقوفی سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اور عزت وقعت پانیکے قابل لوگ اپنی صدر نشینی کی جگہہ قایم رکھنے کی غرض سے اری ستوفینس کے مانند ڈرامانویس کے پاس جاکر بیٹھتے اور اوسی سوسائیٹی کے بہی خواہ بنکر تماشہ کراتے ہین۔ اور بیوقوفون سے فضیحت کراتے ہین۔ اور مال و زر کا لالچ دیکر

تماشہ کرانے والون کو اپنا ہم خیال کرکے تماشہ کرانے مین نہایت فخر کرتے ہین
احیاناً اگر اوس مین کامیابی نہ ہوئی تو چار بدمعاشون کو شامل کرکے اوس کے
نام کا جنازہ تیار کرکے اوس کا جلوس نکالتے ہین۔ پھر کسی گلی کوچے کے چار آوارہ
لڑکون کو ہموار کرکے اون سے اونھین راگنی مین صلواتین سناتے ہین۔ غرضیکہ
اپنا قدرتی دباؤ قایم رکھنے کی غرض سے ملک کے سچے بہی خواہ کو جاہل لوگ
سوسایٹی کی آنکھون مین خاک ڈالکر شرمندہ کرنے اور اوس کو جائز مقام سے
گرا دینے کی تاک مین رہتے ہین۔ اری سٹوفینس کا ابر نامی ڈراما بھی ایسا ہی
تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کا بہی خواہ سقراط سب کی نگاہون سے گرادیا جائے
یوری پی ڈیس کا جب کوئی غمناک تماشہ ہوتا تھا تو اوس کے دیکھنے کی
غرض سے سقراط کبھی کبھی جایا کرتا تھا۔ لیکن اس خبر کو سنکر کہ اوس کا ہی
سوانگ آج اسٹیج پر نکلنے والا ہے وہ اوس کے دیکھنے کو معہ دوست احباب
کے خاص طور پر تھیٹر مین گیا۔ جس کا یہ سوانگ ہے وہ سقراط کونسا ہے؟
اسکے بارے مین غیر شناسا لوگون کو دریافت کرتے ہوئے دیکھکر خود سقراط
اون کی خواہش پوری کرنے کے لئے تماشہ ختم ہوتے تک ایک نمایان مقام پر
کھڑا رہا۔ تماشہ ختم ہو جانے کے بعد بعض لوگون نے اوس سے دریافت کیا کہ
تمکو اپنی اس نفرت انگیز تصویر کو دیکھکر کیا غصہ نہین آتا؟ اوس نے جواب دیا
کہ مجھکو غصہ کیون آنے لگا تھا۔ مجھے تو بلکہ مسرت اس کی ہے کہ آج تفریح
کی غرض سے میرے ہموطن لوگ بکثرت یہان جمع ہین۔ سقراط کا یہ جواب سنکے

وہ حاسد لوگ جو سقراط کی تضحیک اور تفضیح مین لگ رہے تھے بہت شرمندہ ہوئے

سقراط نے اپنی تمام زندگی کو عام لوگون کے تعلیم دینے مین صرف کیا۔ اور اپنے ملک کے گورنمنٹ مین کوئی عہدہ قبول نہین کیا نہ بسراوقات کے لئے اوس نے کسی قسم کا کوئی پیشہ اختیار کیا۔ بعض مصنفین لکھتے ہین کہ جو خورد سالی کے زمانہ مین سقراط سے تعلیم پا چکے تھے وہ اوس کے عیال و اطفال کے پرورش کیا کرتے تھے۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یونان کے قاعدہ کے بموجب اوس کو دو مرتبہ عدالت مین رکنیت کا اعزاز حاصل ہو چکا تھا اون دونون موقعون پر تکارام مہاراج کی طرح وہ بھی دروغ کو صحیح اور صحیح کو دروغ نکر کے ازروئے انصاف سلطنت کے قواعد کے بموجب فیصلہ لکھدیتا تھا۔ جیں سی کے بحری جنگ مین جو سپاہی مارے گئے اون کے تجہیز و تکفین کرنے مین تساہل کرنے کی وجہ سے بحری بیڑہ کے افسر اعلیٰ کو سزائے موت دینے کی نسبت یونان کے کئی نامی گرامی سرداروں کا اصرار ہوا اور عام رائے اون سردارون کے تائید مین ہونے کے باوجود بھی سقراط نے یہی کہا کہ ضابطہ کی روسے تمام ملزمین کے نسبت وقت واحد مین فیصلہ نہین کیا جاسکتا۔ اسکی باعث اوس کے مخالفین کے گروہ کو اور بھی ترقی ہوئی۔

سپے لاپوتی نخین جنگ مین بالآخر اسپارٹک کے لیڈر نامی سردار نے یونان کا محاصرہ کر کے اوس کو فتح کر لیا اور اپنی جانب سے اوس مقام پر اوس نے تیس جابر عہدہ دار مقرر کر کے اون سے سلطنت کے کاروبار کو انجام دلانا

شروع کیا انداز آٹھ سال گذرنے کے بعد شریسی بیولس نامی جوانمرد شخص نے انی ٹیس وغیرہ کے مانند جمہوری حکومت کے بعض حامیون کی امداد سے اون ظالم عہدہ دارون کو ملک سے نکال باہر کر دیا۔ اور سابق کے بموجب یونان میں جمہوری سلطنت کا طریقہ قایم کر دیا گیا۔ سقراط اعلیٰ درجہ کے سیاسی طریقہ کا حامی نہین تھا۔ وہ کہتا تھا کہ حکومت کرنے کا اختیار تیس آدمیون کے اختیار مین ہو۔ یا یونان کے معمولی طریقہ کے بموجب پانچ سو آدمی کے اختیار مین ہو۔ تعداد کی نسبت یہان بحث نہین ہے بلکہ محنت و قابلیت سے متعلق ہے۔ سلطنتی انتظام کے باگین لایق لوگون کے ہاتھ مین رہنی چاہیئین۔ بیوقوفون کے رائے کے غلبہ پر سلطنت کے ذمہ داری کے عہدہ کی خیرات تقسیم کرنا نتیجہ کے لحاظ سے صریح نقصان دہ ہوتا ہے۔ سقراط کی اس قسم کی تعلیم جمہوری طریقہ کے حامیون کو ناپسند ہوئی اور وہ لوگ بھی سقراط کے مخالف بن گئے۔

سقراط کی عمر ۷۰ سال کی ہو گئی تھی اور اب وہ ضعیف ہو گیا تھا۔ ایسے موقع پر منجملہ اوس کے دشمنون کے انی ٹیس نامی ایک شاعر اور لایکون نامی ایک مشہور و معروف مقرر ان تینون نے اتفاق کر کے یونان کی عدالت مین سقراط پر ایک استغاثہ دائر کر دیا۔ اوس مین سقراط پر تین الزامات قایم کئے گئے تھے۔ منجملہ اون کے پہلا الزام یہ تھا کہ وہ حکومت کے دیوتا کا معتقد نہین ہے دوسرا الزام یہ تھا کہ جدید دیوتا کو ماننے کی ترغیب وہ لوگون کو دیا کرتا ہے تیسرا

الزام یہ تھا کہ وہ یونان کے نوجوان کے خیالات کو بگاڑا کرتا ہے - اور یہہ
الزام قائم کرکے اوبھون نے استدعا یہ کی تھی کہ ان کی پاداش مین سقراط کو
سزائے موت دیجائے -

یونان کے عدالت مین پانچ سوا ایکین ہوا کرتے تھے - اون کے سامنے
ابتدا مین مستغیث کے جانب سے میلی ٹس اس استغاثہ کے ظاہر الزامات کو نہایت
عاجزانہ اور شیرین الفاظ مین نمک مرچ لگا کر بیان کرتا رہا - سقراط کے دوستون نے
ایک ہوشیار وکیل سے اس دعوے کا جواب لکھوا کر سقراط کو دکھایا - اوسکو
دیکھکر اوس نے اوس وکیل کی طرز تحریر اور اوس کے دلائل اور وجوہات
کی تعریف کی - اور اوس کا شکریہ ادا کرکے اوس کو واپس کر دیا - اوس نے
کہا کہ "مین نے آج تک جس نیک خصلتی سے زندگی بسر کی ہے وہی میرے
جانب سے اس استغاثہ کا جواب ہے - اس کے سوا کسی اور طریقہ سے
جواب دیکر مین آیندہ چلکر زندہ رہنا نہین چاہتا - اور نہ میرے معبود کی مرضی
پائی جاتی ہے کہ مین ابھی اور زندہ رہون - میرے زندہ رہنے مین آپکو یا میرے
ملک کو کچھ بھی فائدہ نہین ہے ضعیفی کے باعث آنکھون کی بصارت کم
ہوتی جارہی ہے - اگر وہ معطل ہی جاتی رہے اور سماعت کی قوت صلب ہوجائے
تو ایسے بے بسی کی حالت مین زندہ رہنا کس مصرف کا - آج مجھکو بالکل ناانصافی
سے سزا ملنے والی ہے اور میری نسبت انصاف کرنے والون کو دوامی
طور پر کلنک کا ٹیکا لگنے والا ہے - اگر ایسا ہوا تو لوگ مجھ سے بہت زیادہ

ہمدردی کرینگے۔ اور میری تعریف مین رطب اللسان رہینگے۔
پیشی کے روز مستغیث کا ثبوت وغیرہ ختم ہو چکنے کے بعد حاکم عدالت کے حکم سے سقراط کو اپنا بیان لکھوانے کی غرض سے کھڑا ہونا پڑا۔ اوس کے اظہار کو افلاطون لفظ بلفظ لکھ رہا تھا۔ "اپالجی آف سقراط" و معذرت سقراط کے نام سے جو کتاب مشہور ہے وہ دنیا کی بہترین کتابون مین شمار کیجاتی ہین۔ بوجہ عدم گنجایش اس موقع پر اوس کا انتخاب ہدیہ ناظرین نہین کیا جا سکتا۔ جس سے ناظرین ہم کو معاف فرمائینگے۔ سقراط کا اظہار ختم ہو چکنے کے بعد (۵۰۰) پانچ سو اراکین کے منجملہ دو سو اکیاسی (۲۸۱) اراکین نے سقراط کو مجرم قرار دیکر موت کی سزا سنائی۔ اوس زمانہ مین ملک یونان مین یہ قانون رایج تھا کہ جس کسی مجرم کو سزائے موت سنائی جائے اگر وہ سزائے موت کے بدلے کسی اور سزا کی تجویز کئے جانے کی درخواست کرنا چاہے تو اوس کو ایسی درخواست کرنے کی اجازت دیجاتی تھی۔ اوس قانون کے بموجب اراکین مجلس نے اوس سے بھی سوال کیا کہ کیا وہ اس قسم کے کوئی درخواست پیش کرنا چاہتا ہے۔ اوس کے جواب مین اوس نے جو کچھ بیان کیا وہ مختصراً ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

"میرے ہم وطن بھائیو مجھکو جو آج سزا دیجاتی ہے۔ وہ صرف میری صاف بیانی کا نتیجہ ہے۔ میرے نزدیک جو بات صحیح تھی وہ مین نے بیان کر دی ہے۔ اونی اعلی خواہ کسی قسم کی بات ہو اوس کو مین نے تم سے

پوشیدہ رکھکر دل ہی دل مین دبا کر نہین رکھا جس کی وجہ سے میرے یہ
دشمن پیدا ہوئے اور آج مجھکو یہ موقع پیش آیا۔ اس پر آپ مجھ سے یہ
کہین گے کہ تیرے اس صاف بیانی کا یہ نتیجہ تجھکو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا
اور جبکہ تجھکو معلوم ہو چکا تھا تو تو نے کیون نہین اپنا طریقہ بدلا؟ آپ کا
یہ سوال نہایت درست ہے۔ لیکن جناب! مین اسکو پسند کرتا ہون کہ انسانکو
کسی کام کے کرتے وقت صرف اوس کے اچھے برُے نتیجہ کے نسبت
غور کرنا چاہئیے! اس طرح کرنے سے رنج ہوگا یا راحت۔ یا زندہ رہینگے
یا مر جائینگے۔ اس قسم کے خود غرضی کے خیال کو ایک آن کے لئے بھی
دل مین نہ لانا چاہئیے۔ جس کام کو ہم برضامندی خود اختیار کر چکے ہون گے
اوس کو بجا لاتے وقت اپنے آبرو ریزی حتےٰ کہ موت کی بھی پروا نکرنا چاہئیے۔
تم کو تعلیم دی گئی تمہاری اولاد کو علمی چشمہ سے سیراب کرانے کا پاک
مقدس کام اوس مالک حقیقی نے میرے تفویض کیا تھا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ
اوس کام کو تو نے برضامندی خود اپنے ذمہ لیا ہے تو بھی مین یہ کہونگا کہ اوسکو
گذشتہ تیس سال تک راستی کے سوا کسی کی خاطر مروت کی کوئی پروا نکرکے
حسب قابلیت اور حسب مقدور بجا لاتا رہا ہون۔ کیا آپ سمجھتے ہین کہ مین
اس قسم کے پاک مقدس فرائض کو موت جیسی ادنیٰ چیز سے ڈر کر ترک کر دونگا؟
یہ تو مجھ سے ہرگز نہوگا۔ موت جو ہم سب کے لئے رنج دہ پائی جاتی ہے۔
اوس کا نتیجہ راحت دہ ہوگا۔ اس کو یقینی طور پر کیا کوئی بیان کرسکتا ہے؟

رنج وہ موت سے بعض لوگ مرینگے یہ صحیح ہے۔ لیکن اگر موت وراحت وہ
ممکن ہو تو پھر اس سے ہم کیون خوف کرین؟ اگر مین اقرار کرون کہ مین معلمی کے کام کو
ترک کر دونگا تو شاید مجھکو تم زندہ رکھنا قبول کرلوگے۔ لیکن مین آپ سے یقینی
طور پر بیان کرتا ہون کہ اگر آپ مجھکو رہا کر دینگے تو کل پھر مین اوسی کام مین مصروف
ہو جاؤنگا۔ اس کے بعد آپ مجھ سے یہ دریافت کرینگے کہ موت کے
بدلے اور مجھکو کونسی سزا پسند ہے۔ میرے نزدیک متناسب اس سوال کا
جواب یہ ہے کہ سرکار۔ خداوند۔ بجا۔ درست۔ کہنا مجھکو نہین آتا ہے۔ اپنے
طریقہ سے مین گفتگو کرتا ہون تمہارے طریقہ سے گفتگو کر کے زندہ رہنے کے
بہ نسبت مین مرنے کے لئے بالکل آمادہ ہون۔ مین نے اپنی زندگی اپنے
ملکی بھائیون کو تعلیم دینے مین صرف کر دی ہے۔ اگر یہی میرا قصور ہے تو سلطنت
یونان کو چاہیے کہ وہ میری بیوی بچون کی پرورشی کی کفیل ہو کر میرا تقرر اس عدالت
کے میر مجلس پر مستقلانہ کر کے میرا یہ قصور اس سزا کا مستوجب ہے۔

سقراط کا یہ بیان سن کر تمام حاضرین مجلس غضب ناک ہوگئے اور ہیم لاک
نامی زہر پلا کر مار ڈالنے کا حکم صادر کر دیا۔ اور اوس کو محبس مین پا بہ زنجیر بھیجا گیا۔
اوس نے محبس کو جاتے وقت عدالت کے جانب دیکھکر کہا کہ بھائیو آپکی
خدمت مین میرا ایک اخیر معروضہ ہے کہ میرے بچے اگر نیک خصلتی کے علاوہ
دولت وثروت۔ شان۔ یا کسی اور چیز کی عزت وقعت کرتے ہوئے پائے
جائین یا جو قابلیت اون مین نہو اوس کا اظہار شیخی کے طور پر کرتے پھرین تو

تم اون پر ہرگز رحم نکرنا۔ اور من ملیٹے اونکو سزا دینا۔ خیر مین اب مرنے کے لئے جاتا ہون اور تم سب زندہ رہنے کے لیے جاؤ گے۔ لیکن موت اور حیات ان دونون مین سے کون چیز زیادہ موجب راحت ہے۔ اس کا علم خالق حقیقی کے سوا اور کسی کو نہین ہے۔

سقراط کو سزا ستا چکنے کے یکماہ کے بعد اوس کی تعمیل کی گئی۔ یہ ایک مہینا اوس نے محبس مین نہایت مسرت دلی کے ساتھ بسر کیا۔ وہان دن بھر اوس کے پاس شاگردون کا ہجوم رہتا تھا۔ اور خود کسی تردد یا تشویش کے بغیر مشکل سے مشکل مسئلہ عمدہ طور پر حل کرتا تھا۔ جب قتل کا دن قریب آیا تو شاگردون نے اوس سے کہا کہ ہم کسی تدبیر سے رومتہ الکبری لیچلتے ہین۔ سقراط نے کہا کہ۔ جب میرے وطن مین قتل کا باعث میری تعلیم اور حق گوئی کے لئے مجھ سے نفرت اختیار کیجاتی ہے تو بھلا اجنبی شہر مین مجھکو کون زندہ چھوڑے گا۔ پس مین اظہار حق سے باز نہین آسکتا۔ اور مجھے وہ قتل کئے بغیر نہین رہ سکتے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ مین اپنے زندگی کے دن یہین پورے کر دون۔ غرضیکہ جب قتل کا وقت آیا تو اوس وقت سقراط نے روح کی تحقیق پر تقریر کی۔ اور اوس تقریر مین ایسے ایسے دقایق اور نکات بیان کئے کہ شاگردون کو تعجب ہوا۔ قتل مین ذرا سی دیر ہے اور استقلال و ہمت ایسی کہ ذرا بھی تشویش و امنگیر نہین۔ اور نہ اقوال و افعال مین فرق ہے۔ چنانچہ اوس کے ایک شاگرد نے اوس سے کہا کہ

اسوقت کوئی مسئلہ پوچھنا نہایت بدنما ہے مگر مین مجبور ہون کہ اب روئے زمین
ایسے مشکل مسائل کا حل کرنے والا نہین ہوگا۔ اس لیے مین کچھ پوچھنے سے
باز نہین رہ سکتا۔ سقراط نے کہا کہ شرم نکرو۔ اور نہ میری گھڑی کی طرف خیال
کرو۔ کیونکہ میرے پاس فرصت اور موت دونون برابر ہین۔ جو پوچھنا ہو جلد
پوچھ لو۔ اوستاد شاگرد کے درمیان اوس موقع پر جو جو باتین ہوئین وہ
افلاطون نے قلم بند کر لی تھین۔ اس وقت وہ طبیعت پر عجیب وغریب
اثر پیدا کرتی ہین۔

غرضیکہ بعد ختم تقریر سقراط نے غسل کیا تاکہ کسی کو بعد مرنے کے غسل دینے
کی ضرورت نہو۔ عبادت مین مشغول ہوا کہ اتنے مین بیوی و بچے آخری دیدار
دیکھنے آئے۔ اون کو دیکھکر شاگردون پر اثر ہوا۔ اور کہرام مچ گیا۔ جب سقراط
عبادت سے فارغ ہوا تو بیوی اور لڑکون کو رخصت کیا۔ اور بڑے لڑکے سے کہا
کہ شاگردون کے ساتھ رہے۔ ایک شاگرد نے پوچھا کہ پس ماندون کے
ساتھ کیا کرنا چاہئے۔ کہا کہ تم لوگون کو مین وصیت کرتا ہون کہ اپنے نفس کی
اصلاح کرو۔ اور میرے فرزندون کو بھی اصلاح نفس پر مامور رکھو۔ اس اثنار
مین زہر کا پیالہ پیش کیا گیا۔ سقراط نے بلا تکلف اوس کو پی لیا۔ شاگردون
نے آہ و فغان شروع کی۔ سقراط نے کہا کہ اسی آہ و فغان کی وجہ تر مین نے اپنی
بیوی اور بچون کو رخصت کیا ہے۔ اور اب وہی تم لوگون نے بھی اختیار
کی ہے۔ وقت نہین ہے چند نصیحتین اور سن لو۔ چنانچہ چند ہی نصیحتین

کرنے پایا تھا کہ قدم مین لغزش ہونے لگی اور تھوڑی دیر مین کام تمام ہوگیا۔ انتقال کے وقت یہ نہایت معمر ہوچکا تھا۔ واقعہ قتل کے بعد تسلیم کیا گیا کہ اس کا قتل ناواجبی تھا۔ اور سراسر خطا ہوئی۔ اور جن لوگون نے اس کے قتل مین حصہ لیا تھا اون کو بھی قتل کیا گیا۔

جو ہونا تھا وہ تو ہوگیا۔ مگر دنیا مین اوس کا نام اوسی طرح زندہ ہے۔ خیر مردہ دل تو مین آگاہ نہون تو نہون ورنہ کوئی ایسا نہین ہے جو عزت سے اوس کا نام نہ لیتا ہو۔ اور اوس کی تصنیفات و خیالات کا دلدادہ نہو۔

سقراط کے خیالات کی ابتدائی حالت

سقراط کے دوستون کو سقراط کی صحبت مین رہنے کی وجہ سے بارہا اوس کا موقع ملا کیا کہ وہ بحث و مباحثہ مین اچھی طرح مہارت حاصل کر کے مدلل گفتگو کرین۔ چنانچہ لوگ اس کو محسوس کر چکے تھے۔ کہ کسی امر مین تاوقتیکہ کامل معلومات اور واقفیت بہم حاصل نہو۔ بحث و مباحثہ کرنا مناسب نہین ہے۔ اور اس طرح ناواقفیت اور کمی معلومات کے ساتھ بحث و مباحثہ کرنا حقیقتاً دوسرون کو مغالطہ مین ڈالنا ہے۔ چنانچہ سقراط کی بھی یہی رائے تھی۔ اس لئے وہ کبھی مضمون یا مسئلہ پر گفتگو کرتے وقت اپنے دوستون کے معلومات مین کامل وسعت پیدا کر دیا کرتا تھا۔

اور اوس کو اپنا فرض منصبی سمجھتا تھا۔ نہ ایسے فرض کی ادائی اوس کو ناگوار ہوتی تھی۔

جب کوئی شخص کسی مسئلہ کے متعلق یقینی وجوہات تبلائے بغیر سقراط کے خلاف مین رائے ظاہر کرتا تو اوس وقت سقراط بغرض تفہیم اوس مسئلہ کے تمامی جزئیات کا ابتدا سے آغاز کرتا۔ اور اوس کی اصلیت اور کلیات کی تجسس مین مصروف ہوجاتا۔

کسی مضمون پر جب سقراط کو خود گفتگو کرنی مقصود ہوتی تو نہایت ہی صاف اور سلیس عام فہم اصول کو پیش نظر رکھکر گفتگو کی ابتدا کیا کرتا تھا۔ اور اوس کی یہ رائے بھی تھی کہ بحث و مباحثہ کی اصلی خوبی اسی مین ہے۔ کہ صاف اور سلجھی ہوئی عام فہم تقریر کیجائے۔ سقراط اور اوسکے خیالات کے نام سے یونان کے مشہور مورخ زنوفن نے ایک کتاب تصنیف کی تھی اوس کا قول یہ تھا کہ اپنے بیان کی صداقت لوگون کے ذہن نشین کرکے اونکو بالکل آسان طریقہ کے ساتھ اپنے جانب رجوع کرلینے والا شخص سقراط کے مانند مین نے آج تک اور کوئی شخص نہین دیکھا، یولی کس کے بارے میں مشہور شاعر ہومر کا بیان ہے کہ، وہ عام پسند اصول کے بنا پر اپنے بحث و مباحثہ کو ترتیب دیا کرتا تھا۔ اور اپنے اصول کو کامل طور پر لوگونکو ذہن نشین کرکے اقبال کرا لیتا تھا اور وہ ایک عمدہ مقرر تھا۔ چنانچہ سقراط کی نسبت بھی لفظ بلفظ یہی کہنا مناسب ہوگا۔

سقراط نے اپنی تقریر سے جن جن امور کو ثابت کیا ہے اون تمام معلومات کو اس مختصر کتاب مین درج کرنے ناممکن ہے۔ تاہم اوس کے چند دلائل۔ اور بحث ومباحثہ کے طریقہ بطور نمونہ یہان بیان کئے جاتے ہین۔

بُرے عادات سے محفوظ رہنا

زنوفن کا بیان ہے کہ ،، بُرے عادت سے محفوظ رہنا یہ بلا شک وشبہ انسان کی ایک فطرتی صفت ہے ،، یہان ہم ایسے بُرے عادات کے بارے مین سقراط کا جو بیان ہے۔ اوس سے چونکہ ہم کو مزید نصیحت حاصل ہوسکتی ہے اس لئے ہم اس پر بھی غور کرین گے۔

سقراط نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ ،، اگر ہم جنگ مین مصروف ہون اور ایسا شخص جس کو مصیبت برداشت اور محنت ومشقت کرنے کی طاقت وقوت نہین ہے یا وہ شراب اور مستورات کے ساتھ عیش وعشرت ہی مین ہمیشہ مبتلا رہا ہے تو کیا اس قسم کے آدمی کو ہم فوج کا سپہ سالار مقرر کرینگے ؟ کیا ایسا سپہ سالار ہم سب کی حفاظت کرکے اپنے دشمن پر فتح یاب ہوسکیگا ؟ یا فرض کرو کہ ہم بالکل قریب المرگ ہوچکے ہین۔ اور ہم کو اپنے پس ماندگان اولاد وغیرہ کی خبرگیری اور اون کی حفاظت کی غرض سے کسی شخص کو مقرر کرنا ضرور ہے تو کیا ہم ایسے موقع پر مذکورۂ بالا بُرے عادات کے آدمی کو اون کے نگہبانی کے

کام کی غرض سے انتخاب کرینگے ؟ کیا اپنے اولاد کے چال چلن کی دیکھہ بھال اور اون مین عمدہ خصلت پیدا کرنے کا کام اس قسم کے بُرے آدمی کے سپرد کر سکین گے ؟ کیا جانور اور غلہ کے گودام وغیرہ کے حفاظت کا کام ایسے شرابی نشہ باز کے ذمہ ہم کسی وقت کر سکین گے ؟ کسی قسم کا کوئی اور کام جسکی نسبت ہماری یہ خواہش ہو کہ وہ عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پائے۔ ایسے بدروش شخص کے ذمہ واری مین دے سکین گے۔ اور تو اور ایسا بدروش غلام اگر کوئی بطور نظر ہمکو دے۔ تو ہم کو اوس کے قبول کرنے کے وقت کیا ایسا خیال نہ پیدا ہوگا۔ کہ اوس کی ایسی بدروئیگی قبول کرنے کے مانع ہے۔ جبکہ ادنیٰ غلام مین بُرے عادت کو ہم برداشت اور پسند نہین کرتے ہین تو پھر کیا ایسی بُرے عادت کی عادی ہونے کے نسبت ہم کو احتیاط نکرنا چاہیے ؟ فرض کیجیے کہ زر کی طمع اور اوس سے از حد محبت یہ بھی ایک قسم کی بُری عادتمین شمار ہے لیکن زر کے طامع مین تو یہی بات ہوتی ہے کہ اوس کو دولت کے جمع کرنے مین راحت معلوم ہوتی ہے۔ وہ غیرون کی دولت کو غصب کرتا ہے۔ اسطرح اوس کے دولت مین ترقی ہوتی ہے۔ لیکن بدروش خود اپنا اور دوسرونکا بھی نقصان نہین کرتا ہے۔ بلکہ اوس سے تمام عالم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر یہ کہا جاے تو درست ہوگا۔ کہ وہ اپنے ہی کنبہ کا نقصان نہین کرتا بلکہ اپنے جسمانی اور روحانی تباہی بھی کر لیتا ہے۔

جس شخص کو سوائے خورد و نوش اور فیشن پر مرتے رہنے کے اور کوئی بات

سمجھائی نہین دیتی - جس کو اپنے دوست احباب سے گفتگو کرنے کے بہ نسبت رقاصہ اور فاحشہ عورتون سے گفتگو کرنے مین زیادہ لطف ملتا اور راحت محسوس ہوتی ہے تو ایسے شخص کی صحبت مین کیا کسی کو مسرت حاصل ہوگی؟ کسی قسم کی بری عادت کا نہونا گویا تمام نیک خصلتی اور اعلےٰ صفت کی بنیاد ہے - اسلئے اُس کو اپنے آپ مین پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے - اگر اس طرح نکیا جائے تو جو کچھ اچھی بات اور عمدہ سبق قابل فخر ہے وہ کس طرح اپنے آپ مین پیدا ہو سکتا ہے ؟ جو شخص بُری عادت مین مبتلا ہے تو اوس کی جسمانی اور روحانی دونون حالتین نہایت خراب ہوتی ہین - کیا یہ صحیح ہے ،، فی الحقیقت ایسے پایا جاتا ہے کہ ، کوئی خود مختار اور آزاد منش شخص بد روش آدمی کو ہرگز اپنے پاس ملازم نہ رکھیگا اور جو ملازم اس قسم کے وحشیانہ پنجے مین مبتلا ہون گے وہ ہمیشہ پرمیشور سے التجا کرین گے کہ اسے پرمیشور، ہکو رحیم - عادل - چشم پوش - مہربان آقا عطا کر - اور اگر ایسا آقا و نھین نہ ملے تو اون کی ہرگز خیر نہو گی -

اس بارے مین جو کچھ سقراط ہمیشہ کہا کرتا تھا وہ یہ ہے کہ، کسی مین بُری عادت نہو - اور اس نیک خصلتی کی بے انتہا ثنا و صفت محبت کے ساتھ کیا کرتا تھا - اور اوس کی یہ ثنا و صفت اور محبت ، صرف زبانی جمع خرچ تک محدود نہین تھی - بلکہ اوس کے تمام حرکات و جذبات سے عملی ثبوت کا مشاہدہ ہوتا رہتا تھا - نفسانی خواہشات کے پورا کرنے کی طمع اوس کے دلپر مطلق اثر نہین کر سکتی تھی - اسی طرح دولت کے فراہم کرنے کے ذرایع کو بھی وہ

ترک کر چکا تھا۔ کیونکہ اس بارے مین اوسکا یہ بیان تھا کہ جو دوسرے کا روپیہ لیتا ہے، وہ اوس دینے والے کا کامل طور پر غلام بنتا ہے۔ دینے والا اوسکو جس طرح جی چاہے گا، اوس طرح اوس زر لینے والے کو دبا سکیگا۔ یہ غلامی حقیقی غلام سے بھی نہایت خراب ہے اس مین کس کو انکار ہوگا۔

سقراط کی بسر اوقات کا طریقہ

سقراط کی تقریر اور نصایح کو جو لوگ سنا کرتے تھے۔ اون لوگون کو اپنی طرف مایل کرنے کے واسطے ایک مرتبہ انٹی فان نامی سوفی لسیٹ[1] سقراط کے پاس گیا اور مجمع سامعین کے مواجہ مین سقراط سے اوس نے کہا کہ جناب!

آجتک میرا یہ خیال تھا کہ واقف کار اصول عالم اور جہان دیدہ بہ نسبت عوام کے اپنی زندگی کو نہایت ہی راحت و آرام سے گذارتے ہین۔ مگر آپ کی حالت بالکل اس کے برعکس دیکھتا ہون۔ اور آپ اپنی قابلیت ہی کی وجہ سے بہ نسبت عوام کے زاید تکلیف اور مصیبت مین مبتلا رہتے ہین"

[1] قدیم علاقہ گریس مین اجرت لیکر علم مناظرہ۔ فلاسفی۔ اور آئین حکمرانی کی تعلیم دینے والے لوگ سوفی لسیٹ ہوا کرتے تھے یہ جھوٹے دلائل سے سچی اور اصلی بات کو مغالطے مین ڈالدیتے تھے۔ چونکہ سچے عقاید مین یہ تفرقہ پیدا کرادیتے تھے۔ اس سے عام لوگونکی نظر مین وہ لایق نفرت و قابل ملامت تھے۔

اور مین یہ بھی دیکھہ رہا ہون کہ آپکی زندگی کس طرح گذر رہی ہے !!!

اگر کسی ملازم کے ساتھہ اوس کا آقا اس طرح برتاؤ کرے گا۔ تو یقیناً وہ ملازم اوس ملازمت کو ترک کرکے کسی اور ملازمت کی تلاش کرنے پر مجبور ہوگا آپکے خورد و نوش کی چیزون کو دیکھتا ہون تو وہ نہایت کم درجہ کی پائی جاتی ہین موسم سرما اور گرما کے استعمال کے لیئے مثل مفلس اور قلاش لوگون کے آپ کے پاس ایک ہی لباس ہے۔ آپ کے پاؤن کو جوتہ سے کبھی واسطہ ہی نہین پڑتا۔ اسی طرح باوجود ایسے عالمانہ اور حکیمانہ قابلیت اور معلومات کے آپکو دولت کی بھی خواہش نہین ہے۔ اور نہ اس کی مطلق ضرورت پائی جاتی ہے۔ جس سے انسان راحت کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے؟

ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد مین اس نتیجہ کو پہونچا ہون کہ جسطرح کالج کے طلبا اوستاد کی تعلیم سنتے ہوئے طریقہ پر چلتے اور اوس کے پیرو ہوتے ہین اگر آپکی تقریر پر تاثیر اور تعلیمی طریقہ پر آپ کے سامعین اور طلبا عمل کرین تو بھی کہنا ہوگا کہ آپ بجز اون لوگون کو آلام و مصیبت اور مفلسی مین مبتلا ہونے کی اور کسی قسم کی عمدہ تعلیم نہین دے سکتے ہین۔

سقراط نے جواب دیا کہ "مسٹر انٹی فان" شاید تم کہو گے کہ مین جسطرح کی مفلسانہ زندگی بسر کرتا ہون اس سے تو مرنا بہتر ہوگا۔ لیکن اس طرح کی زندگی بسر کرنے مین کونسی حیرت اور کونسی مشکل ہے! مین کسی سے پیسہ نہین لیتا۔ اور کس کے نسبت تو مجھکو الزام دیتا ہے۔ حالانکہ پیسہ لینے والیکو

حسب قرارداد عمل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ مگر مین پیسہ لیتا ہی نہین ہ بلکہ مین جس سے تعلق رکھنا مناسب سمجھتا ہون اُسی سے تعلق رکھتا ہون۔ اور کیا یہ غلطی ہے۔ تجھکو میرے خورد و نوش کی حالت ناپسند ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے کیا وہ تمھاری غذا کی طرح عمدہ اور مقوی نہین ہے ؟ کیا وہ کم مقدار اور ارزان ہوتی ہے ؟ کیا تو اپنی غذا کو عمدہ اور بہتر سمجھتا ہے۔ اس لئے تو ایسا کہتا ہے ؟

سنو! کھائی ہوئی غذا اور پیا ہوا پانی جس کو پسند آتا ہے وہ کبھی اور چیز کے کھانے پینے کی مطلق پرواہ نہین کرتا ہے!! میرے نسبت جو تو کہتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تو اس کے متعلق اچھی طرح نہین سمجھتا ہے۔

ہوا کے اثرات سے بچنے اور محفوظ رہنے کی غرض سے موسمی لباس مین تغیر و تبدل کیا جاتا ہے، اور چلنے پھرنے مین پاؤن کو تکلیف نہ ہو۔ اسلئے جوتہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

کیا تجھکو اس کا علم ہے کہ۔ سردی کے باعث مجھکو باہر جانے آنے مین کچھ رکاوٹ واقع ہوتی ہے ؟

کیا موسم گرما مین مجھکو تو نے سایہ کی تلاش و جستجو مین بے چین دوڑتے ہوئے دیکھا ہے ؟

مین ننگے پاؤن ہمیشہ جایا آیا کرتا ہون۔ لیکن میرے اس طرح ننگے پاؤن

آمد و رفت رکھنے مین کبھی کیا کوئی ہرج واقع ہوا ہے؟ بلکہ اکثر ضعیف القوا لے لوگ مسلسل پیدل چلنے کی ورزش کرتے ہین۔ اور اپنی خلقی پیدائشی کمزوری اور ناتوانی کو دفع کرکے اچھے خاصے صحیح و توانا ہوتے ہین۔ بلکہ جو غور و سالی مین محنت و مشقت کرکے جسم مین توانائی اور قوت حاصل کرتے ہین اون کی نسبت ایسے لوگ بزیادہ آسانی سے محنت و مشقت کا کام انجام دیتے ہین۔ اور جب ایسا ہے۔ تو محنت و مشقت کا عادی نہونے کی وجہ سے تم کو یہ باتین دقت طلب معلوم ہوتی ہین۔ مین نے اپنی زندگی کا تمام حصہ انواع و اقسام کی محنت و مشقت مین نہایت ہی خوشی کے ساتھ صرف کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اب مجھکو اس قسم کی سادہ زندگی بسر کرنی کچھ بھی مشکل نہین؟

دوامی اور فنا نہونے والی راحت اور ترک تکلفات سے گذارنے مین مسرت ہی مسرت ہے۔ اور نہایت شرمناک اور خواہشات نفسانی کے پورے کرنے اور گہرے غافلانہ نیند سے سوتے رہنے مین تو مجھکو کوئی بھی قابل قدر بات نہین معلوم ہوتی خوشگوار اور لذیذ غذا کی مجھکو کبھی خواہش نہین ہوتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی کسی کام کو شروع کرچکا ہو۔ اور وہ اچھی طرح انجام کو نہ پہونچتا ہو۔ تو ایسا شخص نہایت ہی ملول خاطر نظر آتا ہے اور جس نے کی تجارت کھیتی باڑی یا اور کوئی کاروبار جو وہ اختیار کرچکا ہو حسب منشا اور حسب مرضی چل رہا ہو تو ایسا شخص ہمیشہ خوش و خرم رہتا ہے مجھکو تو یہ معلوم ہے کہ ہم روز بروز نیک خصلت بنتے جاتے ہین اچھے اچھے لوگ

ہم سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور دوست بنتے جاتے ہیں۔ جب ہم اپنے اس طرز عمل کے نتیجہ کو دیکھتے ہیں تو اوس سے ہم کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور اس کی کیا کسی چیز سے ہمسری ہو سکتی ہے؟! اپنے دوست احباب اور ملک کی فلاح وبہبودی کا کام کرنے والا شخص زاید کار آمد اور مفید ملک ہوگا۔ یا تمہارے ایسی عیش وعشرت اور مرغوب طبع زندگی بسر کرنے والا شخص زاید کار آمد ثابت ہوگا؟

مجھکو بتاؤ کہ! جنگ کے موقع پر کون بہتر ہے۔ آیا وہ شخص جسکو عمدہ اور شیرین غذا مرغوب ہے۔ یا وہ شخص جس کو جو چیز وقت پر میسر آجائے اور اوسی میں خوش رہتا ہو؟

اگر اچانک تمہارا ایسا شخص محاصرہ میں گھر جائے۔ تو اوس محاصرہ کی صعوبت اور مشکلات زائد کون برداشت کرے گا؟ آیا پلاؤ اور شیر برنج کا شائق! یا وہ شخص جس کو جو وقت پر میسر آئے۔ اوسی سے وہ اپنی اشتہا پوری کرلے!!

مسٹر انٹی فان! تمہارا ایسا خیال ہے۔ اور وہ ذہن میں بالکل بیٹھ گیا ہے۔ کہ اچھی طرح خورد ونوش۔ شان وشوکت اور فیاضانہ طریقہ سے بسر ہو۔ تو اسی پر راحت وآرام کا دارومدار ہے۔ ورنہ اور کوئی صورت نہیں ہے؟ اور اگر ہو بھی تو وہ مفلسی یا تکلیف ہی تکلیف ہے۔ لیکن اس بارے میں اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں یہ کہوں گا۔ کہ کسی بات کی

خواہش ہو نایعنی ترک خواہشات اسی کا نام ظہور منشا بہت ہے۔ اور بالکل ضروری اور تھوڑی خواہشات کا رہنا درحقیقت پر شعور کی قربت ہے! پھراس سے زائد اور کونسی بات ہونا چاہئے۔ اور تو کیا چاہتا ہے ؟

ایک دن انتی فان نے سقراط سے کہا کہ،

جناب! آپ بڑے دیانت دار ہیں۔ آپکے اغراض بھی نہایت ہی نیک اور قابل قدر ہیں اور اسکا مجکو بھی دلی اقرار ہے۔ لیکن کسیقدر کیا معنی بلکہ میرا خیال ہے کہ آپ کچھ نہیں جانتے کہ تعلیم کا صلہ کچھ لینا چاہئے ؟ کیونکہ آپ کچھ بھی تعلیم کا معاوضہ نہیں لیتے ہیں۔ اور اس کا آپ کو اقبال بھی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ آپ اپنا مکان اور اوس کی کوئی شئے بھی بلا کسی قسم کے معاوضہ اور اجرت کے کسی کو دیسکتے ہیں۔ مگر میں جہاں تک غور کرتا ہون آپ کسی کو ہرگز نہ دینگے۔ کیونکہ اون کی کچھ نکچھ قیمت ضرور ہے۔

اسی طرح اگر تمہاری قابلیت کی اگر کچھ قیمت پائی جاتی ہے تو تم یہ نہی بلا قیمت مفت تعلیم دینے پر ہرگز آمادہ نہ ہوتے! اور کسی ادنی بیوپاری کیطرح تم کسی کو اپنی بلا بدل تعلیم میں دہوکہ بھی نہیں دیتے ہو۔ علاوہ اس کے تمہاری دیانت داری اور علم وفضل لوگوں پر ظاہرا معلوم ہے۔ اسی طرح تم کو اس کا متعلق علم نہیں ہے۔ کہ آپکی دانشمندی اور علم وفضل گویا لائق تعلیم و قابل قبول شئے ہے ؟ چنانچہ تمہارے طرز عمل اور برتاوے سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔

سقراط نے اس کے جواب میں کہا کہ خوبصورتی اور اصولی معلومات دونوں

آپس مین ملتی جلتی سی ہین - کیونکہ ایک مین جو بات لائق تعریف ہے - وہی دوسرے مین بھی ہے - اور ایک مین جو لائق نفرین و نفرت سبب ہے وہ دوسرے مین بھی - مثلاً اگر کوئی حسین عورت اپنے حسن اور ناز کو فروخت کرے تو تم بھی اوس کو فاحشہ اور کاسبہ کہو گے - لیکن کسی شریف اور نیک خصلت عورت کو اپنے آپ پر گرویدہ اور محبت کرتا ہوا پاؤ - اور اوس سے جائز تعلق پیدا کر لو - تو اوس کے بارے مین سب یہی کہین گے کہ وہ علم اخلاق اور عمدہ چال چلن سے بخوبی واقف ہے - پس اصولی معلومات والے شخص کی نسبت بھی ایسا ہی کہنا مناسب اور درست ہے - اوس کی دوکان قائم کرنے والے جو سوفسٹ ہین وہ کاسبہ کے مانند ہین - لیکن اصول سے جو واقف کار ہین وہ اپنے علم کو کسی لائق اور سمجھدار شخص کو دیکھکر سکھاتے ہین - اور اوسی کو ہم نیک اور دانشمند سمجھتے ہین - عمدہ گھوڑے - شکاری کتے - خوش الحان خوبصورت پرند کا پالنا پوسنا ہر شخص کو پسند آتا ہے - اسی طرح مجھکو اپنے نیک اور فہمیدہ دوستون کی ہمنشینی سے مسرت ہوتی ہے - اور جو جو باتین مجھکو اچھی پائی جائینگے - اون باتون کو مین اپنے اون فہمیدہ دوستون کو سکھاتا ہون - اور وہ باتین جو اونہین اعلی ترقی پر پہونچانے مین ممد و معاون ہوسکین گی اوسے بھی مین اون کو واقف کراوتا ہون - جن قیمتی خزانون کو ہمارے اسلاف ہمارے لیے چھوڑ گئے ہین - ہم سب ملکر اوس کی قدر کرتے اور اوس سے حظ اوٹھاتے ہین - اور اون کی تمام تصنیفات کا مطالعہ کرکے اون مین جو باتین

عمدہ اور مفید ہوتی ہیں۔ اوس کا انتخاب کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اس سے بہت کچھ نفع حاصل ہو چکا ہے۔ سقراط کا یہ جواب سن کر انٹی فان کو اس کا یقین ہو گیا۔ کہ یہ نہایت ہی راحت اور آرام میں ہے۔ ایک مرتبہ انٹی فان نے سقراط سے دریافت کیا کہ "جبکہ آپ آئین حکمرانی کی تعلیم دینے کے قابل ہیں اور اوس سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں۔ تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ ملک کی کوئی خدمت قبول کر کے امور مملکت کی طرف کیوں نہ متوجہ ہوں ؟"

سقراط نے اس کا جواب یہ دیا کہ تمہارے کہنے کے بموجب میں ایک اوسی قسم کا کام اپنے ذمہ لے کر اوس کام کو انجام دوں تو اوسوقت ملک کی خدمت کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتا ہوں۔ یہ ملک کے لئے اچھا اور زیادہ کارآمد ہے یا یہ کہ میں حسب سابق لوگوں کو عمدہ تعلیم دے کر اپنے ایسے خیالات کے بہت سے افراد ملک کی اعلیٰ خدمت انجام دینے والے تیار کرتا رہوں !!

رعونت اور جھوٹی مشیخت

سقراط ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ "شان اور امارت کی اصلی غرض یہ نہیں ہے کہ انسان اچھا نظر آئے۔ بلکہ فی نفسہ نیک اوس کو بننے کی ضرورت ہے۔ اور اوس کے ثبوت میں سقراط کہا کرتا تھا کہ فرض کرو کہ کوئی شخص فن موسیقی سے

واقف نہین ہے۔ مگر اپنے آپ کو موسیقی دان اور قوال مشہور کرانا چاہتا ہے تو اس دعوے کے نبہانے کے لیئے اوس کو فن موسیقی سے واقفیت بہم پہونچانے کے علاوہ دیگر فروعات اور تمام باتون مین قوالون کے مانند نمایشی چیزین۔ ہمہ اقسام کے باجے اور مزامیر فراہم کرنے پڑتے ہین۔ اور جہان جہان اوس کو جانے کا اتفاق ہوتا ہے اون اون مقامات پر ان اشیاء اور ایسے لوگون کو بھی ہمراہ رکھنا پڑتا ہے جو ہروقت ہر آن اوس کی ہی ثناء صفت کرتے ہون۔ اور ہان مین ہان ملاتے ہون مگر ایسا شخص جو درحقیقت موسیقی دان نہین ہے اور اوس فن سے بالکل واقف نہین ہے۔ وہ کسی مجمع مین بھولے سے بھی ایک تال یا سُر اپنے سے نہ نکالیگا۔ کیونکہ اس سے اوس کی جہالت اور عدم واقفیت کا اظہار ہو جائیگا۔ اور اسی قدر نہین بلکہ اوس کی بناوٹی اور جھوٹی فوقیت اور حماقت کا تمام اہل مجمع پر ظاہر ہو جائے گی۔ اور اوس کی قابلیت کا بھانڈا پھوٹ جائیگا جس سے لوگون کو الزام دینے کا موقع ملیگا۔ کہ اُس نے اپنی بیوقوفی سے روپیہ اور محنت ضایع کی۔ اور قلعی بھی کھلگئی۔ علی ہذا کوئی شخص بذات خود قابلیت اور معلومات سے بے بہرہ ہو کر اپنے آپ کو تجربہ کار سپہ سالار فوج یا آزمودہ کار ملاح ظاہر کرے تو اوس کا کیا نتیجہ ہوگا؟

اول تو اوس کی ایسی حرکت سے خود اوس کو ہی تکلیف ہوگی اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ اپنی اس بناوٹ مین پورے طور پر کامیاب بھی

ہو جاوے۔ تو اوس وقت اوس کو نہایت ہی خراب اور بڑا نتیجہ بھگتنا پڑیگا۔ جبکہ اوس کے اس فریب مین اگر کوئی اوس کو فوج کا سپہسالار یا جہاز کا ملاّح مقرر کردے۔ ایسی حالت مین خود اوس کو شرمندگی اوٹھانی پڑے گی اور کیا عجب ہے۔ کہ وہ اپنے دوستون اور نیک لوگون کی تباہی و بربادی کا بھی باعث ہو؟

اسی طرح وہ شخص جو خود نہایت ہی کمزور اور کم طاقت ہو مگر اپنے آپ کو نہایت ہی شجیع اور بہادر باور کرائے تو درحقیقت یہ نہایت دھوکا بازی اور فریب ہے۔ کیونکہ ان واقعات اور حالات کے لحاظ سے لوگون کو اوس کی قابلیت پر بھروسہ ہو جائیگا۔ اور اوس کے دعوے کو صحیح مان کر اگر اوسکے سپرد کوئی ایسا کام کر دینگے جس کی قابلیت اوس مین موجود نہو یا جس طرح اوس کو انجام پانا چاہیئے۔ وہ اوس طرح انجام نہ پا سکے۔ تو یہ اوس کا فعل صریح دہوکہ اور بہت بڑا گناہ ہوگا۔ اور اس سے ندامت ہی نہین ہوگی۔ بلکہ اس بڑے گناہ سے نجات ملنی بھی مشکل ہوگی۔ اپنے ہمسایہ کے مال و متاع پر دست تصرف دراز کر کے تغلب و تصرف کرنا۔ اگر گناہ اور جرم سمجھا جاتا ہے۔ اور اوسی طرح ادنےٰ درجہ کی قابلیت اور معلومات کا شخص اگر اپنے کمینہ پن سے تمام عالم کو یہ باور کرائے کہ مین امور سلطنت اور اہم مسائل کے انجام دینے کے قابل اور اوس کا اہل ہون تو یہ بھی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے؟

سقراط ہمیشہ رعونت اور جھوٹی شیخت سے ایسی ہی مثالین بیان کر کے

اپنے پاس آنے والوں کو ہمیشہ نفرت دلایا کرتا تھا۔

طریقہ تعلیم فرمانروایان

سقراط سامعین اور طلباء کو مندرجہ ذیل امور کے جانب کر
۱۔ خورد و نوش میں کیا مناسب احتیاط کی جائے۔
۲۔ عشق و محبت اور کاہلی سے کسطرح بچا جائے۔
۳۔ صعوبت و آرام میں برداشت اور تحمل کسطرح کیا جائے۔
اپنے دانشمندانہ اور مفید خیالات سنا کر رجوع کراتا تھا۔ جب سقراط نے سنا کہ ؎

ارسٹی پس نامی ایک شخص نہایت ہی عیش و عشرت میں معروف رہا کرتا تھا۔ اوس نے اوس سے پوچھا کہ اگر تمہارے پاس ایک شاہزادہ اور ایک معمولی حیثیت کے آدمی کا لڑکا تعلیم کے واسطے آئے تو تم دونوں کو کس طریقہ سے تعلیم دوگے؟ اور اس مسئلہ کو براہ کرم خورد و نوش کی حالت سے بیان کرو۔ کیونکہ حقیقتاً خورد و نوش ہی تمام امورات کی بنیاد ہے۔

ارسٹی پس نے جواب دیا کہ ،، بیشک آپکا بیان بالکل واجبی اور صحیح ہے۔ ہماری تمام زندگی کا دارومدار خورد و نوش پر ہی منحصر ہے۔ اور اگر وہ میسر نہ آئے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ بالکل ہمارا خاتمہ ہی ہے۔ ،،

سقراط ،، مقررہ وقت پر خورد ونوش کرنے کے نسبت تو او نہین تعلیم دیگا
یا نہین ؟ ،،

ارےسٹی پس ،، ہان بیشک مین اس طرح کرون گا ،،

سقراط ،، دونون لڑکے جس وقت کھانا کھا رہے ہون - اوس وقت
کسی اہم امور کے انجام دینے کے واسطے - کھانا کھا چکنے سے پہلے ہی کس
لڑکے کو اوس اہم امور کے بجا لانے کے واسطے کہیگا ؟ ،،

ارےسٹی پس ،، تاخیر کی وجہ سے تاکہ امور سلطنت مین ہرج واقع نہو مین
شاہزادے کو اوس کا عادی کراونگا - ،،

سقراط علی ہذا تشنگی کو برداشت کرنا - کم سونا - عرصہ تک سوتے نہ رہنا
بلکہ جلد بیدار رہنا ،، اکثر تمام رات جاگتے رہنا - نیک طریقہ سے رہنا ،، اپنی نفسانی
خواہشات کا مطیع نہونا - اور جفاکشی کرنے کے لئے ٹال مٹول نکرنا بلکہ بڑی
جرأت کے ساتھ اوس کو انجام دینا یہ باتین تو کس کو سکھلائیگا - ،،

ارےسٹی پس ،، اوسی شاہزادے کو - ،،

سقراط ،، غنیم کو شکست دینے کا اگر کوئی ایک فن ہو تو وہ کس کو سکھلانا
مناسب ہے - ؟ ،،

ارےسٹی پس ،، شاہزادہ کو تعلیم دینا زیادہ مناسب ہے - اس لئے کہ اگر
اس فن سے وہ واقف نہو تو باقی تمام تعلیم بیکار اور فضول سمجھی جائیگی - ؟ ،،

سقراط ،، اون لوگون کا نہایت خطرناک نتیجہ ہوتا ہے - جو نشی چیزون پر

فریفتہ ہوتے ہین۔ خورد و نوش کے چیزون کا لالچ کرتے ہین۔ خواہش نفسانی کے پھندے مین گرفتار ہو جاتے ہین۔ اور اپنے خراب اور بد صحبت والونکی کوشش سے ان آلام مین بغیر سمجھے بوجھے پھنس جاتے ہین۔ اور اس کا افسوس ہے۔ کہ وہ ان افعال کے بد نتائج اور خطرات پر مطلق غور نہین کرتا میرا جہان تک خیال ہے۔ ایک تعلیم یافتہ کبھی آسانی کے ساتھ بد صحبت کے اثر سے اپنے آپ کو ایسے خطرات اور آلام کے حوالہ ہرگز نکرے گا۔ ''

ارسٹی ٹیپس ،، آپکا بیان صحیح ہے۔

سقراط ،، اگر ایسا ہے تو، اوس خالق مطلق نے جس انسان کو قوت امتیازی عطا کی ہے۔ اور وہ اوقی اور معمولی مثل حیوانات کے عقل کے کام کرے اور قوت امتیازی سے کام نہ لے۔ اور ایسی تباہ کن باتون کے فریب مین آنکر گرفتار ہو جائے تو یہ کس قدر قابل نفرین بات ہے؟ ہم نہایت خطرناک کام کرتے ہین، اس گناہ کے بارے مین قانونی حکم نہایت سخت ہے، ہمارے ایسے برے افعال کو شاید کسی نے دیکھا ہوگا، اگر ہم کسی کے چنگل مین گرفتار ہو جائین۔ تو ہمارا سر کچلے جانے کے بغیر ہرگز نرہے گا! حاصل کلام یہ کہ سزا اور بدنامی ہمارے گناہ کے ساتھ بالکل وابستہ ہین۔ باوجود اس کے یقینی طور پر واقف رہنے کے بھی، اور اس قسم کے ناشایستہ افعال کے نسبت ہزار ہا قابل و عزت ولائق وقعت افعال انجام دینے کے قابل موجود ہین۔ مگر اس بارے مین باوجود علم ہونے کے بھی، جو لوگ موقع تاک کر بیاہ شدہ

بغیر مستورات کی عصمت دری کرنے کے ارادہ سے اون کے خواب گاہ مین پوشیدہ طور پر داخل ہوتے ہین اور اپنے جان پر تینے والی نہایت خطرناک جرأت کرتے ہین؟ اون کے یہ افعال یعنے بدکرداری اور رزیلانہ جرأت کی کیا علانیہ نظریں موجود نہین ہین ؟"

ارسٹی پس۔ "مجھکو بھی ایسا ہی معلوم ہے۔"

سقراط "انسان کی زندگی کے اہم اور ضروری کامین کو دیکھا جائے تو وہ جنگ اور زراعت ہین یہ کھلے میدان اور کھیت مین ہوا کرتا ہے۔ دہوپ تشنگی سرد وگرم ہوا بارش۔ وغیرہ کی تکالیف سختی کے ساتھ برداشت کرنیکے اکثر لوگ عادی نہین ہوتے ہیں۔ کیا یہ کاہلی نہین ہے؟ اور وہ خواہشمند جو بہت سے لوگون پر حکومت کرنی چاہتے ہین۔ کیا اون کو ایسی مشقت برداشت کرنیکے لئے مستعد رہنا چاہیئے ؟"

ارسٹی پس۔ "بیشک اون لوگون کو ضرور مستعد رہنا چاہیئے۔"

سقراط۔ "محنت ومشقت کرنے والے اشخاص جو ہمہ قسم کے صعوبت کو تحمل کے ساتھ برداشت کرنے کے قابل ہوتے ہین اور وہ لوگ جن کو ان باتون سے مطلق لگاؤ اور حس تک نہین ہوتی ان مین سے اگر ہم آخر الذکر لوگون کو مشقت کرنے والا یا حکومت کرنے کے قابل سمجھکر لائق حکومت سمجھین۔ تو کیا ہمارا اس طرح خیال کر لینا داخل بیوقوفی نہوگا ؟"

ارسٹی پس نے اس کا بھی اقبال کیا اوس کے بعد سقراط نے کہا کہ "تو پھر

منجملہ ان دونوں کے تجھکو کونسی حالت پسند ہے ؟ ؟

آرسٹی پس لوگ میرے اطاعت گذار ہیں اس کو میں ہرگز پسند نکرونگا جس کو۔ اس کی خواہش ہو وہ اوس کام کو اطمینان سے قبول کرلے۔ میں اسکا ہرگز رشک و حسد نکروں گا۔ جبکہ ہم کو اپنے ذاتی اغراض کے پورا کرنے میں ہی وقت ہوتی ہے۔ تو دوسروں کے اغراض کا بار اپنی گردن پر لینا۔ اور اونکے حسب دلخواہ چیزیں میسر نہ آنے سے اون لوگوں کو محروم رکھنا۔ اور عدم فراہمی اشیا ریا امور مملکت کے ناقص انجام دہی کا الزام اپنے سر پر لینا بڑی بیوقوفی ہے۔ ہم ایسا خیال کرتے ہیں کہ کسی چیز کے حاضر کر دینے کے بارمیں جب ہم کسی ملازم کو حکم دیں تو وہ اوس کی فوراً تعمیل کرے۔ لیکن کسی چیز کو وہ خود اپنے استعمال میں نہ لائے۔ اسی طرح آزاد سلطنت کے حاکم بھی اپنے ملک کے باشندوں کے ساتھ ایسا ہی چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی غریب رعایا کا گویا یہ فرض ہے کہ وہ حاکموں کی ضروریات کو پورا اور فراہم کرتی رہے۔ لیکن خود اپنے فائدہ کے متعلق اس قسم کا وہ کچھ خیال بھی نکرے۔ اس لیے جنہیں خود بہت سے کام کرنے کی خواہش کے ساتھ لوگوں پر حکومت کرنا بھی پسند آتا ہے ؟ اور جنہیں تمہارے بیان کے مطابق تعلیم مل چکی ہے صرف وہی اس عہدہ کے قابل ہیں۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے تو مجھکو اطمینان اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرنا پسند ہے ؟ !

سقراط اگر رعایا کے مقابلہ میں کیا فرمانروا کی زندگی نہایت راحت سے

گذرتی ہے۔ ہلا چلنے اس بارے مین ہم غور کرتے ہین۔ ایشیا کے سیرین
وغیرہ لوگ ایران کے زیر اثر ہین۔ یورپ کے پی سی لیس ہ سی تھی مین
لوگون کے ماتحت ہین اور آفریقہ کے اکثر حصہ پر کارتھے جین حکومت کرتے ہین
اب ان تمام ممالک مین زائد تر راحت مین کون ہے؟ ہم اپنے گریس علاقہ
کے حالت کو ہی دیکھین تو ان مین جو ریاستین دوسرون پر حکومت کرتے
ہین۔ وہان کے باشندون کی باوجود اس کے کہ وہ دوسرون کے ماتحت
ہین۔ لیکن باشندون کی حالت نہایت مایوسانہ ہے، کیا اِس کا تم کو علم ہے؟
ارسٹی پس، غلامی کی حالت کو تو مین ہرگز قبول نکرونگا! لیکن حکومت
اور اطاعت ان کی درمیانی حالت جو آزادانہ طریقہ ہے۔ اُس کے بموجب
عمل کرنے کی میری کوشش رہا کرتی ہے۔ کیونکہ قریب کا راستہ اصلی راحت
اور اطمینان حاصل ہونیکا وہی ہے۔"

سقراط۔ "حاکمی اور محکومی کے منجملہ ہم ان دونون حالتون سے قطع نظر
کرکے انسانون مین کس طریقہ سے بسر کرسکین گے؟ تو پھر تیرا طریق انسانی
گروہ سے نہایت دور کا ہے۔ اگر تو اس طرح کہے گا تو یہ کس قدر درست
ہوسکیگا۔ ارے بھائی "زبردست کا کان مروڑتا ہے" چنانچہ
زر۔ حکومت۔ اور قوت ان کو حاصل ہوجاتی ہے، کمزور غریب خادمون کو
عاجز اور روتے چلاتے ہوئے دیکھکر بھی وہ بے انتہا ظلم اور سختی کرتے ہین
کیا اس قسم کے ہزارہا نظیرین تو نے نہین دیکھی ہین؟ اگر اس قسم کے زبردست

لوگون سے اتفاق پیش آجائے تو بغیر چون چرا کیئے ہوئے اون کے ظلم کے جوئے کے نیچے جواپنی گردن نہین دیتے ہین۔ تو وہ جابر اون کی ملکیت۔ کھیتی باڑی۔ مال ومتاع کو کس طرح برباد کردیتے ہین۔ اور آخر مین اون پر حملہ کرکے عیال واطفال کو بھی برباد کردیتے ہین۔ کیا اس کا تجھکو علم نہین ہے! یہ دو سلطنتون کا ذکر ہوا۔ انسان کے خانگی روزانہ کاروبار مین بھی یہ زبردست زیردست کا کان مروڑتا ہے،، اور یہی طریقہ جاری ہے۔

ارسٹی پس،، یہ حالت تنگدر ہے اس لئے کسی خود مختار سلطنت سے مین نے اپنا تعلق نہ رکھا۔ اگر اس حالت توکل کو ترک کرکے مین کسی دوسرے مقام پر جاؤن تو وہ مقام مجھکو بتاؤ؟،،

سقراط نے کہا کہ،، جناب آپکی یہ ترکیب نہایت عجیب وغریب ہے ڈاکوؤن کے سرخیل منیست ونابود ہوجانے کے باعث بہ نسبت سابق کے اب مسافری کے لئے راستہ مین کسی قسم کے مشکلات باقی نہین رہے ہین دوامی طور پر سکونت کرنے والونکی بہبودی کے غرض سے اقسام کے قواعد موجود ہین۔ اون کے عزیز واقارب اور دوست واحباب اون کی حفاظت کی غرض سے آمادہ رہتے ہین۔ اور شہر مین فصیل ہونے کے علاؤہ اون کے پاس ہتیارون کا مخزن بھی تیار رہتا ہے۔ اور خاصکر یہ بات بھی ہے کہ ہمسایون کے تمام لوگون کی اونہین امداد ملتی رہتی ہے۔ باوجود اس قدر انتظامات کے بھی بدمعاشون اور ڈاکوؤن کی کوشش برابر جاری ہے۔ کہ لوٹ لین اور اذیت

پہونچائیں۔ دوامی طور پر تکلیف رسان سیاحت کرنے والے خانہ بدوش
اور راوستے باشندون کی ایسی زندگی تو اختیار کرچکا ہے۔ اور تو آبادی مین
کسی وقت نہین جاتا۔ دوسرون کے سہارے پر اپنی زندگی بسر کرنیوالون
کے طرح تو بالکل غیر مشہور ہے؟ پھر ایسی صورت مین تیری کیا حالت ہوتی
ہوگی کیا اس پر تجھکو کچھ خیال بھی ہوتا ہے؟ تو کوئی غیر آدمی ہے؟ یا بلا کھٹکے
سفر کرنے کے بارے مین سرکار سے تجھکو اطمینان بخش کوئی پروانہ حاصل
ہوگیا ہے۔ اس لئے تو خیریت اور امن سے رہے گا۔ بدبختی سے اگر کوئی
تجھکو گرفتار کرکے غلام بنادے اور تو اون کے پاس ناکارہ ثابت ہو تو پھر
تیرا آقا کیا تجھ سے اچھی طرح برتاؤ کریگا۔ کاہل لوجو اور چین سے بسر کرنے کے
خواہش مندون کو کیا کوئی بھی اپنے خاندان مین رکھیگا؟ اس قسم کے غلام کو اوسکا
آقا کس طرح رکھتا ہے۔ اس کو ہم اب بیان کرینگے ۔“؟

سقراط نے کہا کہ ”بسیار خور غلامون کو خوراک مقررہ کے اندازہ پر آنے
تک اونہین فاقہ کرایا جاتا ہے۔ جس طرح چور کے ہاتھ کوئی قیمتی چیز نہ لگجائے
اس لئے چیزون کو احتیاط کے ساتھ مقفل رکھتے ہین۔ اسی طرح اوس غلام سے
احتیاط کی جاتی ہے۔ بھگوڑون کو زنجیر سے باندھ کر رکھتے ہین۔ اور کاہلون کی
مدارات تازیانہ سے کرتے ہین۔ اگر تیرا ذاتی غلام اس قسم کا خراب اور ناکارہ
ہو تو کیا اوس کو راہ راست پر لانے کی غرض سے تو اوسی قسم کی تدبیر نہین سوچیگا
اور یہی پیش ہیں۔ ”جبتک وہ میری اچھی طرح اطاعت نہ بجالائیگا مین اوسکے

نہایت سختی سے برتاؤ کرون گا؟ لیکن جناب! اب تو ہم اوسی سابق کے ہی مضمون کا سلسلہ جاری رکھین گے؟ یعنی جس آئین حکمرانی مین اکثر بڑی راحت پائی جاتی ہے۔ اور اوس پر عمل کرنے کے آپ پورے ماہر ہو چکے ہین۔ آئین اور مفلس شخص مین کیا فرق ہے؟ اس کو بیان کیجیے؟ فرمانروا اون کو اشتہا اور تشنگی پر غالب آنے کی عادت ڈالنا چاہیے؟ سرد و گرم تو غیرہ کی برداشت کا عادی بنانا چاہیے؟ ونکہ ... ہیے۔ اس کے علاوہ اور صد ہا محنت و مشقت کے کام مین انجام دینے کے لیے اون کو آمادہ رہنا چاہیے۔۔ اپنی رضامندی سے ہو یا جبر سے چابک کی مار کھانا۔ ان دونون مختلف طریقون کی تکلیف جسمین ہی آپ کیا فرق کرتے ہین؟ یہ میری سمجھ مین نہین آتا کہ اوس رضامندی سے تکلیف برداشت کرنا کیا یہ بیوقوفی نہین ہے!،،

سقراط۔ رضامندی اور جبر و ظلم ان دونون باتون مین کیا تفاوت ہے جب اس کا علم نہین ہے نہ کھانے مین ہی جس کو مسرت پائی جاتی ہے۔ بلکہ وہ اُس کے ارادہ پر موقوف ہے کہ جس وقت جی چاہے اوس وقت اپنے اشتہا کو پورا کرلے؟ اور اسی طرح اپنی رضامندی سے تشنگی کو دفع کرتا ہے تو اوس کے ارادہ مین جس وقت آئیگا وہ اوسوقت اپنی تشنگی دفع کرے گا لیکن جس کو جبر یا ضرورت کے باعث اشتہا اور تشنگی کو مٹانا ہوگا تو کیا اوسکا ایسا ارادہ ہوتے ہی سیری حاصل ہو سکتی ہے؟ آئندہ کے امید سے انسانمین جو قوت پیدا ہوتی ہے۔ اوس کے وجہ سے بڑے بڑے مشکل کامون کے

انجام دیتے وقت اوس کو نہایت مسرت ہوتی ہے۔ شکاری کو شکار کی امید
مین شکار کی کوئی زحمت نہین پائی جاتی ہے۔ محنت اور کوشش کے بعد
جو چیز حاصل ہوتی ہے خواہ کتنی ہی ادنےٰ درجہ کی ہو۔ مگر وہ اعلیٰ قسم کی پائی جاتی
ہے۔ جب اس طرح ہے تو جن کو اچھے نیکون کی صحبت مین رہنا ہوتا ہے اور
جو اپنے دشمن پر فتحیابی حاصل کرتا ہے۔ جس کو اپنے خاندان پر اپنا رعب و داب
قایم کرنا منظور ہے اور اپنے ملک کی خدمت کا بجالانا مقصود ہوتا ہے۔ اور جسکو
اپنے نفس پر قابو حاصل ہے اور اوس کی خواہش ضمیر اسکی رہنمائی کرتی ہے
کہ لوگ اوس کو بہتر اور اچھا کہین۔ تو اوس کو اسپر اعتماد رکھکر نہایت مسرت دلی
سے محنت وجفاکشی کے لئے آمادہ رہنا چاہیے۔ اسی وجہ سے وہ مشکل اور
مشقت کے کام کو آسانی کے ساتھ انجام دیا کرتے ہین۔ اور جس کام مین ابتداً
راحت پائی جاتی ہے تو اس کی وجہ سے اہم کام کے وقت جرأت اور قوت
ہم مین نہین پیدا ہوتی ہے۔ اور نہ کامل طور پر معلومات حاصل ہوتے ہین۔ غرضکہ
شہرت پانے کے قابل امور مین اور قابلیت مین ترقی دینے کے لئے استقلال
اور دلیری کی سخت ضرورت کے ساتھ مسلسل مشقت اور کوشش بھی کرنی چاہیے
اور اس کے بغیر کامیابی حاصل نہین ہو سکتی ہے۔ اور یہ اکثر عالمون کی راے
ہے۔ ہیسی اوڈ نے ایک موقع پر بیان کیا ہے کہ برے خیال کا گھر نہایت
قریب ہے۔ اور راہ و رستہ بھی نہایت آسان ہے۔ لیکن نیک خصلتی کی ایسی
حالت نہین ہے۔ بلکہ اوس کا گھر فاصلہ پر ہے۔ اور نہایت بلند چوٹی پر سے

وہاں داخل ہونے کے لیئے مسلسل مشقت کرنی پڑتی ہے۔ اور تا وقتیکہ جسم پسینے سے نہا نہ جائے وہاں تک پہونچنا مشکل ہے" یم پی چرمس نے بھی ایک موقع پر اسی طرح بیان کیا ہے کہ "بغیر مشقت کے خالق بے نیاز کی مہربانی حاصل نہیں ہوتی ہے! اور دوسرے مقام پر یہ بیان کیا ہے کہ اے کاہل الوجود لڑکے! چین سے بسر کرنے کے خیال کو چھوڑ دے ورنہ تجھکو رنج و غم بھگتنا پڑے گا!"

نیک خصلتی اور غفلت

پروڈیکس نامی ایک یونانی مصنف نے ہرکیولیس کے سوانح عمری میں ایک موقع پر بیان کیا ہے کہ "نیک خصلتی اور غفلت یہ دونوں مستورات کے شکل میں ہرکیولیس کے پاس جاکر اوس کی دلجوئی کرتی رہی ہیں۔

"انسان عالم شباب میں داخل ہونے کے بعد اس امر پر غور کرتا ہے کہ آئندہ اوس کو کیا کرنا چاہیئے۔ اور جب وہ اس طرح کوئی امر انتخاب کر لیتا ہے تو اوسی امر کے لحاظ سے نیک یا بد کام میں اوس کی تمام زندگی صرف ہوتی ہے۔ علی ہذا ہرکیولیس کو جب ایسا موقع پیش آیا تو وہ یہ غور کرنے کے لیے کہ ان میں سے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے۔ تنہائی میں جا بیٹھا۔"

"جبکہ وہ اپنی آئندہ زندگی بسر کرنے کے متعلق اصول نیک و بد پر غور

کھڑا رہا تھا۔ تو اوس وقت اوس نے دو عورتوں کو اپنی جانب آتے ہوئے
دیکھا۔ اون میں سے ایک نہایت متین اور مقبول صورت حسین و نازنین
شرمیلی۔ منکسر المزاج تھی اور سفید لباس زیب تن تھا۔ مگر جنس اناث کیلئے
جیسا فطرتاً چھریرا بدن ہونا چاہئے ویسا دوسری عورت کا مطلق نہ تھا۔ بلکہ آرام
و آسائش کے باعث ضرورت سے زائد موٹی تھی۔ بیمار رنگ خوشنما ظاہر ہونیکے
غرض سے اوس نے اپنے جسم کو ایک قسم کے رنگ سے رنگ لیا تھا۔ ضرورت سے
زائد ناز و نخرے کرکے وہ ناظرین کو غفلت کے پھندے میں پھانسنے کی کوشش
کیا کرتی تھی۔ اوس کے نظروں میں بیجا عجز و انکسار نہ تھا۔ البتہ ضرورت سے زائد
شوخی نظر آتی تھی۔ وہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے اپنے جسم کو بار بار دیکھتی تھی۔
اپنے قریب کے لوگوں پر نظر دوڑا کر دیکھتی تھی کہ اوس کے ناز و کرشمہ کا
اثر اون لوگوں پر کیا پڑ رہا ہے اور اس کی اوس کو جستجو تھی۔ چلتے ہوئے بار بار
اپنا سایہ بھی دیکھتی تھی۔"

"دونوں عورتیں قریب آگئیں۔ اور ایک نے اپنی متین چال کو قائم رکھا
لیکن دوسری سب سے پہلے مکان میں داخل ہونے کے ارادہ سے ہرکولیس
کے جانب دوڑتی ہوئی گئی۔ اور اوس کے پاس جاکر کہا کہ پیارے ہرکولیس
تو اپنی زندگی کے لئے کونسا طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اور کیوں تو اس کی
فکر میں غرق ہے۔ اگر تو میرا دوست بنکر میرے ہمراہ چلیگا تو تجھکو کسی قسم کی مطلق
دقت و محنت نہوگی بلکہ زندگی کے تمام راحتیں حاصل ہونگی میں تجھکو ایسے

مقام میں لے جاؤں گی؟ جہاں جانے کا راستہ نہایت آسان ہے اور وہ مسرت بخش مقام ہے۔ عمدہ قسم کے ذائقہ دار خورد و نوش کے چیزوں سے اپنی زبان کو۔ اچھے خوشنما چیزوں سے اپنی بصارت کو۔ عمدہ خوشبودار چیزوں سے اپنے قوت شامہ کو۔ عمدہ حریر و دیبا کے توشک پر آرام و راحت سے بسر کرنا اور تمام لذائذ و راحت کی خواہشوں سے کس طرح گذر ہو سکتی ہے۔ اور اون کو کس موقع پر کس طریقہ سے حاصل کرنا چاہیے۔ یہ میں تجھکو بتاؤں گی؟ علاوہ اس کے امورات سلطنت یا دنیاوی زندگی کے متعلق تجھکو وہاں کسی قسم سے فکر و تردد کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ وہ تمام راحتیں تجھکو کس طرح حاصل ہوں گے۔ اب اس امر کی نسبت تجھکو تشویش و رنج ہوگا کہ وہ تمام راحت بخش باتیں چند روز کے بعد کم ہو جائے گی۔ اور تجھکو پھر ہمیشہ کے لئے مشقت اوٹھانی پڑے گی۔ تو میں تجھکو یقینی طور پر اطمینان دلاتی ہوں کہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے تجھکو یہ تمام راحتیں بلا مشقت و محنت حاصل ہونگی اور ہمیشہ رہینگی۔ ہرکیولیس نے دوسری عورت کو دیکھ کر کہا کہ یہ عورت تو مجھکو ایسی راحت و آرام کی باتیں بتاتی ہے اور ایسی چیزیں سرفراز کرتی ہے۔ تو مجھکو بتا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے؟ اوس عورت نے کہا کہ میرے دوست اور میرے شناسائی حضرات جو میرے مشورہ کے بموجب عمل کرتے ہیں وہ مجھکو ”راحت کی دیوی“ کہتے ہیں؟ لیکن میرے مخالفین اور وہ لوگ جن کی خواہش میری آبروریزی کرنا مقصود ہوتا ہے؟ اونھوں نے مجھکو ”غفلت کی دیوی“ کہا

خطاب دے رکھا ہے۔

”یہ گفتگو ختم ہوتے ہی دوسری عورت نے قریب آنکر اوس سے کہا، کہ تجھکو امداد دینے کی غرض سے مین حاضر ہوئی ہون۔ تیری پیدائشی خاصیت سے مین اچھی طرح واقف ہون۔ اور مین خوردسالی سے تیرے عادات کو نہایت باریک بینی سے دیکھتی رہتی ہون۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر میرے بتلائے ہوئے طریقہ کے بموجب تو عمل کرے گا تو بڑے بڑے اہم کامون کے انجام دینے کی تجھکو خواہش پیدا ہوگی اور تو اوس کو نہایت فکروغور سے انصرام کو پہونچائے گا۔ اور اوس کے وجہہ سے انسانی گروہ مین میری بڑی شہرت ہوگی۔ لیکن قبل اس کے تیرا اور میرا دوستانہ تعلق ہو مین سچے دل اور صاف طور سے بیان کرتی ہون کہ ”محنت و مشقت کے بغیر جو شے حاصل ہوتی ہے ““ اوس مین اس قسم کی قیمتی کوئی بات نہین ہوتی ““ بالکل صحیح اور فیصل شدہ امر ہے اور خالق مطلق نے عزت پانے کے قابل راحت کی قیمت قرار دی ہے۔ اگر اوس مالک حقیقی کی عنایت تو چاہتا ہے تو تجھکو اوس کے احکام کی پیروی اور اطاعت بجا لانا ضرور ہوگا۔ اگر تیری یہ خواہش ہے کہ تیرے دوست احباب تجھ سے محبت کرین تو تجھکو اون کے فلاح و بہبودی کے بارے مین کوشان رہنا چاہئے اگر تیری یہ خواہش ہے کہ تیری قابلیت اور شجاعت کے نسبت تمام باشندگان یونان تیری ثنا و صفت کیا کرین تو اون کے فلاح و بہبودی

کی کوئی نکوئی اہم قیمتی خدمت انجام دینی چاہیے - اگر تیری یہ خواہش ہے کہ
کھیتی باڑی مین پیداوار اچھی طرح ہو - اور کثرت کے ساتھ غلہ حاصل ہو تو
اوسی طرح زمین کو درست کرنے کی محنت ومشقت اور کوشش کرنا تجھکو
ضروری ہے - اپنے جانورون سے مرفع الحال ہونے کی اگر تجھکو خواہش ہے
تو معقول طور پر اون کی پرداخت کرنی سیکھنا چاہیئے - اپنے دشمن کا
سرنگون کرنے اپنے گرفتار شدہ دوستون کو آزادی دلانے اپنی سلطنت کو
شمشیر کے زور سے وسعت دینے کی خواہش ہے تو صرف فن جنگ کے
ماہرین سے تعلیم پانا ہی کافی نہوگا، بلکہ تجھکو بالذات فن جنگ کا تجربہ
حاصل کرنا چاہیئے اگر یہ خواہش ہے کہ جسمانی حالت عمدہ اور صحیح تندرست
رہے تو اپنے نفس پر کامل طور پر قابو حاصل کر اور محنت ومشقت کے کامون
مین مصروف ہوکر جسمانی طاقت اور صحت وتندرستی حاصل کرنے کی کوشش کر"
"اس گفتگو کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ درمیان مین اوس سابق الذکر عورت
نے کہا کہ، پیارے ہرکیولیس تو سُن رہا ہے کہ کس قدر دشوار گذار راستے
سے یہ عورت تجھکو اصلی مسرت گاہ کی جانب لے جائیگی؟ بلکہ تو میرے ساتھ
آکہ مین راحت کا نہایت قریب اور آسان راستہ تجھکو بتلاتی ہون""
"نیک خصلت دیوی نے نہایت نفرت انگیز چہرہ بناکر اوس سے
کہا کہ، تو اس طرح کونسی راحت دیگی؟ او رائے ہرکیولیس تو بغیر کسی کوشش
اور تجربہ کے ایسی کونسی راحت حاصل کرسکیگا؟ بلکہ ایسی خواہش کے

پہلے ہی انسان اچھی طرح تجربہ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ اشتہا ہونے کے
قبل ہی کھانا پکاتے ہیں۔ تشنگی ہونے کے قبل ہی پانی کا انتظام کرتے
ہیں۔ اور کھانا پکوانے نیز مشروبات تیار کرنے کے غرض سے عمدہ باورچی
کی ضرورت رہتی ہے۔ موسم گرما میں سرد مقام کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ نیند
اچھی طرح آنے اور اوس میں ہرج واقع نہ ہونے کی غرض سے چھپر کھٹ
مہیا کرنا پڑتا ہے۔ اور اوس پر ملایم سپر دون نرم بچھونے کی ضرورت
ہوتی ہے اور مکانوں کے زینے پر چڑھنے میں تکلیف نہ ہونے کے خیال سے
اُس کو ایسا بنانا پڑتا ہے کہ اُترنے چڑھنے میں تکلیف نہو اگر ان میں سے
کسی ایک بات کی بھی کمی ہوئی تو نیند اڑ جائیگی۔ یہی حالت محنت اور راحت
کے بھی ہے۔ اس کے متعلق بھی اگر تو اپنی ضروریات کے بموجب عمل
نکریگا تو گویا قانون قدرت کے خلاف مصنوعی طور پر خواہشات کا پیدا کرنا
متصور ہوگا۔ بد افعالی کرنے کے لیے تمام رات شب بیداری کرنے سے
دن کا کار آمد وقت ضائع ہوتا ہے اور اونگھنے سے کام رہتا ہے۔ اور تمہارے
خیال میں ایسے افعال سے حیات جاودانی ہی کیون حاصل ہو۔ مگر درحقیقت
اس قسم کی وطیرہ سے دیوتا تو کیا بلکہ عام لوگ بھی تم سے نفرت کرین گے
تمہاری نیک روشی کی تعریف تمہارے سننے میں ہرگز نہ آئیگی۔ کیا تمہارے
گفتگو پر لوگ گرویدہ ہوجاوین گے؟ کسی آڑے وقت کیا تمہارے مدد
کرینگے؟ یا تم جیسے بیوقوفون کے گروہ مین کوئی عقلمند شخص شرکت کرسکتا ہے؟

تمہارے پیرون کی قوت شباب مین اور تحمل ضعیفی مین باقی رہتی ہے۔
عالم شباب مین وہ کاہلی نزاکت اور بیحد فضول خرچی سے بچتے ہین اور اپنے
مین اور اسی مین اپنے زندگی کے دن صرف کرتے ہین۔ اور حالت ضعیفی
مین جبکہ فرائض کا بار اون پر پڑتا ہے تو وہ اپنی جوانی اور ابتدا سے عمر کے
حرکات اور ناشایستہ اعمال کو یاد کر کے شرماتے ہین۔ اور جو فضول تجربہ سابقہ
بداعمالیون کا حاصل کر چکے ہین اوس پر غور کر کے اپنی زندگی کو رنج و محن مین
گذارتے ہین۔ اب تو میرے نسبت پوچھے گا تو مین یہ کہون گی کہ مین ہمیشہ
دیوتاؤن اور نیکون سے ہی گفتگو کیا کرتی ہون۔ اور میرے امداد کے بغیر وہ
کسی نیک کام کو ادا نہین کر سکتے ہین۔ وہ میری سب سے زائد عزت و وقعت
کرتے ہین۔ اور مین اون کے وقعت پانیکی مستحق بھی ہون۔ کاریگرون کی
چہیتی ہاپلی۔ کنبہ پروری کے لئے اعتماد کی جگہہ۔ ملازمین کے امداد کے لحاظ سے
پاشنی رحمت۔ امن و راحت پیدا کرنے والے کی ممد و معاون۔ جنگ کے
موقعہ پر محنت و مشقت کرنے سے جو کلمندی پیدا ہوتی ہے۔ اوسکو یقینی
طور پر مین ہی دفع کرنے والی ہون۔ اور عمدہ طور پر اشتہا پیدا کرادیتی ہون
اور یہ میری ہستی ہے جو میرے پیرو کامل اشتہا کے بعد کھانا کھاتے ہین۔
خواہ وہ خورد و نوش کے چیزون کے بہم پہونچنے کی کوشش نکرین تب بھی
اوس مین اونہین مسرت حاصل ہوتی ہے۔ کاہل اور ناکارہ لوگون کے
بہ نسبت اون کو نہایت مزیدار میٹھی نیند آتی ہے۔ اور ایک مرتبہ بیدار ہونیکے

بعد پھر دوبارہ اونہیں نہیں گھیرتی ہے - یا دیگر ذاتی اغراض اور زندگی کے
دیگر ضروری فرائض کو بالائے طاق نہیں رہنے دیتی - جب میرے نوجوان
پیروؤن کو معمر لوگ تحسین و آفرین سے یاد کرتے ہیں تو اون کو نہایت مسرت
ہوتی ہے - اور میرے ضعیف العمر پیرو جوانون کے طرف سے اپنے لائق
عزت وقعت کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں - سن رسیدہ لوگ اپنے زمانہ شباب
کے کامون کو نہایت اطمینان سے دیکھتے ہیں - اور حالت ضعیفی مین اون کو
کام کرنے سے نہایت مسرت ہوتی ہے - تجھپر اعتماد کرنے والون پر خالق مطلق کا
فضل ہوتا ہے - اور اون کے ملکی بھائی اون کی عزت وقعت کرتے ہین -
حیات ختم ہونے کے بعد بھی اون کا نام دنیا سے نہیں مٹتا ہے - بلکہ اونکے
بعد کئی پشت تک لوگ اون کو ثنا و صفت کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہین -
پاک و نیک خاندان مین جنم لینے والے ہرکیولیس! اگر تو دیانت داری کے
ساتھ محنت و مشقت اور کام کرتا رہے گا تو تجھکو بھی وہی راحت حاصل ہوگی
جس کی ہر ایک کو ضرورت ہوتی ہے - ''

والدین کی عزت

سقراط کا فرزند کلان ایک روز اپنی والدہ سے بے انتہا خفا ہوا - سقراط نے
اوس کو اپنے پاس بلا کر اُس سے پوچھا کہ کیا تو نے محسن کشون کے متعلق

اوس کا جو طرز عمل رہا ہے اوس کی چند مثالین ذیل مین پیش کیجاتی ہین۔

اری ستاچرس سے ایک روز سقراط کی ملاقات ہوئی۔ اوس نے اپنے دوست کا چہرہ نہایت پژمردہ دیکھا۔ اُس نے اوس سے کہا کہ "اری ستاچرس مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تو کچھ متردد اور تنگین ہے۔ اگر تو اپنے رنج وغم کو مجھسے بیان کرے تو شاید مین کوئی مفید مشورہ دے سکون۔ اور تو اوس سے راحت پائے اور تیرا غم وتردد دور ہو۔"

اری ستاچرس نے "فی الحقیقت آج مین نہایت مصیبت مین گرفتار ہون۔ ابھی حال مین جو جنگ ہوئی ہے اوس کے باعث بہت سے لوگ پیارس کے جانب فرار ہو چکے ہین۔ اور میری ہمشیرہ اور اوس کے بچے چیرے چچازاد بھائی وغیرہ بھی میرے یہان آکر مقیم ہوئے ہین جس کے باعث آجکل مجھکو چودہ آدمیون کی پرورش کرنا پڑتی ہے۔ چونکہ شہر کے حوالی مین ہر جانب غنیم کا عمل ودخل ہو گیا ہے۔ باین وجہ مجھکو اپنی زراعت سے کوئی آمدنی حاصل نہین ہوتی ہے۔ اور اس سے آپ بھی اچھی طرح واقف ہین۔ ایتھنس مین بہت ہی کم لوگ رہتے ہین۔ جس کے باعث وہان کے مکان مین کوئی کرایہ دار نہین ہے۔ مال کے لئے کوئی گاہک اور خریدار نہین ہے۔ باوجود اس کے کہ جس قدر چاہین سود دینے پر ہم آمادہ بھی ہو جائین تاہم کوئی قرضہ نہین دیتا ہے۔ اور ایسی گرانی اور پرآشوب حالت مین خویش واقارب ہمارا سہارا حاصل کرین۔ اور ہم کو اون کی پرورش کی استطاعت اور ہم

اون کو اپنی آنکھون کے سامنے موت کا شکار ہوتا ہوا دیکھین۔ اور قرار واقعی اون کی امداد نکر سکین یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے۔“

سقراط نے ان تمام باتون کو اطمینان سے سُنا اور اوس سے کہا کہ،

سیریامن کے کُنبہ مین باوجود اس قدر لوگ موجود ہونے کے بھی وہ اونکی پرورشی کرتا ہے، اور صرف یہی نہین بلکہ اون کی محنت و مشقت سے نفع حاصل کر کے وہ مالدار بھی ہو گیا ہے، اور تیرے یہان چند عزیزون کے آجانیکی وجہ سے اس قدر تنگی اور افلاس ہو گیا ہے۔ کہ اون کے فاقہ سے مرجانے کا خوف معلوم ہوتا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟

اری ستاچرس ”اس کی یہ وجہ ہے کہ، سیریامن کو تو صرف غلامونکی پرورش کرنا ہے۔ اور اون سے جس قسم کا وہ چاہے کام لے سکتا ہے۔ لیکن مین اوس طرح کر نہین سکتا۔ کیونکہ مجھکو آزاد خیال مختار لوگون کو پرورش کرنا ہے۔“

سقراط ”اچھا، تجھکو کس کی قیمت زاید معلوم ہوتی ہے؟ سیریامن کے غلام کی؟ یا تیرے گھر مین اب جو لوگ موجود ہین اونکی؟“

اری ستاچرس ”ان دونون مین کوئی اندازہ نہین کیا جا سکتا!“

سقراط نے جواب دیا کہ ”جن کی قیمت تجھکو نہایت کم معلوم ہوتی ہے اون غلامون کی امداد سے سیریامن تو تونگر بن جائے، اور جن کی عزت و قدر تو اپنی دانست مین اون غلامون سے زاید سمجھتا ہے۔ ایسے اچھے

لوگ باوجود گھر مین موجود ہونے کے تجھکو اسقدر تنگ کیے ہوے ہین اور تو بھی مصیبت
مین گرفتار ہو جائے یہ تو نہایت شرمناک بات ہے ؟"

ارسٹاچرس "نہین مطلق نہین! اس لئے دونون کے حالت
مین نہایت فرق ہے - سیریامن کے غلام تو پیشہ و کاروبار کرتے ہین ؛
لیکن میرے آدمیون نے تو ہمہ قسم کی تعلیم حاصل کی ہے - مگر وہ کسی قسم کا
پیشہ نہین کرتے ہین -"

سقراط "ہمہ قسم کے معلومات حاصل کئے ہوئے شخص کو کیا کوئی
پیشہ اور کاروبار نکرنا چاہیئے ؟"

ارسٹاچرس - "وہان کرنا چاہیئے -"

سقراط "اچھا غلہ کا روا - روٹی مزدا ورعورتون کا لباس - دینی
واعظون دیا وری) کے چغے - کوٹ اور اس قسم کے بہت سے کارآمد
چیزون مین سے کیا - ایک چیز بھی تمہارے یہان کے آدمیون کو بنانی نہین
آتی ہے ؟"

ارسٹاچرس " ہان ایک کیا معنی ؟ مجھکو تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ
تمام چیزین ان لوگون کو تیار کرنی آتی ہین -"

سقراط "اچھا تو پھر تجھکو اس قدر کس بات کا خوف ہے ؟ تونگر بننے کا
طریقہ تجھکو معلوم ہے - اور پھر تو اس قدر مفلسی کے لئے روتا اور جھینکتا ہے -
ناسی سیڈینس نے کس قدر ترقی کی ہے کیا تو اس سے واقف نہین ہے ؟

اوس کے جانورون کی تعداد کس قدر ہے - اور پبلک قرضہ مین اوس نے کس قدر بڑی تعداد مین رقومات دی ہین؟ اب مجہہ سے بیان کر کہ وہ کسقدر مالدار اور تونگر کس طرح بنا؟ اوس نے اوٹ غلہ کو پیسکر روانگالکر فروخت کرنے کے سوا اور کوئی کام تو نہین کیا ہے - علاوہ ہذا اسیرلیس سے بہی تو واقف ہے، وہ صرف نانبائی کا پیشہ کر کے اپنے کنبہ کی پرورش کرتا ہے اور کس مزے سے رہتا ہے؟ کوئی ٹیس کا باشندہ ڈیمیس اپنی بسراوقات کس چیز پر کرتا ہے؟ بادریون کے چغے سینے کے سوا اور کوئی کام تو نہین کرتا ہے میباٹ جو اچھی وضع مین رہا کرتا ہے اُس کا ذریعہ معاش سوائے خیاطی کے پیشہ کے اور کیا ہے؟ اور اپنے پیشہ سے میگرا مین کے کس قدر جائداد مین سنبہل چکی ہین -"

اری ستٹاچرس وہ مجہکو اس کا اقبال ہے، لیکن اُن مین اور مجہ مین بہت فرق ہے - اونہون نے بہت سے غلام خرید کئے ہین، اور اون کو کام پر لگا کر وہ ایسا نفع حاصل کرتے ہین - لیکن مجہکو آزاد خیال مختار اس قسم کے معزز اشخاص اور اون کے بیوی بچون کی پرورش کرتا ہے - منجملہ اون کے چند تو میرے عزیزون مین سے ہین! آپ ہی فرمائیے کہ کیا مین اونہین غلامونکی طرح کام پر لگاؤن؟"

سقراط وہ یہ لوگ آزاد خیال اور خود مختار اور تیرے عزیزون مین سے ہین اس لئے وہ مفت کے روٹیان توڑکر بے فکری کی نیند سونے کے سواء

اور کوئی کام نہین کرنا چاہتے ہین۔ اور تو سمجھ سکتا ہے ؟ کہ ایسی کاہلی مین بسر کرکے حسب دلخواہ زندگی کے دن بسر کرنے والے کیا بہ نسبت محنت کرنیوالونکے راحت مین رہتے ہین ؟ کیا اس طرح کبھی تو نے دیکھا ہے ؟ مین سابق مین جو بیان کرچکا ہون ۔ آیا ویسے صدہا اشخاص کارآمد اور انسانی زندگی کیلئے مفید اور لائبدی ہوتے ہین ۔ اور راحت وآرام سے زندگی بسر کرتے ہین یا سستی اور کاہلی کے مضغہ گوشت خوش وخرم اور زائد راحت مین رہتے ہین ؟ بیکار بیٹھے رہنے اور کام نکرنے سے کیا ہم کو ضروری باتون کے معلومات حاصل ہوسکتے ہین ؟ کیا ہمارا تجربہ اور واقفیت تازہ رہے گی ؟ کیا ہمارا جسم اسطرح مضبوط اور تندرست رہ سکتا ہے ۔ ہم مالدار ہوسکتے ہین ؟ ہماری حاصل شدہ دولت ہمارے پاس رہ سکتی ہے ؟ کیا تو ایسا خیال کرتا ہے ! اور کام کرنا محنت کی عادت ڈالنا تیرے نزدیک فضول اور بیکار ہے ۔ جن باتون سے تیرے یہان کی شریف بی بیان واقف ہین ۔ اونھون نے اوس کی تعلیم کیون پائی ہے ؟ وہ ناکارہ ہین ۔ اس وجہ سے وہ کام علانیہ کرکے نہین دیکھتے ۔ اس طرح اون کا عہد تھا کہ اوسکے برخلاف) اوس کا کارخانہ قایم کرکے اوس سے خود کا فائدہ حاصل کرلیتے ۔ اُن کے عمل سے ایسا نہین معلوم ہوتا ؟ کارآمد اور بہبودی کے کام مین مصروف رہنے کے بہ نسبت کوئی کام نکرتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ دہرے ہوئے بیٹھے رہتے ہین کیا زائد دانشمندی ہے ؟ ہاتھہ جوڑے ہوئے آئندہ بسر اوقات کس طرح ہوگی ان باتون پر سوچتے بیٹھنے

نسبت کسی کام مین مصروف ہونا کیا یہی سچی دانشمندی نہین ہے ؟
ارے سٹاچرس ؟ کیا مین تجھہ سے اپنی دلی بات بیان کروون ؟ یعنے
موجودہ حالت مین تیری میزبانی اور دوسرے جانب اون کی تیری سچی محبت
ان دونون کا قایم رہنا غیر ممکن ہے - کیونکہ تجھپر (اون کا) بار گذرے گا - اور
زیر بار ہوتا جائیگا - اور تجھکو وہ غمگین دیکھکر کہینگے کہ ہم اوس کو بار گذر رہے ہین
اور اس طرح اون کے رنج وملال مین بھی ترقی ہوکر اور ہر ایک دوسرے کے
سابق کے احسانات کو فراموش کرتے جائینگے - لیکن تو اونہین کسی کام مین
اگر لگا دیگا تو ہر نفع ہوتا جائیگا - اور نفع حاصل ہونے سے تو اون پر مہربان
ہوتا جائیگا - اور جب اون کو معلوم ہوگا کہ اون سے تو بہت خوش ہے اور
تجھکو اس کام سے مسرت حاصل ہوتی ہے تو وہ یہ دیکھکر اور بھی تجھہ سے محبت
کرنا شروع کردینگے - اور تیرے الطاف واحسانات کو اچھی طرح یاد کرینگے -
اور تجھپر وہ بھی نوازش ومہربانی کرنے کے لئے مستعد اور آمادہ رہینگے - حاصل کلام
یہہ کہ بہ نسبت سابق کی کاہلانہ زندگی کے - اس محنت ومشقت کی زندگی
سے وہ زاید محبت کرنے والے اور دوست بنینگے - اور کوئی ایسا فعل جسسے
اون پر کسی قسم کا الزام عاید ہوتا ہو - تو اوس کا خیال دل مین نہ لانا ورنہ وہ ایسے
خیال سے تو مرجانا زاید پسند کرینگے - لیکن ایسی بات کہ جو اون کے لائق ہو -
اور وہ اوس سے کلیتہً مہارت اور واقفیت حاصل کرچکے ہون - اور اون کو
کافی تجربہ بھی اوس کام مین ہو تو وہ اوس کو نفع کے لحاظ سے کرینگے اور اسمین

اون کی عزت ووقعت ہوگی۔ پس مین نے جو یہ اون سبکی فلاح وبہبودی کی راے دی ہے۔ اس کے اظہار اور عمل مین لانے کے لئے آجکل پر نہ ٹال۔ بلکہ مجھکو اس کا یقین ہے کہ تو جلد اون کو اس سے واقف کریگا اور وہ اس کوشش کر بہت خوش ہونگے۔

اری سٹاچرس وو نے نہایت ہی حیرت دلی سے کہا کہ ""اے پرشیور! فی الحقیقت سقراط نے مجھکو یہ کسقدر بہتر ترکیب بتائی ہے! اور یہ ہر طرح مجھکو قبول ہے، صرف یہی نہین، بلکہ اوس کی وجہ سے میرے دل پر ایسا کچھہ اثر ہوا کہ، لوگون سے قرضہ لے کر ایک مرتبہ صرف کر چکنے کے بعد مجھہ سے ادا نکیا جائے گا۔ لہذا کسی سے قرضہ نہ لینا چاہئے گو مین نے اس بات کا عہد کر لیا ہے، پرین ہم کاروبار کے آغاز اور آلات و دیگر اشیا وغیرہ کی خرید کے لیے جہان سے قرضہ دستیاب ہو اور جس شرط سے ہو۔ مین لینے کے لئے تیار ہون۔""

اری سٹاچرس اس ترکیب کو فوراً عملی صورت مین لایا اور ضروری چیزین خرید لین۔ اور وقت واحد مین بہت سا اون خرید کر کے گھر لے آیا۔ اور گھر کی عورتون نے کام شروع کر دیا۔ چنانچہ اون کو اس کام کی وجہ سے دل بہلائی کا مشغلہ ملگیا۔ اور اری سٹاچرس اور اوس کے عزیزون کے آپس مین جو رنجیدگی اور برائی پیدا ہوگئی تھی۔ وہ رفع ہوگئی اور ایک دوسرے کے حمیت پر اونہین اطمینان ہوگیا۔ مستورات کو محسوس ہونے لگا کہ وہ

اون کا پرورش کنندہ ہے اور اوسنے اونہین نہایت ضروری اور کارآمد سمجھا ہے۔
چند روز کے بعد اری سٹاپرس نے سقراط سے ملاقات کی اور اپنے گذرے ہوے واقعات کو نہایت خوشی سے بیان کیا کہ اوس کی مستورات نے اپنی شکایت اسطرح شروع کروی ہے۔ کہ مین خود کاہل اور سست ہون۔ سقراط نے اوسوقت اوس کہا کہ وہ تو نے اونہین کتّے کی نقل کیون نہین سنادی؟ اور وہ یہ نقل ہے۔ کہ جسوقت حیوانات کو گویائی کی قوت حاصل تھی اوسوقت ایک روز میڈہون نے اپنے مالک سے کہا کہ جناب آپ کچھ عجیب و غریب شخص پائے جاتے ہین! ہم سے آپ کو اون حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے بچے تمہارے کارآمد ہوتے ہین۔ ہمارے دودہ اور مسکہ سے آپ کو کسقدر نفع حاصل ہوتا ہے۔ اور خالق بے نیاز نے اپنی مہربانی اور پرورش سے ہمارے لئے گھانس پیدا کی ہے۔ اور اوسی کو ہم کھاتے ہین۔ مگر آپ نے باوجود ہم سے اس قدر فائدہ اوٹھانے کے ہمارے لئے کوئی انتظام نہیں کیا نہ کوئی عمدہ چیز آپ ہم کو خوراک مین دیتے ہین۔ مگر جس کتّے سے ذرہ برابر بھی آپ کو نفع حاصل نہین ہے۔ اوس کو آپ نہایت پیار سے پرورش کرتے ہین۔ اور خود جس قسم کی روٹی کہاتے ہین اوسی قسم کی روٹی اوسکو کہلاتے ہین۔ پھر اس کو کیا کہنا چاہیے! کتّا قریب ہی موجود تھا اوس نے اس شکایت کو سن کر کہا کہ کیا میری یونہی مفت مین اس قدر عمدگی سے پرورش ہوتی ہے! بلکہ تمہاری حفاظت مین ہی کرتا ہون۔ مین ہی تمکو چورون

اور شیر کی دست برد سے محفوظ رکھتا ہون ، تمہارے خون کے جو پیاسے
ہوتے ہین - اُن دشمنون کو مین ہی بھگاتا ہون - اگر تمہارے اطراف واکناف
میرا پہرہ چوکی نہو تی تو تم اسقدر بے فکری کے ساتھہ باہر نکل کر چر بھی نہ سکتے
اس جواب کو سنکر میڈہے جس حقوق کے لئے لڑتے تھے اون کو اقبال
کرنا پڑا کہ بیشک یہ حق کتے کا ہے ، ہمارا نہین ہے - علاوہ بریں تو اون مستورات
سے کہدے کہ مین تمہارا پرورش کنندہ اور محافظ ہون - اور جس طرح
متدین بہادر کتا اپنی جگہہ حفاظت کرنے کے لئے نہایت ہوشیار مستعد رہا
کرتا ہے - اسی طرح تمہاری محافظت کرنے کے لیئے مین مستعد رہتا ہون ،
اور اون سے یہ بھی کہدے کہ ، میری ہی وجہہ سے تم کو کوئی تکلیف نہین دیتا ہے
اور میری ہی وجہ سے تم میرے ساتھہ بے فکری اور آرام سے زندگی بسر کرتے ہو -

لوگ اونکے الزامات کو کسطرح رفع کرسکتے ہین

سقراط اور اوس کے قدیم دوست بوتھے اُ ان مین باہم بہت دنون
کے بعد ملاقات ہوئی - اور سقراط نے اوس سے دریافت کیا کہ تو کہان سے
آرہا ہے - اوس نے جواب دیا کہ مین یہین قریب ہی سے آرہا ہون - میرے
والد نے خاص اٹی کا مین میرے لئے کچھہ جائداد نہین رکھی ہے - اور جو کچھہ
اثاثہ تھا اوس کا بھی سرحدی جنگ مین خاتمہ ہوگیا - لہذا معیشت کیلئے

کچھہ نہ کچھہ کاروبار یا پیشہ کرنا ضرور ہے ۔ اور جنگ کے قریب الختم ہونے کا
اندازہ پایا جاتا ہے ۔ اس لئے اب مین کسی جہاز پر ملازمت اختیار کرونگا ۔
کیونکہ اپنی گذر اوقات کے لئے غیر کو تکلیف دینے کے بہ نسبت کسی قسم کا
کوئی ایک کام کرنا مجھکو زیادہ پسند ہے ۔ علی ہذا رہن رکھنے کے لئے میرے
پاس کوئی جائداد بھی باقی نہین رہی ۔ اس لئے مین کسی سے قرضہ بھی
نہین لے سکتا ۔ ،،

سقراط ۔ ،، افسوس ،، لیکن تشکم پری کے لئے اس قسم کے کام تو کبتک
کر سکیگا ۔ کچھہ اس کا تجھکو علم ہے ۔ ؟ ،،

یوتھیے اس ۔ ،، ابھی چند روز تک مین اس طرح کام کر سکون گا ۔ ،،

سقراط ۔ ،، حالت ضعیفی مین تجھہ سے اس قسم کے کام نہو سکینگے ۔ تو پھر
اوسوقت اپنی بسر اوقات کے لئے تو کیا انتظام کرے گا ؟ ،، لہذا تو اس
قسم کا کوئی ایک پیشہ اختیار کر کہ ضعیفی کے زمانہ مین کچھہ پس انداز ہو کر رفع
ضرورت ہو سکے ۔ کسی تونگر کے یہانکی ملازمت اختیار کر ۔ اوس کے یہانکی
خانگی کامون کا انتظام کر ۔ اوس کو کفایت شعاری کی تعلیم دے ۔ اوس کے
ملازمین پر نگرانی رکھہ ۔ اوس کے آمدنی وغیرہ کے وصول کا انتظام کر ۔ اوسکے
ہر ایک چیز کو احتیاط کے ساتھہ اور حفاظت کے ساتھہ رکھہ ۔ تاکہ وہ تیری کارگذاری
دیکھکر تجھکو انعام واکرام دے ۔ ،،

یوتھیے اس ۔ ،، کسی کا غلام بنکر رہنا مجھکو نہایت مشکل معلوم ہوتا ہے ۔ ،،

سقراط "" ہماری سلطنت کے حاکم عدالت یا منصفین یا دیگر ملازمین کو کوئی غلام نہین سمجھتا ہے ؟ بلکہ اون کی ہر شخص بڑی عزت و وقعت کرتا ہے۔""

یوتھیے اس "" خیروہ کچھہ ہو لیکن عام تطرون مین مورد الزام بننا مجھکو پسند نہین ہے۔ اور جس کام مین لوگون کو الزام دینے کا موقع ملتا ہے اوسکے انجام دینے کی میری رائے نہین ہے۔""

سقراط "" کسی کام مین فلان شخص بالکل ماہر اور ہوشیار ہے ؟ اور اوس کو لوگ کسی قسم کا مطلق الزام نہین دیتے ہین۔ اس طرح کا کوئی کام یا پیشیہ تجھکو کہان دستیاب ہوگا ؟ چونکہ کبھی کسی انسان سے غلطی کا نہونا ممکن نہین ہے۔ اور اس قدر کمال حاصل ہونا مشکل امر ہے۔ اور اگر وہ حاصل بھی ہوا۔ اور تھوڑے دیر کے لئے یہ مان بھی لیا گیا تب بھی جو اوس شخص سے نا سمجھ ہین اون کے الزامات کو رفع کرنا نہایت مشکل ہے ! تو جو پیشہ کرتا ہے اوس کام مین تجھکو کوئی الزام نہ دیگا۔ اگر تو اوس کام مین اسقدر دخیل اور ماہر ہوگیا ہے ! جن لوگون کا یہ کام ہی ہوتا ہے کہ بلا غور و خوض دوسرون کو الزام دیا کرتے ہین۔ تو ان لوگون سے مراسم اور ملاقات کو ترک کر دے اور غیر طرفدار و منصف مزاج لوگون سے اپنا تعلق رکھہ۔ جو کام تجھہ سے بحُسن وجوہ انجام پا سکتا ہو۔ اوس کو شروع کر۔ اور جس کام کے کرنے کی تجھہ مین قابلیت نہین ہے۔ اوس کو نہ قبول کر جس وقت تو کسی کام کو اختیار کرے تو اوس وقت جہان تک تجھہ سے ممکن ہو ؟ اوس کام کو عمدگی سے

انجام دے۔ اگر اس طرح کیا جائیگا تو لوگون کے پاس الزام کے لئے زاید قابل نہ بنیگا۔ افلاس سے تجھکو نجات حاصل ہوجائیگی۔ تیری زندگی نہایت راحت سے بسر ہوگی۔ تجھپر کسی قسم کی مصیبت نازل نہ ہوگی۔ اور حالت ضعیفی مین کارآمد چیزون کا تیرے پاس اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہوجائیگا۔“

دوستی کی عظمت

سقراط اور وڈرسے اوڈرس دونون ایک روز باتین کررہے تھے۔ اثنا دبات چیت مین سقراط نے کہا کہ ”اگر تو کسی غلام کو خرید کرکے پرورش کرے اور وہ فرار ہوجائے۔ تو کیا تو اوس کے تلاش کرنے کی محنت گوارا کرے گا۔؟“

وڈرسے اوڈرس ”ہان البتہ گوارا کرونگا۔ مین اس مضمون کا ایک اشتہار جاری کردون گا کہ جو اوس کو گرفتار کرکے لائیگا اوس کو انعام دیا جائیگا۔“

سقراط۔ ”اون غلامون مین سے اگر کوئی بیمار ہوجائے تو کیا تو اُسکے صحت یابی کی غرض سے ڈاکٹر کو بلوا کر اُسکا علاج معالجہ کرائیگا یا نہین؟“

وڈرسے اوڈرس ”بلاشک وشبہ اُس کا علاج بھی کراونگا۔“

سقراط ”اچھا غلام کے بہ نسبت ہزار درجہ بہتر تیرے کام آنے والے دوست ہین۔ اگر کوئی دوست افلاس یا فلاکت مین مبتلا ہوجائے۔ تو تجھکو

اوس کے نجات دلانے کی کوشش کرنی چاہیے یا نہیں۔ ہم جنس کی نسبت
مین تجھ سے یہ دریافت کرتا ہون کہ تجھکو یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ اپنے پر
کیے ہوئے احسانات کو یاد کرنے والا نہین ہے۔ باوجودیکہ احسان کے بدلہ
کی اوس کو امید نہین ہے پھر بھی وہ تجھ سے زیادہ احسان کرنے والا ہے۔
علاوہ ازین تجھکو اس بات کا بھی علم ہے کہ ناراضی اور بیدلجمعی سے خدمت
انجام دینے والون کی بہ نسبت مسرت۔ خوش دلی۔ اور محبت سے کام
آنے والے ایک دوست کی عظمت نہایت بڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر ہم
خیال کرتے ہین کہ ہمارے فلاح وبہبودی مین اسطرح اور اس قدر کوشش
ہونا چاہیے۔ تو یہی نہین ہے کہ سچا دوست اوسی قدر کوشش کر کے خاموش
ہو جائے۔ بلکہ جو ذرایع اور کوشش ہمارے کارآمد ہو سکتی ہین وہ سب اپنی
جانب سے بطور خود ہمارے لئے کیا کرتا ہے۔ وہ بڑا دانشمند۔ عاقبت بین
اور دور اندیش ہے۔ اور اوس سے ہم کو اچھی طرح مشورہ ملنے کی امید
رہتی ہے۔ کاروبار کرنے والے اور دور اندیشون کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ
کوئی بڑی قیمت کی چیز کم قیمت مین دستیاب ہوتی ہو تو اوس کو خریدنا چاہیے
پس اس بات کو تو اپنے ذہن مین لا۔ اور سر دست اچھا دوست کم قیمت
مین حاصل ہو سکتا ہے۔"

ڈرے اوڈرس دو تمہارا بیان نہایت درست ہے۔ آپ مہربانی
فرماکر ہرمئے جنس کو میرے پاس روانہ کر دیجیے۔"

سقراط وہ اس سے مجھکو معاف کرے تو ہی اوس کے پاس جا سکتا ہے؟
اس گفتگو کو سن کر وڑرے اوڈرس ہرموجینس کے پاس گیا۔ اور
اور اوسنے احسان سے اُس نے اُس کی دوستی حاصل کی۔ اور ہرموجینس
اسوقت سے۔ وڑرے اوڈرس کے ہر ایک موقع پر کام آنکر اُس کو خوش
کرنے لگا۔،،

بہتر فرمانروا کے اوصاف

اتھنس کے رعایا کے انتخاب کئے ہوئے سپاہ سالار فوج سے سقراط نے کہا ،، کہ اگیمے منان کو شاعر ہومر نے گلہ بان سے کیون تشبیہ دی ہے ہ اس لئے کہ وہ اپنے بکرے اچھے رکھتا ہے۔ بکرون مین کسی قسم کی کمی نہین ہونے دیتا۔ جس طرح کہ گلہ بان اپنے بکرون کی فکر کیا کرتا ہے اسیطرح سپاہ سالار کو بھی اپنے سپاہیون کا خبرگیران رہنا چاہئے۔ اور ایسا ہی فرمانروا چاہئے کہ اپنے زیر سایہ رعایا کی خبرگیری کرے۔ سپاہ سالار فوج کا فرض ہے کہ اپنے سپاہیون کی اچھی طرح پرداخت کرے۔ اونہین خوراک وغیرہ کی کمی نہونے دے اور اسباب کو خوب جانچے اور دیکھے اپنے دشمن پر فتحیاب ہونے کی غرض سے جس مسرت دلی سے کہ اونہون نے کسی ہتیار کو اپنے ہاتھ مین پکڑا ہے وہ اپنا مناسب کام بجا لاتے ہین یا نہین۔ ہومر بیان کرتا ہے

کو اک سے منان سپاہ سالار فوج اور فیاض رحیم فرمانروا بنا۔ ان صفات کا والیان ملک مین ہونا والیان ملک کی زیبائش مین داخل ہے۔ مگر جب تک کہ وہ ذاتی دلیری کے ساتھ جنگ نہ کرے اور اپنی شجاعت نہ بتلائے یہ زیبائش کسی وقت اور کسی طرح حاصل نہین کر سکتا۔ جس نے بذات خود جرات اور دلیری سے جنگ کر کے اپنے سپاہیون مین جنگ کی روح پھونک دی ہو۔ اور خود کی طرح اون سے بھی تحمل مزاجی اور شجاعت کے کام کرایا ہو وہی فیاض سپاہ سالار ہے۔ رحیم فرمانروا کہلانے کے لئے خود غرضی کسی کام کی نہین جو سلطنت کہ ہر جانب سے مالامال اور راحت ہی راحت سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ اوسکا فرمانروا رحیم اور فیاض فرمانروا کہلاتا ہے۔ فرمانروا اس غرض سے انتخاب نہین کیا جاتا ہے کہ وہ دوسرون کے راحت رسانی کی باتین بالائے طاق رکھکر جس طرح ممکن ہو اپنی ہی تہیلی پر کر لے بلکہ جو اوس کا انتخاب کرتے ہین۔ اون کی یہ غرض ہوتی ہے کہ وہ سب کو راحت پہونچائے اور سب کے لئے باعث آرام ہو۔ جبکہ امن قایم رکہنے کی غرض سے لوگ جنگ کرتے ہین۔ تو اوسوقت اونکو ایک پیشوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ پیشوا سپاہ سالار فوج ہوتا ہے۔ بس اوس سپاہ سالار فوج کا فرض ہے کہ جن لوگون نے کہ اوسکو سپہ سالاری کے بلند درجہ پر پہونچایا ہے اون کی فلاح و بہبودی کے لئے جہانتک ممکن ہو کوشش کرے۔ اگر اوس کوشش مین اُسے کامیابی حاصل ہو تو گویا اوس نے اپنا فرض ادا کیا۔ اوس کی تمام شان و شوکت جو کچھہ ہے وہ اسی

ادائی فرض کی وجہہ سے ہے۔ اگر اوس کا طرز عمل اس کے خلاف یعنی وہ منتخب کنندہ اشخاص کی بہبودی کا خواہان نہین۔ تو وہ بدرجہ غایت مذمت کے لایق ہے۔"

اس مکالمہ سے، ظاہر ہے کہ جو فرمانروا اپنی رعایا کے لئے راحت رسانی کے کام کرتا ہے سقراط کی راے مین وہی سچا فرمانروا ہے۔

اوصاف سپہ سالار

"ہم کو لازم ہے کہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کے لیے جن امور کی ضرورت ہونے والی ہو اوس کی معلومات حاصل کرنے کے لئے نہایت جانفشانی سے کوشش کرین" اعتبار اور عزت و وقعت کے خواہشمندون کو سقراط کی حسب ذیل نصیحت کس حد تک کارآمد ہو سکتی ہے، اوس کے متعلق ہم راے قایم کرینگے۔ فوج مین اعلے افسری کے عہدہ کا خواہشمند اور اپنا حق جتلانیوالا فن جنگ کا معلم۔ ایک دوست وڑے اونی سوڈرس نامی ایک شخص اتھنس مین آیا ہے۔ یہ سن کر سقراط نے کہا کہ "اگر ایسا عمدہ موقع ملے تو فوج کے پیش رو نیکے خواہشمندون کو اپنی حکومت کس طرح قایم رکھنا چاہیئے۔ اس کی تعلیم پانے مین عدم اتفاق کرنا نہایت ہی معیوب بات ہے۔ میرا خیال ہے کہ بت تراشی کی تعلیم کے بغیر بت تراشی کا کام ہاتھہ مین لینے سے بڑہکر سزا اوس کو ملنی چاہیئے جو

سپاہ سالاری فوج کی قابلیت کے بغیر سپہ سالاری کرنا چاہیے! کیونکہ جنگ کے موقع پر ملک کی فلاح و بہبودی صرف سپہ سالار فوج کے قابلیت اور دور اندیشی پر منحصر ہوا کرتی ہے۔ اوس کے مستعدی سے سلطنت کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اور عدم اتفاق کے باعث سلطنت مین انواع و اقسام کے نقصان پیدا ہوتے ہین اور اسی لحاظ سے بغیر قابلیت پیدا کرنے کے جس نے اوس عہدہ کو حاصل کرنے کی کوشش کی اوسکو بہت کڑی سزا دیجائے۔ "

سقراط نے اس قسم کی نصیحت کر کے اوس جوان آدمی کا خیال تعلیم کے جانب رجوع کیا۔ اور اوس نے فوراً ڈاسے اونی ڈورس کے پاس حاضر ہو کر فن جنگ کے متعلق تعلیم پانا شروع کیا۔ جب اوس کو یہ محسوس ہوا کہ وہ فن جنگ کے متعلق کچھہ معلومات حاصل کر چکا ہے تو کئے روز کے بعد وہ سقراط کے پاس آیا۔ سقراط نے اوس کو دیکھکر بطور مذاق حاضرین مجلس سے کہا کہ "کیون جناب" آپ کو اس جوان آدمی کی جس نے اون اصول کو جس سے اپنی حکومت کس طرح قایم کرنا چاہیے اچھی طرح سیکھکر سپہ سالار فوج کی اعزاز کے قابل ہو گیا ہو کیون آؤ بھگت اور اعزاز نکرنا چاہیے؟ اور جیسا کہ بین بجانا سیکھے ہوئے شخص کو حالانکہ اوس کے ہاتھہ مین بین نہو۔ بین باز کہتے ہین۔ طریقہ علاج اور صفات ادویات سے واقف کار شخص کو اگرچہ علاج کا تجربہ نہوا ہو حکیم یا طبیب کہتے ہین۔ اسیطرح

یہ صاحب بھی فوج پر کس طرح رعب وداب قایم رکھنا چاہتے ہیے۔ سیکھنے سے سپہ سالار فوج بن چکے ہین۔ حالانکہ ان کو سپہ سالار فوج بنانے مین ہم کسی طرح کی مدد نہین دے سکتے۔ کیونکہ جبتک کوئی شخص فن جنگ سے کامل طور پر واقف نہو سپہ سالاری کی خدمت کے لئے اوس کا انتخاب بالکل بیکار اور حماقت ہے۔ کیونکہ اگر کسی نے صرف مدرسہ طبابت مین تعلیم پاکر ڈگریان حاصل کرلین تو جس طرح وہ عمدہ حکیم نہین کہلا سکتا۔ اسی طرح عہدۂ سپہ سالاری فوج کی کوشش کرنے والا سپہ سالار فوج نہین بن سکتا۔"

سقراط نے اوس جوان شخص کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ "اچھا ہم یہ فرض کرو کہ ہم مین سے کسی کو اگر تمہاری فوج مین کے کسی ٹکڑی پر حکومت کرنے کا موقع ملجائے تو ہم کو بھی طرز حکومت سے بالکل جاہل اور لاعلم نرہنا چاہیئے۔ پس مہربانی فرماکر بیان کیجیے کہ تمہارے اوستاد نے تمکو ابتدا مین کس بات کی تعلیم دی ہے۔"

اوس جوان شخص نے جواب دیا کہ "اوس کی ابتدا انتہا تمام ایک ہی ہے۔ کیونکہ جنگ کرتے وقت کوچ کے وقت، یا مقام کے وقت فوج مین کس طرح انتظام رکھنا چاہیئے، صرف انہین امور کی مین نے تعلیم پائی ہے"

سقراط "وہ سپاہ سالار فوج کو جو دیگر صدہا باتین کرنا چاہیئے، اگر

اوس سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو ان امور کی کوئی حقیقت نہین ہے۔
اوسے جنگ کی کل تیاری نہایت انتظام سے کرنا چاہیئے۔ فوج کے سپاہیون
کی رسد اور باروت گولی وغیرہ کی اچھی طرح سربراہی کرنی چاہیئے اور
اُس کے لیئے ضرور ہے کہ وہ متجسس اور کام کرنے والا۔ لایق۔ تیز فہم ہو۔
رحم اور سخت مزاجی۔ یہ دونون صفات اوس مین موجود ہون۔ اور وہ
صاف دل اور گہری سوچ والا۔ اپنے چیزون کی حفاظت کر کے غنیم کے
مال واسباب کو لینے کے طریقہ سے واقف ہو۔ وہ ترش مزاج ہو کر لوٹ
گھسوٹ کرنے والا بھی ہو فیاضی کی صفت بھی موجود ہو۔ جنگ کے موقع پر
فوج کے انتظامی اصول سے بخوبی ماہر ہو۔ اس بات کا مجھکو اقبال ہے کہ
انتظام اور تعلیم یہ دونون باتین فوج کے لیئے نہایت اہم ہین۔ مگر جسطرح
پتھر۔ اینٹ۔ لکڑی۔ اور سفال ان سب کو ایک ہی جگہ ڈھیر بنانے سے
تعمیر کے کام مین آسانی ہوتی ہے۔ اسی طرح مذکورۂ بالا دونون امور کے
لیئے کار آمد ہونا غیر ممکن ہے۔ لیکن عمارت کو تعمیر کرتے وقت وہ تمام
چیزین اپنے اپنے مقام پر ہونا چاہیئے۔ یعنے بنیاد کے لیئے پتھر اور چھاؤن
کے لیئے سفال۔ اینٹ کو موزون ومناسب موقعہ پر یعنے عمارت کے
اندرونی حصہ مین کام لانا چاہیئے۔ جب ہر شئے اپنے حسب موقعہ استعمال
کی جاکر مکان تعمیر ہو تو اوس سے کیسی مسرت حاصل ہو گی۔"

سقراط کی یہ گفتگو ختم نہین ہونے پائی تھی کہ اوس جوان آدمی نے کہا کہ "

تمہارے اس تمثیل کی وجہ سے سپاہ سالار فوج کو کیا کیا کرنا چاہیے۔ مجھکو یاد آگیا۔ اوسے فوج مین کے پہلے اور آخر صف مین اچھے سپاہیون کا انتظام کرنا چاہیئے۔ یعنے پہلی صف مین کے سپاہی فوج کو اپنے پیچھے کھینچ لین گے۔ اور آخر صف مین کے لوگ اپنے روبرو کے صف کو آگے بڑہا ئینگے۔"

سقراط "اچھے برے سپاہیون کو کس طرح شناخت کرنا چاہیے۔ اسکے نسبت بھی اوس نے تمکو تعلیم دی ہوگی۔ ورنہ تمہارے صرف اس بیان سے کیا فائدہ ؟ اس لیئے کہ اگر کوئی تم کو بہت سا روپیہ دے کر یہ کہدے کہ اون مین سے کھرے اور کھوٹے روپیون کو پرکھ کر علحدہ کرو۔ جب تک کہ کھرے اور کھوٹے روپیون کے شناخت کرنے کا علم تمکو نہ ہو۔ تم کیسے اون روپیونکو پرکھ سکتے ہو؟"

اوس جوان آدمی نے جواب دیا کہ "آپ کا کہنا نہایت درست ہے۔ جن امور کے متعلق آپ مکالمہ کر رہے ہین۔ اون کے متعلق تو کچھہ بھی مجھے نہیں سکھلایا گیا ہے۔ اور آپ کی تقریر سے مین یہ محسوس کرتا ہون کہ اچھے برے سپاہیون کے انتخاب کے کام کی ہم کو تعلیم پانا چاہیئے۔"

سقراط "سپاہیون کے انتخاب کے متعلق سپہ سالار فوج کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ ہم اس پر آئندہ غور کرینگے۔ مگر یاد رکھو جسوقت مال و دولت کی لوٹ مار کرنی منظور ہو اوس وقت لالچی سپاہیون کو آگے رکھنا چاہیئے۔ جسوقت نہایت دہوکہ اور آن بان کا موقع ہو اوسوقت

شان وشوکت کے دلدادہ خواہشمند سپاہیون کو آگے رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس قسم کے سپاہی مناسب وقت پر خود بخود آگے بڑھکر آئینگے اونہین شناخت کرنے مین چندان وقت نہین گذرتا ہے۔ مگر جناب یہ تو کہیئے کہ جداگانہ موقعون پر مختلف احکام کس طرح جاری کرنے چاہئین۔ اس بارے مین تمہارے معلم نے تم کو کیا سکھایا ہے؟"

نوجوان آدمی نے کہا کہ "اس کے متعلق استاد نے مجھکو کچھ بھی تعلیم نہین دی ہے۔"

سقراط "تو پھر تم سب سے پہلے اوس کے پاس جاؤ۔ کیونکہ صرف روپیہ پیدا کرنا ہی اوس کا پیشہ ہوگا جو تمہارا روپیہ لے کر تم کو کچھ بھی تعلیم ندے اور تم کو یونہی بغیر تعلیم کے واپس روانہ کردے اور اوسے کچھ بھی شرم و لحاظ نہ آئے۔ میرے سوال کے متعلق اوس کو معلومات ہونگے تو وہ تم سے ضرور بیان کردے گا۔ ورنہ آخر چلکر تمہارا روپیہ تم کو واپس کردے گا!"

رسالہ کے افسر کے فرائض

سقراط اور رسالہ کے افسر کی ایک وقت ملاقات ہوئی۔ تو اوس نے اوس سے کہا "معلوم نہین کہ اس خدمت کے قبول کرنے مین تمہارا اعلیٰ منشا

کیا ہے؟ شاید یہ غرض تو نہ ہوگی کہ تمہارے نام کی ہر جانب شہرت ہو؟ چونکہ پاگلوں کے نام کی شہرت بہ نسبت اوروں کے زیادہ ہوتی ہے۔ تو کیا اس شہرت کو تم پسند کرتے ہو یا نہیں تو شاید اس خیال سے کہ اگر رسالہ میں جو خرابی موجود ہے اوسکی اصلاح کیجائے۔ یا کچھہ ملک کی خدمت اچھی طرح ادا ہو۔ تم نے رسالہ کی آراستگی کی خدمت قبول کی ہوگی۔؟"

افسر " ہاں، میں نے اسی غرض سے تو اس خدمت کو قبول کیا ہے۔"

سقراط " اچھا بہتر، اگر تم سے یہ کام ادا ہو جائے تو پھر کس چیز کی کمی ہے لیکن جناب، غالباً آپ گھوڑے اور اون پر سوار ہونے والے سپاہیوں کی اچھی طرح نگہداشت کرتے رہتے ہونگے۔؟"

افسر " ہاں، بیشک اوس کی تو نگرانی کرنا ضرور ہے۔"

سقراط " اچھے گھوڑے دستیاب ہونے کے لئے تم نے کیا انتظام کیا ہے؟"

افسر " یہ انتظام میرا کام نہیں ہے، ہر ایک سوار بطور خود اپنے لئے آپ انتظام کر لیتا ہے۔"

سقراط " درحقیقت یہی بات ہے تو وہ لنگڑے، لولے۔ لاغر، ناتوان بدخصلت اور اڑیل گھوڑے لائیں اور اوس کی وجہ سے وہ اگر سب کے پیچھے

رہنا شروع کر دیں تو پھر اوس وقت تم کیا کروگے؟ اس قسم کے سوار جن سے تمہاری کوئی خدمت ادا ہوگی؟ اور ملک کے لیئے تمہارا وجود کس طرح فائدہ مند ثابت ہوگا۔؟“

افسر۔ ”جناب! آپکا بیان نہایت درست ہے۔ مین آئندہ فوج کے گھوڑون کی نگرانی اچھی طرح کرونگا۔“

سقراط۔ ”اور سوار فوج کی کیا تم نگرانی نکروگے۔؟“

افسر۔ ”ہان! کیون نہین؟ اون پر بھی نگرانی رکھونگا!“

سقراط۔ ”تو پھر سب سے پہلے سوارون کو سواری مین بالکل مشاق بنانا چاہئے۔ اور اس بات کی بھی اون کو تعلیم دینا ضروری ہے کہ اگر وہ اتفاق سے گھوڑے پر سے نیچے گر جائین تو دوڑتے ہوئے جاکر اپنے گھوڑون کو کس طرح پکڑین۔ چند روز تک ہر سمت مین مختلف مقامات مین اور خاصکر اس قسم کے ممالک مین جہان اپنے دشمن موجود ہین۔ اون سے قواعد کرائی جائے۔ میدان یا پہاڑی مقام مین اور نہین کہین بھی اگر جنگ کرنیکا موقع آجائے تو پوری طور پر دلیری کے ساتھہ گھوڑون کو لیجانے والے سوارون کو تیار رہنا ہوگا۔ چونکہ ہم نے اپنے سوارون کو میدان ہی مین جنگ کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لیئے اگر کسی کو جنگ کرنا منظور ہے تو میدان مین آنکر لڑے۔ اس قسم کا پیام ہم اپنے دشمن کو نہین کہلا بھیج سکتے۔ اور اگر ہم اس قسم کا پیام کہلا بھیجین تو بھی دشمن اوس کی پروا نکرے گا۔ تیر

چلانے مین بھی اونہین مشتاق بنانا چاہیے ، سب سے زیادہ یہ کہ اونکو جری - اور بہادر بنانا چاہیے ۔ اور اس بات کی اونکو ترغیب دینا چاہیے اور اون کے ذہن نشین کرانا چاہیئے کہ دنیا مین جو کچھہ ہے اپنی عزت و وقعت ہے ۔ اور اوس کے حاصل کرنے مین جان سے دریغ نکرین ۔ اور اس کا اون پر اتنا اثر ڈالنا چاہیے کہ دشمن کا نام سنتے ہی ایڑی کی آگ چوٹی تک پہونچ جائے ۔ ،،

افسر ،، اس کام مین دل و جان سے کوشش کرونگا ۔ ،،

سقراط ،، اچھا کیا تم اپنے سپاہیون کو اطاعت گذار بھی بنا چکے ہو یا نہین ؟ اور اگر نہین تو جنگ مین ذرہ برابر بھی وہ کار آمد ثابت نہونگے ،،

افسر ،، صحیح ہے ، لیکن اونہین اطاعت گذار بنانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے اور وہ کس طریقہ سے اطاعت گذار بنین گے ۔ ،،

سقراط ،، جب کسی مین قابلیت موجود ہے تو لوگ خود بخود اوس کے پیرو بنتے ہین ، اور اوس کے کہنے پر عمل پیرا رہتے ہین - کیا تم اس سے واقف نہین ہو کہ بیمار ہونے کی حالت مین ہم کسی معتبر حکیم کے رائے کے بموجب کرتے ہین ؟ جہاز پر سوار رہنے کی حالت مین اچھے ملاح کے اختیار مین رہتے ہین - اور زراعت کے کام مین تجربہ کار کسان کے مشورہ کے بموجب عمل کرتے ہین - ،،

افسر ،، آپ کا بیان مجھکو قبول ہے - ،،

سقراط ،، بہت خوب ،، اگر اس طرح ہے تو گھوڑے پر سوار ہونے والے سوار کو گھوڑوں کی اچھی طرح پر کہنہ آنی چاہیئے - جو گھوڑے پر سوار ہونے مین کامل ماہر ہوگا - اوس کے ولی اشارہ کے بموجب دوسرے کیون نہین عمل کرین گے ؟ ،،

افسر ،، اگر مین اس بارے مین اپنی قابلیت دکھاؤن تو کافی ہے اور تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اگر مین اپنی مہارت ظاہر کرون تو تمام سپاہی اطاعت گذار بن جائینگے - ؟ ،،

سقراط ،، ہان ، مجھکو تو یقین ہے - اس مین کیا شک و شبہ ہے ! لیکن تم کو یہ اطمنان کرا دینا ہوگا کہ سپاہیون کو تمہارے احکام کے تعمیل کرنے مین جان اور آبرو کا کسی طرح کا خدشہ نہین ہے - ،،

افسر ،، اون کا اطمنان مین کس طرح کرا دونگا - ؟ ،،

سقراط ،، واہ یہ کام تو نہایت آسان ہے - جتنا کہ کسی آدمی کا بڑی خصلت اختیار کرنے مین یا اوس کے اختیار نہ کرنے مین فائدہ کا ہونا - سمجھا دینا آسان ہے اسی طرح اس کا اطمنان کرا دینا بھی آسان ہے - ،،

افسر ،، تو غالباً آپ کی تقریر کا یہ نتیجہ ہے کہ سپہ سالار فوج کو علم التقریر کی بھی تعلیم پانا چاہیئے ؟ ،،

سقراط ،، ہان - کیا تمہارا خیال ہے کہ سپہ سالار فوج بغیر اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نکالے سپاہیون سے کام کروا سکتا ہے ؟ ہم کو اپنی زندگی مین

بھی ضروریات کہ پیش آنے والے ہین اُن کا علم تقریر کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہین - بغیر تقریر کے کسی قسم سے عمدہ باتون کا علم ہونا غیر ممکن ہے -
تعلیم دینے کا سبب سے عمدہ ذریعہ تقریر ہے - جیسا ہر شخص ہم اپنے
تقریر شروع کرتے ہین سامعین نہایت مسرت دلی سے تالیان بجا بجا کر
جوش دلی کا اظہار کرتے ہین - یونان کے تمام علاقون مین اتھنس کے
لوگ ہر موقعہ پر سبقت حاصل کئے ہوئے نظر آتے ہین - اور اتھنس کے
نوجوانون کی طرح دوسرے علاقہ کے نوجوان دیکھنے مین نہین آتے -
اس بات کو کیا کبھی تم نے بھی خیال کیا ہے - ؟ دور کیون جاتے ہو ؟
ایک گانے بجانے والے لڑکون کی جماعت کو ہی لے لو - اپولا کے
مندر کے جاترا کے موقعہ پر مختلف شہرون سے بہت سے میلے آتے ہین
لیکن اتھنس کے راگ دار میل کی طرح ایک میل بھی تمکو نظر نہ آئیگا ؟
اس کی کیا وجہ ہے ؟ اتھنس کے لڑکون کی آواز بہ نسبت دوسرے
شہرون کے لڑکون کی آواز کے عمدہ نہین ہوتی ہے اور اون کا جسمانی
جوڑ بند بھی خوبصورت نہین رہتا ہے - باوجود اس کے بھی دلچسپ ہے -
صرف اوس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اتھنس کے لوگون کی عزت و وقعت
حاصل کرنے کے دلی خواہشمند ہین - اس عزت و وقعت حاصل کرنیکی
خواہش کے باعث ہی لوگ اچھے کام کرنے کی جانب رجوع ہوتے
ہین - اپنے سوارون کے نسبت بھی اگر تم معقول فکر و - اور ہتھیار

اور گھوڑوں کو اپنے مستعد رکھنے میں اونہیں تعلیم دے کر مہارت حاصل کراؤ - اور یہ سمجھاؤ کہ جنگ کے موقعہ پر دلیری کے ساتھ شجاعت بتلانے میں ہی سچی شان اور شہرت ہے - وہ دیگر سلطنت کے سوار نجیبوں پر آسانی سے سبقت حاصل کر سکینگے - "

افسر " ہاں میں بھی یہی سمجھتا ہوں - "

سقراط " اچھا جاؤ، اور اپنی فوج پر اچھی طرح نگرانی رکھو، اگر اسطرح تمہاری خواہش ہے کہ اپنے ملک کی کچھہ تو خدمت ہم سے بھی ادا ہوسکے - تو تمہارے سپاہی سب سے پہلے اچھی طرح کام آئینگے، اور اسی طرح انہیں تیار کرو - "

افسر " جناب، آپ کی نصیحت نہایت عمدہ اور کارآمد ہے - اور اوس پر عمل کرنے کے لیئے میں آمادہ ہوں - "

جو شخص کہ ذاتی معاملات میں مستعد رہتا ہے وہی اچھا سپہ سالار فوج ہو سکتا ہے -

جس وقت کہ نی کو میا کیڈس انتخاب سے واپس ہو رہا تھا سقراط نے اوس سے دریافت کیا کہ " سپہ سالار فوج کی خدمت پر کسکا انتخاب ہوا ہے؟ "

نی کومیا کیڈ س ،، جناب کیا بیان کرون ؟ مین باوجود اس کے کہ اپنی عمر کا تمام حصہ جنگ مین صرف کر چکا ہون اور ادنے سپاہی کے درجہ سے کپتان ۔ کرنل وغیرہ بڑے بڑے عہدون کے کامون کا تجربہ رکھتا ہون ۔ (اپنے سینہ پر کے زخمون کے داغ سقراط کو بتلا کر) جنگ ہی کے میرے جسم پر یہ تمام زخم اور داغ ہین ۔ پھر بھی دیکھئے ۔ اوس خدمت کے لیئے ۔ مین نہ چُنا گیا بلکہ لینس کا انتخاب کیا گیا ؟ اوس کی کیا حالت ہے ! بیچارہ نے رزمگاہ تک بھی تو نہین دیکھی ہوگی ۔ روپیہ کمانے مین بیشک وہ بڑا طاق ہے ۔،،

سقراط ،، واہ پھر اور کیا چاہئے ! وہ فوج کو بہت سی تنخواہ دیگا ۔،،

نی کومیا کیڈ س ،، اجی جناب ادنے سوداگر بھی تو اسکے مانند پیدا کر سکتا ہے ، کیا اوسی وجہ سے اوس کو سپہ سالار فوج کے عہدہ پر مقرر کیا گیا ہے ؟،،

سقراط ،، اوس کے ایک صفت کی نسبت جو تم نے غور کیا ۔ اوسکی عزت افزائی کی اوس کو بے انتہا خواہش ہے کہ جس کام کو ہاتھ مین لے اوس مین سبقت لیجا کر شہرت حاصل کر لے ! اور یہ وصف سپہ سالار فوج مین ہونا نہایت ضرور ہے ۔ تماشہ مین تو اوس نے کئی مرتبہ انعام حاصل کیا ہے ؟،،

نی کومیا کیڈ س ،، ناٹک کا منیجر بنکر ناٹک کے ایکٹرون پر حکومت کرنا

اور سپہ سالار فوج بنکر فوج پر حکومت کرنا ان حکومتون مین زمین اور آسمان کا فرق ہے۔،،

سقراط ،، باوجود اس کے اوس مین رقاصی اور راگ کی قابلیت موجود نہین ہے مگر اوس نے ان دونون کے ماہرین کو فراہم کرکے بڑی شہرت پیدا کی ہے۔،،

نی کومیاکیڈس ،، تو کیا وہ اپنے کو ایک حاکم اور اپنی جگہہ جنگ مین آزمودہ کار لوگون کو فراہم کرکے شہرت حاصل کرنے والا ثابت کرے گا۔ آپ کے بیان کا تو مطلب یہی ہے ؟،،

سقراط ،، ہان ؟ اس مین کونسا امر مانع ہے ! اگر اس کام مین وہ مشیر پیدا کرے تو ناٹک کی طرح جنگ مین بھی اوس کو فتحیابی حاصل نہ ہونا چاہیے ؟ صرف اپنے ہی لوگونکی ناموری ہونے کی غرض سے ظاہری نمائش بتلا کر لوگون کو محو کرنے کے لئے ناٹک کے کام مین روپیہ صرف کرنے کے مقابلہ مین وہ دشمن کو شکست دے کر اپنی سلطنت کی عزت وقعت مین ترقی دینے کے لئے اپنی خواہش سے بہت سا روپیہ صرف کریگا۔،،

نی کومیاکیڈس ،، تو پھر یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ جو ناٹک کے تماشے کرتا ہے اور جو اوس سے واقف ہوتا ہے ؟ فوج کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہیے اسکا بھی اوس کو علم ہوتا ہے۔،،

سقراط ‘‘ نہین، اوس طرح نہین نتیجہ یہ نکالنا چاہئے کہ اپنی غرض پوری کرنے کے لئے کن چیزون کی ضرورت ہے اور اون کو کس طرح حاصل کرنا چاہئے، اس سے جو واقف ہے اوس کو تماشہ کرنا، سلطنت پر حکمرانی کرنا، فوج کی دیکھ بھال کرنا، یا زندگی کے کاروبار چلانا خواہ کچھہ بھی ہو اوس مین اوس کو ناکامیابی نہو گی۔‘‘

نی کو میاکیدیس ’’مجھے معلوم نہین تھا کہ تمہارا بھی خیال ہوگا کہ کاٹ کسب والا یعنے محتاط مزاج آدمی عمدہ سپہ سالار فوج بن سکیگا۔‘‘

سقراط ‘‘ان دونون خصوصیات کے لوگون مین باہم کیسا تعلق ہے اس پر ہم غور کرینگے، ان دونون نے اپنے تحت کے لوگون کو اطاعت گذار بنایا ہے، کیا یہ ہے یا نہین؟ اسی طرح اپنے تحت کے لوگون مین جو جس کام کے لئے موزون ہین اوس کو وہ کام دینا چاہئے یا نہین؟ جو اپنے کام مین غلطی کرے اوس کو سزا دین۔ جو عمدگی کے ساتھہ اپنا کام انجام دے۔ اوس کو انعام واکرام دینا، کیا یہ ان دونون کا فرض ہے یا نہین؟ اپنے تحت کے لوگ ہم کو دل وجان سے چاہین۔ کیا اس قسم کا عمل اونہون نے رکھتا ہے یا نہین؟ موقع پر کام آنے کی غرض سے اور سے اپنے بہت سے دوستون کو اچھے حالت مین رکھنا چاہئے یا نہین؟ جو کچھہ ہمارا ہے اوس کی کس طرح حفاظت کرنا چاہئے۔ اور بغیر کہے کے نہایت مستعدی سے اپنا فرض کسطرح

ادا کرنا چاہیئے؟ کیا اس کا ان دونوں کو سمجھنا ضرور ہے یا نہیں؟ ،،

نی کومیاکیڈس ،، تم جو بیان کرتے ہو وہ تمام باتیں ان دونوں کو سمجھنا چاہیئے، یہ صحیح ہے، لیکن جنگ کے وقت دونوں کے کام مساوی نہیں ہوتے ہیں۔ ،،

سقراط ،، کیوں جناب، آپ ایسا کس لئے فرماتے ہیں؟ دونوں کو بھی اپنے دشمن کو شکست دینے میں فائدہ ہے یا نہیں؟ ،،

نی کومیاکیڈس ،، ہاں، صحیح ہے، لیکن جنگ و جدال کا موقع آجائے تو کاٹ کسر کرنے والا آدمی کس مصرف کا ہوگا۔؟ ،،

سقراط ،، اسی میں تو تمام خوبی ہے، دشمن کو شکست دینے میں ہمارا ہر طرح نفع اور خود شکست پانے میں ہمیں ہر قسم سے نقصان ہے، کاٹ کسر کرنے والے آدمی کو جب اس طرح سے اطمینان ہوجائے تو دشمن کو شکست دے کر شہرت اور ناموری حاصل کرنے کے لیئے جس بات کی ضرورت ہوگی وہ اوس کی تیاری کرے گا۔ اپنے فوج میں تمام باتیں کامل طور پر موجود ہیں، اور کامیابی حاصل ہونے کی نسبت بہت کچھ امید ہے۔ اس طرح اطمینان ہوجاتے ہی وہ دشمن کے ساتھہ مقابلہ کرے گا اور اگر اوس میں کسی بات کی کمی ہے تو اوس طرح مقابلہ کرنے کے لیئے وہ ٹال دے گا، نی کومیاکیڈس! تم نے دیکھا۔ کاٹ کسر کرنا یہ کس طرح کارآمد ہے؟ اس لیئے تم اس سے نفرت

نکرو۔ کسی خاندان اور سلطنت مین فرق ہے تو صرف چھوٹے اور بڑے پیمانہ کا ہے باقی تمام باتون مین ان دونون کی حالت بہت ہی ملتی جلتی ہے۔ کاٹ کتر کرنا اور سلطنتی معاملات مین دوراندیشی کرنا یہ دونون صفت اکثر ایک ہی شخص مین پائے جاتے ہین اور بڑے آدمیون نے جس کو وہ اپنا ذاتی کاروبار بیان کرتے ہین وہ لوگ سلطنت کے نہایت ذمہ داری کے کام اچھی طرح انصرام کو پہونچانے مین اس قسم کے لایق لوگون کو کام مین لانے والے شخص کی اور سلطنت کی کامیابی ہوتی ہے۔ اور اس کے برعکس عمل کرنے والے لوگ اور سلطنت یہ دونون نابود ہوجاتے ہین۔،،

کامیابی کے لئے فوج کو کن امور کی تعلیم دینا چاہیئے

سقراط سے جب شجیع پیری کلیس کے لڑکے پیری کلیس سے ملاقات ہوئی سقراط نے کہا کہ ،، اگر تم فوج کے سپہ سالاری کو قبول کرلو تو مجھکو یقین ہے کہ ایتھنس کو بہ نسبت سابق کے زاید کامیابی اور شان و شوکت حاصل ہوگی۔،،

پیری کلیس ،، مجھکو تو اس بات کی نہایت خوشی ہے ، لیکن اوسکا ہونا بھی کسی قدر مشکل پایا جاتا ہے - ،،

سقراط ،، ہم ابھی اس بات کا تصفیہ کرینگے - بی اوشی انس کے باشندگان بہ نسبت باشندگان اتھے نی نیس کے تعداد مین زاید نہین ہین ؟ اور نہ وہ دلیر توانا ہین ، اس کا تو تم کو بھی علم ہے - لیکن کیا بہ نسبت ہمارے اون مین اتفاق زاید ہے ؟ ،،

پیری کلیس ، نہین ! مطلق بھی نہین - کیونکہ باشندگان اتھی نیس باشندگان بی اوشی انس پر بے انتہا ظلم و زیادتی کرتے ہین ، جس سے اون کے خیالات آپس مین ایک دوسرے کے متعلق نہایت خراب ہین - اور وہ خرابی ہم مین مطلق نہین ہے - ،،

سقراط ،، شاید ، لیکن باشندگان بی اوشی انس نہایت اولالعزم اور احسان کرنے والے ہین - اور اسی وصف کے باعث خواہ انسان ہو یا ملک شان ترقی کرتی ہے - ،،

پیری کلیس ،، لیکن اس وصف مین باشندگان اتھے نیس بھی اون سے کچھ گھٹے ہوئے نہین ہین - ،،

سقراط ،، ہمارے باشندگان اتھے نیس کے سلف نے جس قدر بڑے بڑے شجاعت کے کام کئے ہین اوس قدر کسی اور سلطنت کے باشندگان نے نہین کئے ہون گے ، اون کی شجاعت کے حکایات سن کر آج ہمارے

دل جوش مین آتے ہین؟ اور ہم مین دلیری اور نیک باتون کی ترقی ہوتی ہے؟

پیری کلیس " باوجود اس کیفیت کے بھی آج ہماری حالت کسقدر ابتر ہے ایک دو مقامات مین شکست حاصل ہونے سے ہمارے عزیز ملک کی شان اور بھی عمیق غار مین جا پہونچی ہے؟ اور باشندگان بی اوشین کی جرأت اسقدر جوش مین آئی ہے کہ جو اپنے ذاتی ممالک کے باشندگی مین بغیر کسی دوسری سلطنت کے امداد کے باشندگان اتھنیس کی جانب دیکھنے کی بھی جرأت نہین کرسکتے تھے، وہی آج اپنی ذاتی ہمت پر باشندگان اتھنین کو ڈرا رہے ہین؟ اور جو باشندگان اتھنیس بے سرپرست باشندگان بی اوشین کو ملک الموت دکھائی دیتے تھے۔ اب وہی باشندگان اتھنیس باشندگان بی اوشین کے تلوار کی چمک دیکھکر خوف زدہ ہورہے ہین؟

سقراط " مین خیال کرتا ہون کہ فرمانروا کو امور ذیل کے متعلق رعایا سے اطمینان حاصل کرنا چاہئے۔ کیونکہ خوف کے باعث پریشان شدہ بے وسیلہ رعایا نہایت خبردار اور اطاعت گذار اور عاجز ہوتی ہے۔ جب اور کسی کی امداد اور جرأت ہو تو بے فکر؟ اور مشغول لہو لعب اور مطلق العنان ہوجاتی ہے۔ دریائی سفر کرنے والے سیاح کے حالت کو اگر تم دیکھو گے تو تم اس بات کو اچھی طرح سمجھ جاؤ گے کیونکہ اون سیاحون کو اوس وقت کسی بات کا خوف نہین رہتا ہے۔ جہاز پر جس وقت ہر جانب پریشانی اور بے ترتیبی دکھائی دیتی ہے؟ اور جسوقت اونہین دریائی لٹیرون کے حملے یا طوفان کا خوف ہوتا ہے

اوس وقت وہ کپتان یعنی افسر جہاز کے حکم کے بہ جب عمل کرتے ہیں۔ صرف عمل ہی نہیں بلکہ بالکل خاموشی کے ساتھ اوس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں ؟ اور نہایت متانت اور خبرداری سے اُس کے حکم کو سنتے ہیں"

پیریکلیس " ہم یہ فرض کرینگے کہ اتھنیس کے باشندے اطاعت گذار ہیں۔ لیکن بحالت موجودہ ان میں اپنے بزرگون کے صفات حاصل کرکے اون کی کھوئی ہوئی شان دوبارہ حاصل کرنے کی اور اوس زمانہ کی طرح موجودہ زمانہ کے باشندون مین راحت رسانی کی زبردست خواہش ہم کس طرح پیدا کر سکینگے ؟"

سقراط " اگر وہ اطاعت گذار بن جائینگے تو اونہین کہنا چاہیے کہ بھائیو! تمہارے سلف نے جس کمائی کو کہ تمہارے لیے محفوظ رکھا تھا اوس سے دوسرے لوگ حظ اوٹھا رہے ہیں۔ اون کی تنبیہ کرکے اپنے بزرگون کے اوس کمائی کو اپنے قبضہ مین لے لو۔ جب اون کو یہ کہا جائیگا تو وہ اوس کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنا شروع کرینگے۔ اگر وہ ہماری ترغیب و تحریص سے نیک خصلت بن جائینگے تو ہم اونہین کہینگے کہ نہایت قدیم زمانہ سے یہ تمام شان و شوکت تمہاری ملکیت ہے۔ اور اگر اس کی حفاظت کروگے تو تم تمام سلطنت کیلئے زبردست بنجاؤگے۔ اس پر غور کرو۔ اور نیک نامی مین تو تمہارے بزرگ تمام دنیا مین مشہور و معروف ہیں۔ اوسی طرح تم بھی بنو۔ مین اونہین پوری بھی

اوس کے زمانہ مین بازو کی سلطنت سے جو جنگ ہو چکی تھی اوس کو یاد دلاؤنگا اور اون کے سلف نے تمام جنگ مین شجاعت و ناموری کس طرح حاصل کی - یہ اون کے ذہن نشین کراؤنگا - اگر تم مناسب سمجھو تو یہ بھی بیان کرونگا کہ دوستو - ہمارے یہاں ان مقدس کی اولاد اب قریب نابود ہونے کے ہے اونھون نے آپس مین جنگ و جدال کرکے نیست و نابود کر دیا ہے لیکن کیا اون مقدس لوگون نے اپنے سے نہایت زبردست لیے سی ڈےمانی تیس لوگون سے بری اور بحری جنگ کرکے فتح یابی نہین حاصل کی تھی - گو یونان کا تمام علاقہ تہ بالا ہو گیا لیکن باشندگان ایتھنیس نے اخیر تک قایم رہ کر اپنے علاقہ کو ہاتھ سے نہین جانے دیا ہے اور آپس کے جھگڑے مٹانے کی غرض سے یونانی لوگون نے اونھین ثالث مقرر کیا - اور مصیبت زدہ لوگون نے اون سے پناہ لی - ،،

پیری کلیس ،، ان تمام باتون پر غور کیا جائے تو حیرت معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہماری حالت اب بھی کسی طرح اس قدر خراب نہین ہے ،،

سقراط ،، دشمن سے سامنا کرنے کا جس کے پاس بہت سا سامان موجود ہوتا ہے وہ اکثر بے فکر بن کر آخر نامرد بنجاتا ہے - ہمارے ایتھنس کی حالت بھی یہی ہے - کیونکہ تمام یونان کے علاقہ مین ہماری حالت بڑھی ہوئی ہے - اس وجہ سے ہمارے لوگ بے فکر بن گئے اور اون مین کاہلی سرایت کر گئی ، اور اون کا زوال ہوا - ،،

پیری کلیس ،، اب اس کھوئی ہوئی شان کو دوبارہ حاصل کرنیکے لیئے اونہین کیا کرنا چاہیئے۔؟؟،،

سقراط ،، اون کو اور کچھ نکرنا چاہیئے۔ صرف اس قدر کرنا کافی ہوگا کہ یہ معلوم کرکے کہ اون کے اسلاف کا عمل کیا رہا۔ اون کا روزانہ کیا کام تھا ٹھیکی پورے طور پر پیروی کرین ایسا کرنے سے اون کی کھوئی ہوئی شان وعظمت اون کے روبرو بالکل دست بستہ کھڑی ہوجائے گی۔ اگر اونہین وقت معلوم ہوتی ہے تو فی الحال جو سلطنتین کہ عروج کی حالت مین ہین۔ اونکی جانب دیکھین ،، اور اوس کے مطابق عمل کرین۔ اگر اون سے بہتر نہین تو اون جیسے تو ہو ہی جائینگے۔،،

پیری کلیس ،، لیکن جس کو کہ نیک خصلتی اور ذاتی خوبی کہتے ہین وہ تو ہم سے کوسون دور ہے اور غالبًا آپکا خیال یہی ہے کہ اگر وہ بزرگون کی وقعت کرین گے اور وہ نفرت جو اون کو فن کشتی سے ہے چھوڑ کر بزرگون کی وقعت کرنا اور اپنی سلطنت کے مردانہ کھیل کھیلنا شروع کرینگے۔ حاکم عدالت کو حقیر نہ سمجھکر اوس کے احکام کو واجب التعمیل سمجھین گے اور جب غلط خیالات سے باہم مخالفت پیدا ہوتی ہے اون سے پرہیز کرینگے۔ اور اتفاق سے رہینگے۔ تو اپنی کھوئی ہوئی شان پھر دوبارہ حاصل کرلینگے۔ خانگی اور عام مجلس مین جھگڑا کرلیتے ہین۔ اور ایک دوسرے پر استغاثہ دائر کرتے ہین۔ اپنے پڑوسی کو امداد نہ دے کر اون کے نقصان مین

ہمارا نفع ہے سمجھتے ہین۔ حاکم عدالت یہ نہین خیال کرتے کہ اپنے ذاتی بہبودی کے سوا سلطنت کی بہبودی بھی کوئی چیز ہے ۔ اور اسی سبب سے وہ ہمیشہ اپنے عہدہ کے گھمنڈ مین رہتے ہین ۔ اور اس خدمت پر رہکر اپنا ذاتی نفع حاصل کر لیتے ہین - اور اسی گھمنڈ کی وجہ سے اون کے کاروبار مین کم فہمی اور مخالفت کی ۔۔ مدموم عادتین وخیل رہتی ہین - اور لوگون مین جھگڑا فساد پیدا کرا دیتے ہین - مین خیال کرتا ہون کہ یہ غلطی کی بیماری آخر چلکر بالکل لاعلاج ہوجاے گی - اور اوس کا خمیازہ سلطنت کو بھگتنا پڑے گا - ،،

سقراط ،، تم یہ خیال مت کرو کہ باشندگان اتھنس کا یہ مرض لاعلاج ہو چکا ہے - اس سے تم واقف ہو کہ جب وہ دریا مین سفر کرتے ہین کیسی دانشمندی سے اپنے کام کرتے ہین - اور اپنے افسر بالا کے احکام کی کس طرح تعمیل کرتے ہین - اور جب کسی انعامی مقابلہ مین سبقت حاصل کرنے والے کو انعام مقرر کیا جاتا ہے تو ججون کے فیصلہ کو وہ قبول کرتے ہین ۔ اور تماشہ کے ایکٹنگ کے کام مین وہ اپنے ہی خود کو لیکر نہین بیٹھتے ہین - ،،

پیری کلیس ،، ان تمام باتون سے مین پورے طور پر واقف ہون اور اس نے تو مجھکو تعجب ہوتا ہے ۔ کیونکہ تمہارے بیان کے مطابق ہر موقع پر ہر کام مین اچھی طرح اطاعت گذار رہکر منجملہ اور اطاعت گذا

اون کی فوج مین منتخب ہو کر پھر کیون اس قسم کی شرارت کرتے ہین ۔؟
سقراط ،، ایری اوپیگس سیمرٹ کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ۔ کیا وہان کے جیسے باشندے یہان نہین ہین ؟ ہماری مختلف عدالت بھی کچھ برے نہین ہین ۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو اون کے مقابل قابلیت ، قانونی وقفیت ، بے لوثی کے لوگ ملین گے ۔ جس سے تم بھی واقف ہو ۔،،
پیری کلیس ،، بیشک اس کے نسبت مجھکو مطلق شک و شبہ نہین ہے ۔،،
سقراط ،، پھر تو تصفیہ ہوا ۔ جب یہ حالت ہے تو ایتھنس کے لوگون کی نسبت نا امید ہونے کی تمکو مطلق ضرورت نہین ۔ آسانی کے ساتھ وہ درست ہو جائینگے ۔،،
پیری کلیس ،، اون مین جو کچھ خرابی ہے وہ جنگ کے متعلق ہی ہے ۔ اونہین اس کام مین اچھا طریقہ بتلانا چاہیے ۔،،
سقراط ،، شاید ، لیکن غلطی فوج کی نہین ۔ بلکہ اون کے افسر کی ہے ۔ مین سمجھتا ہونگا اون افسرون کو ہی اس بات کی خبر نہین کہ ہم کو اپنا فرض کس طرح بجالانا چاہیے ۔ اون کے افسر کو باجے نوازی اور تماشون اور ورزشی تعلیم سے ماہر رہنا چاہیے ۔ اگر کوئی دریافت کرے کہ تم نے ان فنون کو کس طرح سیکھا تو تم کو

مفصل طور پر بیان کرنا ہوگا۔ جو مفصل نہ بیان کر سکتا ہو وہ فوج کا پیشرو نہین بن سکتا۔ ہمارے فوج کی افسر کی حالت اس قسم کی ہے۔ انہین اوس کام کی وقفیت نہین ہے۔ اور ہم کو جنگ مین جو کچھ بدنامی حاصل ہوتی ہے، یہ اون کی عدم وقفیت کے باعث ہوتی ہے۔ یہ مجھکو کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس قسم کے افسرون مین تم نہین ہو۔ اور مین واقف ہون کہ تم نے فن جنگ کی تعلیم پاکر اپنی بہت کچھ اصلاح کر لی ہے۔ اور اپنے واجب التعظیم بزرگون کے حالات زندگی کے بہت سے امور کا انتخاب کر لے کر اس کی عمدہ طور پر مشق کی ہے۔ اور وہ امور جن کی کسی اعلےٰ افسر فوج کو ضرورت ہے اس کے متعلق تم مسلسل غور کرتے رہے ہو۔ اور جب تم کو کسی بارے مین کوئی شک و شبہ پایا جاتا ہے تو اوس کے واقف کار سے ملاقات کر کے اوصاف وہان سے منت و سماجت کر کے اوس کو کچھ انعام و اکرام دے کر تم نے اوس سے وہ معلومات حاصل کی ہے۔“

پیری کلیس،” واہ وا، تم تو میری بلاوجہ تعریف کرتے ہو۔ مجھ مین بہت سے عیوب ہین۔ اس گفتگو سے تم نے میرے فرائض مجھے اچھی طرح معلوم کرا دیے ہین۔“

اس پر پیری کلیس، کی گفتگو ختم ہونے کے قبل ہی سقراط نے اوس سے کہا کہ ”تمہاری بہبودی کے متعلق مین ایک بات بیان کرتا ہون

اتھنس اور بی اوشی یا انمین بلند پہاڑی ہین ، ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ مین داخل ہونے کے لئے اوس مین سے جو راستے ہین وہ نہایت تنگ اور ناہموار ہین ، اتھنس لوگ اکثر اوس پہاڑ کو اپنے قبضہ مین لے لین گے ، تو بی اوشی تیس لوگون کو تکلیف گذریگی اور اتھنس اوس سے نجات پائینگے۔"

پیری کلیس "تمہارے سودمند نصیحت نہایت مفید ہے۔"

سقراط "اگر اسکے بموجب عمل کرنے مین تمکو کامیابی حاصل ہوئی تو تمہاری عزت وقعت ہوگی اور ملک کی بہبودی ہوگی۔ اگر احیاناً ناکامیابی نہ ہوئی تو ملک کا زاید نقصان ہونے یا تمہاری بیوقعتی ہونے کا خوف تو نہین ہے!"

فرمانروائی کی اہمیت

اری سٹن کے فرزند گلوکن کے دلین یہ اولوالعزمی پیدا ہوئی کہ مین فرمانروا ہون ، اور اس کا سن ابھی بیس سال کا بھی نہین ہوا تھا کہ اوس نے لوگون کے پاس جاکر سلطنت کے کاروبار کے متعلق گپین لگانی شروع کردی تھین ایک دو مرتبہ تو بڑے وقت کے ساتھ اوس کو دربار سے باہر کرنا پڑا۔ ہر جانب سے لوگون نے اوس کا مذاق

اُڑانا شروع کیا۔ عزیز و اقارب اور دوست احباب نے اوس کو "
کہنا شروع کیا کہ یہ کیا مالیخولیا تیرے دماغ مین سمایا ہے اُس کو
ترک کر دے " ان کی تمام نصیحتین بے کار ثابت ہوئین "اور وہ
اپنے خیال سے ہرگز باز نہ آیا۔ آخر مین سقراط سے ملاقات ہوئی،
اوس نے کچھہ ایسی نرمی اور مہربانی سے اُس کو سمجھایا کہ اوس کو سلطنت
سے بیزاری پیدا ہو گئی۔ سقراط اور گلوکن کے دلچسپ مکالمہ کا حال
ذیل مین ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سقراط " دوست " اتھنس کی سلطنت پر حکمرانی کرنے کی
کیا تیری خواہش ہے ؟ "

گلوکن " ہان "

سقراط " واہ یہ تو نہایت اعلے درجہ کی خواہش ہے ! اور
خواہش کی منزل اوس سے بڑھکر اور کس قدر آگے پرواز کرے گی؟
اگر تیری یہ خواہش پوری ہو جائے تو تیرے مانند اور کون خوش نصیب
ہو سکیگا " تو اپنے دوست کو امداد دیسکتا ہے " تیرے خاندان کی
عزت اور شان مین ترقی ہو گی ! تو اپنی سلطنت کے حدود کو وسعت
دیگا " اتھنس مین ہی کیا بلکہ تمام علاقہ یونان مین یا اوس سے پرے
رہنے والے وحشی لوگون کے ملک مین بھی تیرے نام کی شہرت
ہو گی، حاصل کلام، تو جس طرف جائیگا ادھر تیرا نام و قعت و عزت سے

لیا جائے گا اور سب کی زبان پر تیری ثنا و صفت کے ترانے ہونگے۔"

اس تعریف سے گلوکن پر ایسا اثر ہوا کہ اوس نے سقراط کی گفتگو نہایت توجہ سے سننا شروع کیا۔ سقراط نے کہا کہ "دوست" اس قسم سے اپنی شان و منزلت ہونے کی نسبت اگر تیری خواہش ہے تو تجھکو سلطنت کے کام کرنا چاہئے۔ تم ہی کہو کہ میں سچ کہتا ہوں یا نہیں؟"

گلوکن "بے شک ایسا تو کرنا ہی چاہئے"

سقراط "پھر تو ابتدا میں ملک کی تو کونسی خدمت بجالائے گا؟"

گلوکن "اس فکر میں رہا کہ اس سوال کا کیا جواب دیا جائے۔

سقراط نے اُس کے جواب کا انتظار کرنے کے بغیر کہا کہ جب ہم اپنے کسی دوست کے خوش حالی میں ترقی چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہم اوس کی مالی حالت کو ترقی دینے کی فکر کرتے ہیں۔ اسی طرح جب تم اپنے ملک کو عروج کی حالت میں پہونچانا چاہتے ہو تو تم کو چاہئے کہ اوسکے دولت و ثروت میں ترقی دینے کی کوشش کرو۔"

گلوکن "ہاں بالکل صحیح ہے۔"

سقراط "ملک کی مالی حالت میں ترقی دینا کیا یہی نہیں ہے کہ اوسکے آمدنی میں افزائش کی جائے؟"

گلوکن "ہاں یہی تو ہے"

سقراط "اچھا! اب سلطنت کی آمدنی کے کونسے کونسے ابواب ہیں؟

اور سلطنت کی جملہ آمدنی کس قدر ہے اوس کو تو بیان کیجئے۔ غالباً تم نے تو ان باتون کی نسبت اچھی طرح معلومات حاصل کر لئے ہونگے۔ کیونکہ جب کسی باب کی آمدنی مین نقصان ہوتا ہے تو اوس نقصان کا تکملہ کسی دوسرے باب سے کر لیا جاتا ہے اور اس کا قرار واد کرنے سے ہی تمہارا کام چلیگا۔"

گلوکن "مین نے اس بات مین غور نہین کیا"

سقراط "اچھا سلطنت کے اخراجات کی نسبت تو تم نے غور کیا ہوگا۔ کیونکہ جب ملک کو خوش حال بنانا منظور ہے تو اوس کے فضول اخراجات مین تخفیف کرنا ضروری ہے۔"

گلوکن "اخراجات کے بارے مین بھی مین نے مطلق غور نہین کیا ہے"

سقراط "جب ایسا ہے تو سلطنت کو خوشحال بنانے کے خیال کو بالائے طاق رکھدو۔ کیونکہ اوس کام مین جمع خرچ سے لاعلم رہنا یہ بالکل کام کی بات نہین۔"

گلوکن "سلطنت کو مرفہ الحال بنانا اوس کے دشمن کی بیخ کنی کر دینا ہے اور اس بات کو تو تم بالکل ہی ذہن مین نہین لائے!"

سقراط "بے شک ایسا کرنے کے لئے بہ نسبت دشمن کے ہم کو زبردست بننا چاہئے۔ ورنہ جو کچھ موجود ہے وہ بھی جاتا رہے گا۔ یعنے جنگ کو آغاز کرنے والے کو ہر دو جانب کی مستعدی پر غور کرنا چاہئے۔ اگر اپنی بار زمضبوط

ہین تو اوس وقت بے شک جنگ آغاز کرنا چاہیئے - اور جب ایسا نہین ہے تو جنگ نکرنے کی نسبت لوگون کو سمجہانا چاہیئے - اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے بری و بحری فوج کی تعداد کیا ہے - اور تمہارے دشمن کی فوج کی کسقدر - "

گلوکن " یہ باتین تو وقت واحد مین نہین بیان کیا جا سکتین - "

سقراط " اس کے متعلق بطور یادداشت اگر تمہارے پاس کچھہ موجود ہے تو اوس کو لاکر بتلائیے - تاکہ اوس کے پڑہنے سے مجھکو اطمینان حاصل ہو - "

گلوکن " مین نے اس قسم کی کوئی فہرست تیار نہین کی ہے - "

سقراط " پھر تو پایا جاتا ہے کہ سردست جنگ کے آغاز ہونے کا اندازہ نہین ہے - چونکہ جنگ کچھ معمولی اور ادنے کام تو ہے نہین - اوس کے آغاز کرنے سے قبل - یہ سوچنا اور سمجہنا چاہیئے کہ آیندہ اوس کے کیا کیا نتائج ہون گے ؟ گلوکن تم غالبًا اوس کے بارے مین غور کر چکے ہوگے کہ اپنی سلطنت کی کس طرح حفاظت کرنا چاہیئے - فوج کے کتنے ٹکڑیان ہونا چاہیئے - علے ہذا ہر ایک ٹکڑی مین لوگون کی کتنی تعداد ہونا چاہیئے - کس مقام پر کس قدر زاید سپاہی رکھنا چاہیئے ؟ کون سے سپاہی اچھے ہونے سے ملازم اور کون سے ناکارہ ہونے سے خارج کرنا چاہیئے ؟ اور تم تو ان باتون سے واقف ہی ہون گے ! "

گلوکن " میری رائے ہے کہ تمام موجودہ فوج کو برطرف کر دے کر جدید لوگون کو ملازم رکھنا چاہیئے ؟ اس وقت جو لوگ موجود ہین وہ سلطنت کے

محافظی کے پردہ میں سلطنت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔"

سقراط "موجودہ تمام فوج کو علیحدہ کردیںگے تو جدید آنے والے سپاہی اپنے حسب دلخواہ عمل کرکے سلطنت کو زیادہ نقصان پہونچائیںگے؟ کیا تمہاری موجودہ فوج بالکل خراب اور خارج کردینے کے قابل ہے کیا تم کو یقین ہے؟ کیا تم نے اون کے چھاؤنی میں جاکر علانیہ طور پر کچھ تجربہ کیا ہے؟"

گلوکن "نہیں، اس کا تو تجربہ نہیں کیا گیا ہے، مگر اس کے خراب ہونے کا احتمال گذر رہا ہے۔"

سقراط "ایسے باتوں میں تو صرف گمان پر ہی کام نہیں چل سکتا ہے۔ اپنا ذاتی اطمینان کر لینا چاہیئے۔ اور جب ایک مرتبہ اطمینان ہوجائے پھر اس مسئلہ کو فوراً مجلس وزراء میں پیش کردینا چاہیئے۔"

گلوکن "ہاں، یہی درست ہے اور میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں۔"

سقراط "معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے معدن کی آمدنی اب سابق کی طرح وصول نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی وجہ دریافت کرنے کی نسبت کیا تم اوس معدن پر گئے ہو یا نہیں؟ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تم اوس طرف گئے ہی نہیں۔"

گلوکن "ہاں فی الحقیقت میں نہیں گیا ہوں۔"

سقراط "بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کی آب و ہوا نہایت خراب ہے اور

اوہر تمہارے نہ جانے کی یہی خاص وجہ ہوگی ؟،،

گلوکن ،، جناب آپ تو باتون باتون مین میرا مذاق خوب اوڑا رہے ہین۔،،

سقراط ،، سال آخر غلہ کی کمی نہو ؟ اور حسب ضرورت باہر سے غلہ لاکر رکھا رہے اس لیئے کم از کم ہمارے زمینات مین کس قدر غلہ پیدا ہوتا ہے؟ وہ اپنے شہر کے لیئے کتنے روز کافی ہوتا ہے ؟ ایک سال کو کافی ہونے کے لیئے کس قدر کمی ہوتی ہے ؟ وغیرہ ان باتون کو تو تم دیکھ ہی چکے ہوگے!،،

گلوکن ،، ان تمام باتون کو غور کے ساتھ کرنا ہے یہ تو ایک بڑا ہی کام بن جائیگا!،،

سقراط ،، ہان یہ تو ہوگا ہی۔ لیکن اگر اس طرح نکیا جائے تو ایک کنبہ کی پرورش کا انتظام بھی ہم نکر سکین گے ؟ پھر شہر کے دس ہزار کنبہ کا انتظام کیونکر کیا جاسکیگا ؟ تمہارے چچا کی خانگی حالت روز بروز نہایت ابتر ہوتی جارہی ہے۔ اوس کے اصلاح کرنے کی تم کیون نہین تجویز کرتے! اون کی حالت درست کرنے کی فکر کرو ؟ اپنی دیانت اور قابلیت بتلاؤ ؟ اور اس کے بعد اوس سے زیادہ اولوالعزمی کے کام اختیار کرو۔ ایک معمولی انسان کو امداد دینے کا کام اگر تم سے نہین ہوسکتا ہے تو تمام گروہ کی صلاح کرنے کا کام تم سے کیونکر ممکن ہوگا ؟ جو ایک من کے بار کو اوٹھا نہین سکتا ؟ کیا ایک کھنڈی کے بار کو اوٹھانے کے لیئے آسے اپنی گردن آگے

بڑہانی چاہیے ؟ "

گلوکن " اگر میرے چچا صاحب حسب رائے عمل کرتے تو مین اونہین اچھی طرح امداد دیسکتا تھا۔ "

سقراط " اجی جناب، تم ایک شخص اور وہ بھی تمہارے چچا کے خیال کو اپنی جانب نہین پھیر سکتے، تو اتھینس کے مانند تلوّن طبع سلطنت کے خیال کو اپنی جانب کیونکر پھیرینگے ؟ گلوکن ! بھائی، اچھی طرح غور کرو، پھر غور کرو ! بے تکی خواہش نکرو، ورنہ لوگ تجھ سے نفرت کرنا شروع کرینگے جن باتون سے ہم واقف نہین ہین اون باتون کو کرنا کیا معنی بلکہ اوس کے متعلق صرف گفتگو کرنا ہی کس قدر نقصان دہ بات ہے، اس طرح کام کرنے والے ضرورت سے زاید چالاک لوگون کی آخر چلکر کس قدر فضیحت ہوتی ہے ؟ اس کو تو ذہن مین لا۔ کیا تو بھی اس قسم کے آدمی کی تعریف کرے گا کیا اونہین الزام نہین دیگا ! دنیا کے اور لوگ بھی اوس کو کیا کہین گے ؟ اب اس کے برعکس ہم اپنی زبان سے کیا کہتے ہین اور کیا عمل کرتے ہین جس کو اس کی نسبت پوری طرح علم ہوتا ہے، لوگ اوس کی ثنا و صفت کرتے ہین۔ اور جو اس بات کو نہین جانتا اوس کی تو پھر ہر حالت مین بدنامی ہوتی ہے، اگر تیری خواہش ہے تو تو اوس قابلیت کو خود مین پیدا کر اور اوس کے پیدا ہو چکنے کے بعد امور مملکت مین دخیل ہونیکی اگر تمہاری خواہش ہوئی تو یقینًا تم کو کامیابی حاصل ہوگی۔ "

سلطنت کی خواہش

اپنے ملک کی بہبودی کس بات مین ہے اس پر سقراط شب و روز غور کرتا تھا۔ اوس کو ہمیشہ بے انتہا خواہش رہتی تھی۔ کہ جو کوئی مجھ سے گفتگو کرے اوس کی کچھ نہ کچھ بہبودی ہو۔ جب یہ خیال کرتا کہ کسی رفاہ عام کے کامون کے ذمہ داری کی قابلیت اوس مین نہین ہے تو وہ اوس کو اوس سے باز رکھتا تھا۔ ضرورت سے زیادہ مروت رکھنے والا تھا۔ اور اپنی ذاتی رائے پر کبھی اعتماد نہین کرتا تھا۔ لیکن لایق اور قابل لوگون کی ضرور رائے لیتا تھا۔ اس قسم کے بہت سے باتین سقراط مین موجود تہین۔ منجملہ اوس کے تمثیلاً سقراط اور کارمیڈس کا مباحثہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

کارمیڈس نہایت قابل اور دانشمند اوس زمانہ کے امور سلطنت کو انجام دینے والون مین سربرآوردہ شمار کئے جاتے اور ہر طرح لایق مانے جاتے، لیکن اون کو بھی اپنی ذاتی رائے کے نسبت زیادہ اطمنان نہین تھا، اور وہ لوگون سے نہایت خوف کرتے تھے، اور پبلک کامون مین شرکت حاصل کرنے کے لئے اون کو دل سے نفرت تھی، سقراط نے اس بات سے واقف ہو کر ایک مرتبہ اون سے کہا کہ جو شخص عام کھیل

تماشون مین انعام حاصل کرکے شہرت پاچکا ہو اور اپنی اس کامیابی سے ملک کی نیک نامی مین اضافہ کرچکا ہو ایسا کوئی ملاقاتی شخص کھیل مین مقابلہ کے لئے آنے سے انکار کرے تو تم اوس کے بارے مین کیا کہو گے ؟ ،،

کارمیڈس ،، مین تو اوس کو بالکل ہی کاہل اور ناکارہ کہون گا ،،

سقراط ،، اچھا امور سلطنت کے جوئے کو اوٹھانے کے قابل اور اپنے نصایح سے سلطنت کو قوت دار بنانے کے قابل اس قسم کا واجب العزت شخص ، اگر سلطنت کے کاروبار کو انجام دینے سے انکار کرے تو کیا تم اوسکے نسبت بھی ایسا ہی کہو گے یا نہین ۔ ؟ ،،

کارمیڈس ،، ہان شاید کہون گا ، لیکن تم نے یہ سوال مجھہ سے کیون کیا ۔ ؟ ،،

سقراط ،، اپنی سلطنت کے کاروبار کو انجام دینے کی تم مین باوجود قابلیت موجود رہنے کے ، اور چونکہ تم باشندہ شہر ہو اس لئے تمہارا فرض ہے مگر تم اوس کو بجالانے کے لئے ٹال مٹول کر رہے ہو ۔ اسلئے مین نے تم سے سوال کیا ۔ ،،

کارمیڈس ،، مجھہ مین اس قدر قابلیت موجود ہے اس کو تم نے کب دیکھا ہے ؟ ،،

سقراط ،، اپنے یہان کے وزرا سے تم گفتگو کرتے وقت بہت سے کامون مین اونہین مشورہ دیتے ہو ، اور علاوہ بڑا کئی کامون کے غلطیان بھی

تم اونہیں بتلا چکے ہو۔،،

کارمیڈس،، خانگی طور پر گفتگو کرنا اور بات ہے اور مجمع میں کھڑے ہو کر عام طور پر گفتگو کرنا اور ہے۔ ان دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔،،

سقراط،، عمدہ ریاضی دان تنہائی میں جس طرح حساب کیا کرتا ہے۔ علیٰ ہذا عام لوگوں کے روبرو بھی اوسی طرح کیا کرتا ہے۔ ایسے ہی عمدہ بین نواز اپنے کمرہ میں جس طرح عمدگی کے ساتھ بین بجاتا ہے۔ ویسا ہی کسی مجلس میں بجاتا ہے)

کارمیڈس،، انسان میں فطرتی طور پر ظاہر ہونے والا خوف اور لحاظ دوست احباب میں اس قدر نہیں پایا جاتا ہے لیکن ناآشنا لوگ جب سامنے آجاتے ہیں تو وہ گھبرا جاتا ہے۔،،

سقراط،، لایق لوگوں اور عہدہ داروں کے ساتھ بلا خوف وخطر گفتگو کرنے والے شخص کو بے وقوفوں سے گفتگو کرتے وقت خوف پایا جائیگا؟ کیا یہ خیال کرنا درست ہے؟ مجمع عام یعنے اُن میں اکثر رنگریز۔ موچی۔ معمار۔ آہن گر۔ زرگر۔ کمہار۔ مزدور۔ دلال وغیرہ کا مجمع ہے تو کیا ایسے مجمع میں گفتگو کرنے کے لئے تمہیں خوف پایا جاتا ہے؟ اجی جناب تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے کہ کسی پھیکیت پٹے کے کام میں کمال تعلیم پائے ہوئے کا کسی ناواقف کار کے ٹوٹے پھوٹے تلوار سے خوف کرنا۔ سلطنت میں سر برآوردہ لوگوں میں سے بعض تم سے رشک

کرتے ہونگے؛ ایسون کے روبرو تو فراغت سے بیان کرتے جاوے جاہلون کے روبرو جنہین اُمور سلطنت کیا چیز ہے۔ اس سے بھی ناواقف ہون، اور جنہین تمہارے رشک کرنے کی قوت موجود نہین ہے۔ ایسون کے روبرو گفتگو کرنے سے تم اس لیے خوف کرتے ہو کہ شاید وہ ہنسین گے پھر اب تمہین کیا کہنا چاہیے۔ ؟؟"

کارمیڈس" اچھی طرح بیان کرنے والے کے اوپر کیا لوگ نہین ہنستے ہین ؟؟"

سقراط "فی الوقت تم جن سے گفتگو کرتے ہو وہ لوگ بھی تو تمہارے اوپر اسیطرح ہنستے ہین، باوجود اس کے کہ تم مین اون لوگون کو غور وخوض کے جانب رجوع کروانے کی قوت موجود ہے مگر پھر بھی تم اون کے پاس صرف جانے کے لیے جرأت نہین کرتے ہو؟ اس بارے مین مجھکو تعجب گذرتا ہے۔ اب اپنے عیوب کے نسبت بیکار پچایئت کرتے رہنے کا عیب جو عوام الناس مین ہے وہ الزام تم اپنے اوپر قایم نہ کرلو۔ تم خود اپنی قابلیت کی نسبت کسیقدر زاید غور کرو، اور اپنے سلطنت کی عنان کو ہاتھ مین لے کر ممکن ہو تو اوس کو زاید عروج کی حالت مین لاو، اگر اس طرح تم کروگے تو تمہارے ملک کو تمہارے دوستون اور تمہاری ذات کو بھی بے انتہا نفع ہوگا۔"

———

ورزش

سقراط کے پاس جو لوگ ہمیشہ آمد رفت رکھتے تھے منجملہ اون کے ایپی جینیس نامی ایک جوان شخص جو ظاہرا طرز عمل سے بالکل وحشی معلوم ہوتا تھا مقام ورزش کس چڑیا کا نام ہے اس سے اوس کے وطن کے لوگ بے خبر تھے اس لیئے اونمین کچھہ عجیب وغریب عادتین پیدا ہو چکی تھین، جن کے نسبت سقراط نے اوس کو الزام دے کر کہا کہ ودارے! اسطرح اپنی تباہی کر لینا یہ تجھکو ہرگز زیبا نہین ہے،،

ایپی جنس،، سر دست مین نے اپنی ذات کے نسبت جس قدر فکر کیا ہے اگر اوتنے سے ہی میری بہبودی ہوتی ہے، تو پھر مین زیادہ فکر بے ضرورت کیون کرون ؟ ،،

سقراط،، کیا مین کچھہ زاید بیان کرون ؟ الیچین گیمس نامی مقام مین پہلوانی کثرت کا تماشہ کر کے انعام حاصل کرنے کی غرض سے لوگ اپنا جسم بناتے ہین، اون لوگون کی طرح اپنا جسم قوت دار بنانا یہ ہر ایک کا کام ہے، تماشہ مین انعام حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مدمقابل والے سے، لڑنے کے بہ نسبت اپنی جان ومال کو بچانے کی غرض سے موقعہ پر اپنے دشمن سے لڑنا یہ ملک مین سکونت کرنے والے کا کیا بلکہ ہر ایک شخص کا فرض ہے ؟

جو نا طاقتی سے کمزور ہوتے ہین اکثر میدان کارزار مین لیسے لوگون کی جانین جاتے ہین؛ اور بہتون کو بے وقعتی سے زندگی بسر کرکے اپنی جان کو بچانا پڑتا ہے؛ کمزور لوگون کو دشمن اکثر قید کر دیتے ہین؛ اور عمر بھر کے لئے غلام بنا لیتے ہین؛ یا بہت سا تاوان لیکر رہا کر دیتے ہین؛ یہ تاوان کی رقم اس قدر ہوتی ہے کہ آئیندہ ان بیچارون کو تمام عمر فلاکت مین بسر کرنی پڑتی ہے؛ اگر فی الحقیقت دیکھا جائے تو یہ تمام باتین اوسی جسمانی کمزوری کا نتیجہ ہین لوگ اونھین بزدل کہتے ہین۔ یہ تمام خوفناک نتائج صرف اوسی ایک کمزوری کی وجہ سے پیدا ہوئے ہین۔ کیا اس کا تجھکو خیال نہین گذرتا؛ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ مصیبتین بالکل اوٹھتی نہین؛ ورزش کی محنت تو نہایت کم اور زیادہ راحت وہ ہوتی ہے۔ جسم کے قوی ہونے سے بے انتہا فوائد ہین۔ مگر تو اوس کو نہایت حقیر جانتا ہے۔ قوی جسم والے کو اکثر کسی مرض کے ہونے کا احتمال نہین رہتا ہے؛ اوس کے جسم مین اچھی طرح زعم اور چستی موجود رہتی ہے۔ مقابل کے پہلوانی اور کثرت کے تماشہ مین عزت حاصل ہوتی ہے؛ دوستون کو امداد دیسکتا ہے۔ اور ملک کی خدمت ادا کر سکتا ہے؛ ان وجوہ سے شہ زور لوگ جہان کہین جائین وہان اون کی عزت و وقعت ہوتی ہے کبھی اون کا کہنا رائیگان نہین جانے پاتا۔ اونھین بڑے عہدہ کی جگہہ ملتی ہے۔ وہ شان۔ راحت۔ اور اطمینان سے بسر کر سکتے ہین؛ اور وہ اپنی اولاد کے لئے اپنا ایک عمدہ نمونہ پیش کرتے ہین جسمانی

ورزش کا کھیل کھلے میدان میں کھیلنے کے لیے اگر تجھکو شرم آتی ہو تو کسی محفوظ مقام میں کوئی اور جسمانی قوت میں ترقی دینے والی ورزش کیا کر۔ لیکن اس طرح لاپروائی مت کیا کر۔ اور سستی سے کسی وقت نقصان نہیں ہونے سے اور توانا قوت وار بننے کے بغیر کوئی کام اچھی طرح انجام نہیں پا سکتا۔ کتابوں کے درس تدریس سے تو بظاہر جسم کے قوت وار ہونے کا کوئی تعلق نہیں نظر آتا ہے؟ لیکن جسمانی صحت جب تک ٹھیک نہو درس تدریس سے دست برداری کرنی پڑتی ہے، کسی کام کی خواہش نرہنا، اشتہا نہونا، بے چینی وغیرہ کے امراض اسی ناتوانی اور بیماری سے پیدا ہوتے ہیں۔ قوت اور توانائی سے ایک بھی برا نتیجہ نہیں پیدا ہوتا ہے بیجر محنت کہ جسم میں قوت آنے کے لئے ضروری ہے۔ ایسی مشقت کو کونسا عقلمند پسند نہیں کرے گا؟ ہم اپنی قوت کو کس قدر ترقی دے سکتے ہیں، ہم کس قدر چست چالاک بن سکتے ہیں، ہم میں کس قدر کمال پیدا ہو سکتا ہے ان امور کی نسبت غور کرکے جس نے کوشش نہیں کی، اور جس نے خود کو ناکارہ سمجھ لیا اوس کی زندگی محض بے کار ہے۔ اس لئے کہ چستی چالاکی، قوت وغیرہ یہ باتیں خود بخود نہیں پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اون کے لئے محنت و مشقت کی سخت ضرورت ہے۔ ''

سقراط کے چند سوال و جواب

جرات - اس صفت کا وجود فطرت انسان میں معمولی طور پر ہے -
یا جس طرح کہ انسان دوسرے فنون کو حاصل کرتا ہے اسی طرح جرات
سیکھتا ہے - اس کے متعلق سقراط کہتا ہے کہ جو اشخاص باوجود زیادہ
مشقت و محنت کرنے کے بھی تسکین نہیں پاتے - اور جن پر کہ مصائب
زیادہ ہوتے ہیں اور انہیں مصیبت مصیبت نہیں معلوم ہوتی اور جو لوگ کہ
بوجہ استقلال مصیبت کو بالکل ہیچ تصور کرتے ہیں - ان میں مادہ
جرات ایک معمولی طور پر ہوتا ہے چونکہ ایک ہی فرمانروا کے تابع یعنی ایک ہی
قانون کے زیر اثر ہونے اور ایک ہی رسم و رواج کے بموجب عمل کرنیوالے
سوسائٹی میں رہنے سے تمام لوگ مساوی طور پر جری نہیں ہوتے ہیں -
اس کی بھی یہی وجہ ہے ؟ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جرات گو ایک معمولی چیز ہے
مگر اس معمولی صفت میں تعلیم اور عادت سے اضافہ ہوتا ہے ؟ سیتھینس
اور گریسین لوگ تیر اور سپر لے کر سیتھینس والوں سے
کیوں نہیں مقابلہ کرتے ؟ اس طرح ان کے برعکس لیسی ڈے
مونیں لوگ بھی تیر و کمان لے کر ان سے کیوں نہیں مقابلہ کرتے ؟
یہی اصول کل امور میں عام طور پر پایا جاتا ہے - چند اشخاص کا رجحان

کسی بات کی جانب رہتا ہے تو چند کا دوسرے باتون کی جانب پایا جاتا ہے۔
جس کی طبیعت کا رجحان جس طرف ہوتا ہے۔ اوس بات مین مشق بہم پہنچانے
اور کوشش کرنے سے اوس مین اوس کو با ہر ہونے کی عزت حاصل ہوتی ہے
اس لئے اوس خدائے برتر نے مہربان ہوکر ہم مین جو صفت کہ ودیعت
فرمائی ہے اگر محنت و شفقت کر کے ہم اوس کو ترقی دین تو ضرور ہم کو اوس
سے نامور ی حاصل ہوگی۔ اگرچہ علم اور عمل مین فرق ہے؟ مگر میری سمجھ مین
نہین آتا۔ کیونکہ جب کسی اچھی بات کو کوئی سنتا ہے تو فوراً اوس کو قبول
کرتا ہے؛ اور جب کسی بات کو وہ خراب سمجھتا ہے اوسی وقت اوسکو
ترک کر دیتا ہے؟ اور یہی علم اور عمل ہے۔ میرا تو یہ خیال ہے۔"
کسی نے دریافت کیا کہ اچھا" ایک شخص ایسا ہے جس کو اس کا
علم ہے کہ فلان بات اچھی ہے۔ مگر باوجود علم کے وہ اس کے خلاف
عمل کرتا ہے۔ تو تم اوس کو دانشمند اور عمل کرنے والا کہوگے یا نہین؟"
سقراط" ہرگز وہ دانشمند اور عمل کرنے والا نہین ہو سکتا اور مین تو
اوس کو جاہل اور بیوقوف کہون گا۔ کیونکہ جو بات ممکنات سے ہے
اور اوس مین اپنا نفع ہے اور اس کا اوس کو علم ہے تو وہ تدبیر اور فکر
کر کے اپنے نفع کی بات کرنے مین ہرگز غلطی نکریگا۔ جس مین تدبیر اور فکر کا
مادہ نہین ہے وہ انسان تعلیم یافتہ اور منصف مزاج نہین ہے" یہ
ایک قاعدہ ہے۔ انصاف یا صفت حمیدہ کے تمام باتین نیک کامون

میں شمار ہو کر اوس کے کرنے والے کو معزز و ممتاز بناتے ہیں ۔ اور ان نیک کاموں کا جس کو ایک مرتبہ چسکا لگ جاتا ہے اوسے (امرت) آب حیات بھی لطیف نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن جو اشخاص کہ اس کی قدر جانتے ہین وہی اشخاص نیک کام نہیں کرتے اور اگر کوئی کوشش بھی کرتا ہے تو اصلی راہ بھول جاتا ہے۔ جو اس علم کی قیمت جانتے ہین وہی نیک کام کرتے ہین ۔ اور جب تک نیک کام میں نیک صفت موجود نہو وہ نیک کام نہیں ہو سکتا ہے ۔ دانائی اور جہالت مین اگرچہ باہم مخالفت ہے لیکن جہالت کو بیوقوفی نہیں کہہ سکتے ۔ اپنی ذاتی ناواقفیت سے جس بات سے کہ لاعلم ہین اوسکے متعلق یہ سمجھ لینا کہ ہم اوس سے آگاہ ہین بہت بڑا عیب ہے ۔ اور یہ کیفیت بیوقوفی کے مدارج مین دوم درجہ پر ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات کسی سے سرزد ہوجائے جیسے کہ اکثر اشخاص لاعلم ہین تو وحشی اشخاص اوس کو بیوقوف نہیں سمجھتے ۔ لیکن جن باتون کا علم عام طور پر ہر کس و ناکس کو ضروری رہتا ہے ۔ اگر اوس سے کوئی ناواقف رہے تو اوس کو ضرور بیوقوف سمجھتے ہین ‘‘

رشک کے متعلق سقراط کہتا ہے ’’رشک ایک نہایت تعجب انگیز شئے ہے کیونکہ یہ ایک روحانی رنج ہے ۔ اور یہ دوست کی مصیبت یا دشمن کے عروج سے نہیں پیدا ہوتا ہے بلکہ دوست کے عروج سے پیدا ہوتا ہے ۔ جو شخص کہ اپنے دوست کو خوش حالی مین نہیں دیکھ سکتا

وہ کامل طور پر رشک کرنے والا ہے۔،،

اسپر لوگون نے اعتراض کیا کہ ،، دوست کے عروج سے رنج کس طرح ہوگا ؟،،

سقراط نے کہا ،، اس قسم کے صدہا اشخاص مین تمہین دکھا سکتا ہون کہ جو اپنے دوست پر نہایت مہربان ہین اور جب دوست پر کوئی مصیبت آتے ہی اون کے رحم کا دریا اُمنڈ جاتا ہے اور اوس کو بے حد امداد دیتے ہین ۔ لیکن اون کے محبت کی منزل یہین تک ختم ہو کر رہ جاتی ہے دوست کو عروج پر دیکھتے ہی ایڑی کی آگ اون کے چوٹی تک پہونچ جاتی ہے! اور یہی رشک ہے ۔ بدخصائل اور بدباطن اشخاص کے خیال ہی مین رشک کی قیام گاہ ہے ۔ اور یہین رشک کو پناہ کی جگہہ ملتی ہے ۔ لیکن دانشمند اور نیک اشخاص رشک کو اپنے گرد آنے ہی نہین دیتے ۔،،

کاہلی کے متعلق سقراط کا بیان ہے کہ ،، اکثر لوگ کسی نہ کسی کام مین مصروف رہا کرتے ہین ۔ بعض کھیل کود مین بعض دوست احباب سے ہنسی مذاق کرنے مین اپنا وقت صرف کرتے ہین ۔ لیکن اس قسم کے آدمی کو مین کام کرنے والا نہین بلکہ کاہل سمجھتا ہون ۔ کیونکہ کارآمد کام چھوڑ کر جو لوگ ناکارہ کام مین اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہین ۔ اونھین مین مجرم سمجھتا ہون ۔ پس جن کو کام کرنے کی خواہش ہو اونکو چاہئے کہ وہ مفید کام اپنے لئے اختیار کرین ۔،،

- فرمانرواکے متعلق سقراط کہتا ہے کہ (عصاے شاہی اگرچہ ایک علامت شاہی ہے، لیکن اوس کو ہاتھ مین لینے سے) یا بلند طالع ہونے سے، یا عام کی راے اپنی جانب رجوع کر لینے سے یا ایک جماعت مین منتخب ہو جانے سے مکر و فریب اور ظلم و زیادتی کے قوت پر بر سر حکومت ہونے سے کوئی شخص اصلی اور سچا فرمانروا نہین ہو سکتا - اگرچہ فرمان برداری کرنا رعایا کا فرض ہے، لیکن حکومت کس طرح کرنا چاہیے جو اس فرض سے واقف ہے - وہی سچا فرمانروا ہے - دریائی سفر مین جہاز پر صدہا لوگ موجود رہتے ہین، لیکن حکومت کا اختیار صرف جہاز کے ناخدا (کپتان) کو رہتا ہے، اور مالک جہاز بھی اوس کے حکم کے بموجب عمل کرتا ہے - زراعت کے کامون کا بھی یہی حال ہے - مالک زراعت کے بہ نسبت اوس کے ملازم کو اگر فن زراعت مین زیادہ وقفیت ہے تو بیچارہ مالک بھی اپنے ملازم کی راے کے بموجب عمل کرتا ہے - علےٰ ہذا مریض حکیم کے راے سے، اور پہلوانی تعلیم پانے والے لڑکے اوستاد کی راے سے، سینے پرونے کے کامون کے متعلق دیکھا جاے تو اوس کے بارے مین بہ نسبت مرد کے مستورات کو زیادہ وقفیت رہتی ہے، مردون کو اس کام مین عورتون کی راے کے بموجب عمل کرنا ہوتا ہے - حاصل کلام یہ کہ جس کام سے ہم واقف ہین اوس کے ہم بادشاہ ہین، اور جس کام سے ہم کو وقفیت نہین ہے، اوس مین جس کو وقفیت ہوگی

اوسی کو ہمارا فرمانروا یا پیشوا کہنا چاہیئے۔ اور ہم اوس کے پاس رہ کر اوس کی رائے کے بموجب چلنا چاہیئے، اگر کوئی حاکم ظالم ہے۔ اور نیک نصایح کی پروا نہین کرتا۔ تو مین یہ کہتا ہون کہ، اوس کے بد روش کا تلخ ثمرہ اوس کو ضرور ملتا ہے۔ اچھے اور نیک نصیحت سے نفرت کرنا یہ بڑا گناہ ہے، اور یہ گناہ اوس کو ضرور نقصان پہونچاتا ہے۔ اگر یہہ خیال ہے کہ اپنی سلطنت مین کے لایق لوگون کو قتل یا اخراج کرانے والے جابر حکمران کا کچہہ بھی نقصان نہین ہوتا۔ کیونکہ لایق اشخاص حکمران کے مدد و معاون اور پشت پناہ اور محافظ ہوتے ہین۔ جب اونکا وجود مٹ جاتا ہے تو کچھ معمولی نقصان نہین ہوتا اور وہ تھوڑے تھوڑے سزا پانے سے پورے تدارک کو نہین پہونچتا۔ بلکہ اسطرح کے مظالم سے جو موت کہ اوس کو کل آنے والی ہے وہ آج ہی آجائیگی،،

کسی نے سقراط سے یہ سوال کیا کہ انسان کو کس قسم کی عادت کا عادی ہونا چاہیئے۔ سقراط نے جواب دیا کہ،، اوس کو کسی نیک کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔،،

اوس سے ایک دوسرے شخص نے دریافت کیا کہ،، کیا نیک کام کی عادت کرنے سے انسان خوش نصیب ہوتا ہے؟،،

سقراط،، جس شخص کو ہر ایک چیز بغیر مشقت کے حسب دلخواہ حاصل ہوتی ہے وہی خوش نصیب ہے، اور جس کو نہایت مشقت سے

حاصل ہوتی ہے وہ اوس کے مشقت کا نتیجہ ہے! عادت اور مقدر ہردو جداگانہ امور ہیں۔ اور ان کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔ جو انسان کسی کام کو اچھی طرح کرنے کا عادی ہوتا ہے وہ اکثر ناکامیاب نہیں ہوتا۔ اور اسوجہ سے وہ انسان اور خدا سے برتر کا عزیز ہے۔ علم ریاضی علم حکمت، علم سیاست، وغیرہ میں کمال حاصل کرنے والے لوگ اس قسم کے ہیں۔ انسان کو ہر ایک باتیں اسیطرح عادت کرنا چاہیئے، جو شخص کسی ایک بات میں بھی کامل طور پر مہارت نہیں رکھتا وہ انسان، اور یزدان دونوں کے پاس عزیز نہیں بن سکتا!

سقراط کا انصاف کے متعلق خیال

سقراط۔ عدل کے متعلق صرف راے ہی نہیں دیتا تھا بلکہ عام اور خانگی معاملات میں خود بھی عادل اور انصاف پسند تھا۔ ہر انسان سے کارآمد ہونا حاکم عدالت کے حکم کو ماننا، اور قانون کے بموجب عمل رکھنا۔ اس کو وہ اپنا فرض جانتا تھا، اور اوس کو وہ جایز طور پر بجا لاتا تھا۔ اسی وجہ سے عام لوگوں میں اوس کی شہرت تھی صدہا لوگوں کی کوشش سے عدالت کے میر مجلسی کے عہدہ پر سقراط کا تقرر ہونے کے بعد اس عہدہ سے ہونے والی تکالیف کی کوئی پرواہ کرکے مرجوعہ مقدمات کے حسب ضابطہ

فیصلہ جات مین انصافانہ طرز سے اوس کی عجیب و غریب دانشمندی ظاہر ہوتی تھی - عدل کے معاملہ مین لوگون کی ناجائز کوششون کی کچھ بھی پروا نہین کرتا تھا - صرف یہی نہین، بلکہ دیگر اراکین مجلس اگر اس کو انصاف کے خلاف عمل کرنے کے لئے کہتے تو وہ اون کے کہنے کی کچھ بھی پروا نہین کرتا تھا اُس زمانہ کے حاکم عدالت کا قاعدہ تھا کہ مجرم کو گرفتار کر کے حاضر کرنے کے لئے باشندگان شہر کو حکم دیا کرتے تھے ایک مرتبہ سقراط کے متعلق بھی اسی قسم کا حکم ہوا - لیکن اُس نے خیال کیا کہ یہ حکم انصاف کے خلاف ہے لیکن جو اون سے گفتگو کرنے کے بارے مین اون کا جو امتناعی حکم تھا - اوس نے اوس کو مطلق نہین مانا - اور مجرم کی حیثیت سے جسوقت اوس کو عدالت کے روبرو پیش کیا گیا - اوسوقت دوسرے مجرمون کی طرح اگر وہ بھی حاکم عدالت کی منت و سماجت کرتا - جی سرکار تقصیر اور خداوند کہہ کر جرم کا اقبال کر کے عفو کا خواستگار ہوتا تو خلاف منشار قانون اوسیوقت وہ الزام سے بری ہو جاتا - لیکن منصف مزاج سقراط نے مذکورۂ بالا جملون مین سے ایک بھی نہین کہا - خلاف قانون عمل کر کے زندہ رہنے کے بہ نسبت قانون کی رو سے بذریعہ انصاف مرنا اوس کو بھلا معلوم ہوتا تھا - قدرے خوشامد کرنے کے بارے مین اوسکے کئے دوست احباب اوس سے رد و قدح کرنے کی غرض سے اوس کے پاس آئے تھے - لیکن اس بارہ مین اوس نے اون کو صاف طور پر

جواب دیا کہ یہ ذلیل طریقہ مجھکو مطلق پسند نہین ہے۔"

سقراط سے انصاف کے متعلق ہی پی یس نے جو گفتگو کی تھی اوس کو یہان لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

ہی پی یس اتھنس سے واپسی کے ایک عرصہ دراز کے بعد سقراط کو اوس سے چند اشخاص گفتگو کرتے ہوئے پایا اوس وقت سقراط اُن سے کہہ رہا تھا "بھائیو تم کو کسی تجارت کے متعلق تعلیم دینے والے معلم یا تمہارے گھوڑے کو مختلف چالین سکھلانے والے چابک سوار جس قدر چاہین میسر آسکین گے، لیکن تمہاری ذات یا تمہاری اولاد یا منجملہ خاندان کے کسی کو نیک چلن بننا مقصود ہو تو اوس کے معلم بہت کمیاب ہین!"

ہی پی یس نے اِس کو سُن کر مذاقاً کہا کہ "مین ایک عرصہ دراز کے قبل تمہاری زبان سے جو باتین سن چکا تھا ابتک اُن ہی باتون کو تم لوگون سے بیان کرتے ہو!"

سقراط "ہان، ہان وہی باتین اور وہی مضمون لیکن ہی پی یس تم تو عالم ہو پھر کیا تم ایک ہی مضمون پر متعدد تقریرین نہین کیا کرتے؟"

ہی پی یس "ہان ایک ہی مضمون پر نئے نئے تقریرین کرنیکی مین کوشش کیا کرتا ہون۔"

سقراط ،، کیا یہ ممکن ہے ؟ فرض کرو کہ میرے نام مین کتنے اور کونسے حرف ہین ، اگر یہ بیان کرنا ہے تو کیا تم اوس کو ہر مرتبہ بدل بدلکر بیان کروگے ۔ اور اگر کوئی تم سے دو تین مرتبہ سوال کرے کہ پانچ دو نے کتنے ، تو تم ہر وقت سوائے دس کے اور کچھ جواب دیسکتے ہو ؟ ،،

ہی پی یس ،، مجھکو اقبال ہے کہ ایسے مضامین کے متعلق مجھکو بھی تمہاری طرح بیان کرنا ہوگا ، لیکن مضمون عدل پر مین کچھ اس قسم کے نئے نئے باتین بیان کرونگا کہ ، اوس پر تم کو یا کسی اور کو کچھ بھی الزام دینے کا موقع نہ ملے گا ؟ ،،

سقراط ،، اے خدا ! یہ کس قدر زبردست پاسداری ہے ! کہ کچھ بھی الزام کا موقع نہ آئے گا ۔ ہی پی یس فی الحقیقت تم نے تو بہت ہی بڑا عجیب و غریب پتہ چلایا ہے ۔ اس کے متعلق تم کو چاہئے کہ اپنے آپ کو قابل آفرین سمجھو ۔ اجی جناب ! اگر عدل کے بارے مین مورد الزام نہ بننے کے قابل تمہارا ایک ہی اصول ہے ، تو آئندہ چلکر عدالت کے منصفون مین اختلاف رائے ہونے کی کوئی وجہ باقی نرہے گی ۔ لوگون مین جھگڑے فساد نہون گے ، عدالت مین استغاثے داخل نہ ہونگے سرکار کے خلاف جزئیات پیدا ہوکر طوائف الملوکی نہ پھیلیگی ، ایک دوسری سلطنت مین باہم جنگ و جدال کی نوبت نہ آئے گی ۔ ہی پی یس ! مہربانی فرماکر تم اپنے اس بے نظیر اصول کو بیان ہی کردو ۔ اُس کو سنے بغیر

مین تم کو بچانے نہ دونگا۔!،،

ہی پی لیس ،، اس کے متعلق تمہارے کیا خیالات ہین بغیر اس سے آگاہ ہونے کے مین اپنے اصول کو تم سے ہرگز بیان نکرونگا۔ لوگون سے بذریعہ سوالات نفس معاملہ کو دریافت کر کے اون کی رائے کو مٹا دینا بعد ازان حسب دلخواہ اونکی ہنسی مذاق اوڑاتے رہنا، اور جس وقت کہ اپنی رائے کے وجوہات بیان کرنے کا موقع ہو۔ اوس کو کسی سے بیان نکر کے ٹال جانا۔ تمہارے اس طریقہ سے مین مدت سے واقف ہون۔،،

سقراط ،، انصاف کے جو باتین ہین اوس کو تو مین ہمیشہ آپ کے روبرو ظاہر کرتا ہون مگر پھر بھی تم یہ عجیب الزام مجھ پر عاید کرتے ہو۔،،

ہی پی لیس ،، تم اوسے دنیا کے روبرو ظاہر کرتا ؟ اچھا وہ کس طرح ؟،،

سقراط ،، اگر الفاظ سے نہو سکے تو افعال سے ہی ظاہر کرتا ہون۔ اور کیا الفاظ کے بہ نسبت افعال زاید اعتبار کے قابل نہین ہین ؟،،

ہی پی لیس ،، افعال کی وقعت زیادہ بڑہی ہوئی ہوتی ہے۔ مکارانہ گفتگو کر کے قصایون کا فعل کرنے والے لوگ دنیا مین کثرت سے موجود ہین، صرف اسی قدر نہین بلکہ جو نصایح کہ انصاف کے متعلق ہون اوس کو بڑی ہمدردی سے سن کر اوس کے خلاف عمل کرنے والے لوگون کی تعداد دنیا مین کچھ کم نہین ہے۔ جن کا ہر ایک فعل بہتر اور جنہون نے عمر بھر مین کوئی کام انصاف کے خلاف نہین کیا ہے! وہی اعلے پایہ کے منصف شمار

کئے جاتے ہیں، اون کی نسبت تو ہرگز اس طرح نہیں کہا جا سکیگا۔؟،،
سقراط،، میں نے کب کسی کو مخالفت سے سزا دی؟ کس میں مخالفت پیدا کرا دی؟ کب سلطنت میں شور و فساد برپا کرا دیا؟ کب میں نے کوئی کام انصاف کے خلاف کیا۔؟،،
ہی پی یس،، نہیں! نہیں!! ایسا تو میں نے آپ کو ہرگز نہیں پایا،،
سقراط،، پھر؟ ہی پی یس جو انصاف کے خلاف عمل نہیں کرتا اوس کو منصف مزاج کہنے میں کونسا امر مانع ہے؟؟،،
ہی پی یس،، صاف الفاظ میں عدل کی تشریح بیان کرنے کا آپکا ارادہ نہیں پایا جاتا ہے، منصف مزاج لوگ کونسی بات نہیں کرتے اسکو تو آپ نے بیان کیا، لیکن وہ کیا کرتے ہیں اس کی نسبت تو آپ نے کچھ بھی نہیں بیان کیا۔،،
سقراط،، منصف مزاج شخص کو ظلم سے نفرت رہتی ہے، اور میں نے اپنی گفتگو میں اس کی صراحت کر دی ہے۔ اگر اس صراحت سے تمہاری تشفی نہیں ہوئی تو سمجھو کہ، قانون کی پابندی کرنا عدل ہے۔،،
ہی پی یس،، قانون کی پابندی کرنا انصاف ہے۔ یہ بات پوری طور پر میرے ذہن میں نہیں آئی۔،،
سقراط،، کیا تم قانون سے واقف نہیں ہو؟؟،،
ہی پی یس،، ہاں، قانون یعنی غلبہ آرا کے رائے سے قرار پائے ہوئے

قواعد۔ ؟؟

سقراط ""اس قواعد کو جو مانتا ہے، قانون کی پابندی کرنے والا، اور جو اوس کو نہیں مانتا ہے وہ قانون کے خلاف کرنے والا ہے، حاصل کلام اس قانون کی پابندی کرنے والے کا عمل انصاف کا ہے، اور اوس کے خلاف ورزی کرنے والا غیر منصف ہے۔ ؟؟

ہی پیس "" لیکن خود قانون کو وضع کرنے والے ہی اگر اپنے ترتیب دیئے ہوئے قانون کو بدلتے اور ترمیم کرتے، ورمنسوخ کرتے، اور جدید ترتیب دیتے رہتے ہیں، تو پھر ایسے قانون کی پابندی کرنا کیسے بہتر ہے ""

سقراط "" قانون میں رد و بدل ہونے سے اوس کی پابندی کرنیوالے کو الزام دینا ایسا ہے جیسے جنگ کے آخر میں صلح ہونے کے احتمال سے ملک کے لئے جنگ وجدال کرکے اپنی جان گنوانے والے بہادرون کو الزام دینا۔ لائکرگس اگر باشندگان ملک اسپارٹا کو قانون کی پابندی کرنے کے اصول اچھی طرح تعلیم نہ دیتا تو سلطنت اسپارٹا دوسری سلطنتون کے بہ نسبت یقیناً اس قدر بہتر نہ بنتی، قانون کی پابندی کرنے والی سلطنت امن کے زمانہ میں آرام سے رہتی ہے، اور جنگ کے موقع پر فتح یاب ہوتی ہے۔ اور فرسیس اور دور اندیش اراکین سلطنت اپنی سلطنت کے باشندون کو قانون کی پابندی کرانے کی نسبت کوشش کیا کرتے ہین۔ اس کے سوا، تم واقف ہی ہو کہ اتفاق راحت حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ

اتفاق قایم کرنے کی دنیا میں تمام لوگون کو ہمیشہ کوشش رہتی ہے، گریس کے علاقہ میں رہنے والے لوگون کو حلف کرنا ہوتا ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا فساد نہیں کرینگے۔ اور اتفاق سے رہیں گے، اتفاق سے رہنے کے بارے میں اون پر جو سختی ہے، وہ ایسی نہیں ہے کہ وہ صرف ایک ہی کمپنی کا تماشہ دیکھیں، ایک ہی قسم کے باجے سنیں، فلان شاعر کا ہی دیوان پڑھیں، یا تفریح کے فلان ہی کھیل کو پسند کریں، ایسا نہیں بلکہ اپنے ملک کو راحت پہونچانے اور اوس کو دشمن سے محفوظ کرنے کے بارے میں وہ اتفاق سے اپنے ملک کے قانون کی پابندی کریں ایسا اتفاق ہی سلطنت اور خاندان کی راحت کا خاص ذریعہ ہے، قانون کے حکم کی پابندی کرنا خانگی کاروبار میں مفید ہے، سزا سے بچنے یا انعام حاصل کرنے کے لئے اس کے مانند یقینًا کوئی اور ذریعہ نہیں ہوسکتا، جو قانون کی پابندی کرنیوالا ہے اُس کو اپنا مال و متاع یا اولاد وغیرہ حوالہ کرنا کیا زیادہ حفاظت نہیں ہے؟ بلکہ قانون کی پابندی کرنے والے کا ہی زیادہ مرہون منت رہتا ہے، قانون کی پابندی کرنے والے کو ہی رفاہ عام کے کام تفویض کئے جاتے ہیں، اور واجب العزت خطابات بھی قانون کے پابندی کرنے والے کو ہی دئے جاتے ہیں۔ والدین۔ عزیز۔ اقارب۔ ملازم دوست احباب گاؤن والون اور اپنے مہمانون کے فرائض قانون کے پابندی کرنے والے کی سوا عمدگی سے اور کون بجالانے کے قابل ہوتا ہے؟ جس وقت کہ جنگ جاری

توصلح کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے اوس جنگ کو توڑنے وقت کے لئے موقوف رکھنا ضرور ہوتا ہے۔ اوس وقت کس کے اعتماد پر توقف کیا جاتا ہے ؟ صلح بھی کس کے اعتماد پر کی جاتی ہے ! قانون کی پابندی کرنے والے اور انصاف سے عمل کرنے والے کے ہی اعتماد پر نہ ؟ احسان کا بدلہ تو قانون کی پابندی کرنے والا ہی احسان سے ادا کر سکتا ہے۔ جس وقت کہ لوگون کو احسان کے بدلے کی نسبت اطمینان ہو جائے تو وہ نہایت مستعدی سے احسان کرینگے یا نہین ؟ لوگ جس کی بہبودی کے خواستگار ہوں اور جس کی خرابی نہ چاہتے ہون۔ اور عام لوگ جس سے مخالفت نکرکے دوستی پیدا کرنے کے خواہشمند ہون وہ شخص قانون کی پابندی کرنے والا ہے یا نہین ؟ ہی پی لیس ! قانون کی پابندی کرنے کے بہت فوائد ہین، قانون کی پابندی کرنا انصاف کی ساتھ برتاؤ کرنا ہے، اس کے خلاف اب اگر تمھاری کوئی رائے ہو تو اوسکو بیان کر دیجیئے ؟ ،،

ہی پی لیس ،، عدل کے متعلق تو تمہارا خیال میری رائے سے بالکل ملتا جلتا ہے۔ ،،

سقراط ،، بعض ایسے بھی فوائد ہین۔ جو اب تک تحریر نہین کئے گئے۔ کیا تم اون سے واقف ہو ؟ ،،

ہی پی لیس ،، جن قاعدون کی کہ، دنیا کے تمام لوگ پابندی

کرتے ہین کیا وہ بھی اس قسم کے ہین ؟ ""

سقراط "" اون قواعد کو دنیا کے تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوکر اتفاق رائے سے منظور کرچکے ہوتے ہین کیا تمہارا یہ خیال ہے ؟ ""

ہی پی سیس "" نہین ! یہ تو مطلق ممکنات سے نہین بھلا تمام دنیا کے لوگ ایک جگہ کس طرح جمع ہوسکین گے ؟ اور اون کی زبان ایک دوسرے کے سمجھہ ین آنکر وہ اوس قواعد کو کس طرح منظور کرینگے ؟ ""

سقراط "" پھر اون قواعد کو کس نے بنایا ہے ؟ اس کے متعلق تمہارا خیال کیا ہے - ""

ہی پی سیس "" اوس کو تو وضع دینے والا خدا ہی ہونا چاہیے - کیونکہ خدا کی عبادت اور ثناخوانی کرنا اور اپنے بزرگون اور والدین کی عزت ووقعت کرنا ، یہ اوسی کے ہی احکام ہین - ""

سقراط "" خدا اور انسان کے ترتیب دیے ہوئے قانون مین صرف اس قدر فرق ہے کہ ، خدا کے قانون کے خلاف عمل کرنیوالے کو یقیناً سزا ملتی ہے ، اور انسان کے ترتیب دیے ہوئے قانون کے خلاف عمل کرنے والا روپوش رہکر - رشوت - سفارش - دباو - اعلے درجہ کے وکلا کے نکات یا چال بازی سے اپنی بات کو صحیح ثابت کرکے جرم کی سزا پانے سے بچ سکتا ہے -

ہی پی سیس "" اب تم یہ بیان کرو کہ ، احسان کا بدلہ احسان سے

کرنا چاہیے، کیا یہ قانون خدا کا ہی ترتیب دیا ہوا ہے یا نہیں۔؟"

ہپی پی ایس "یہ قانون خدا ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے، لیکن اکثر لوگ اس قانون کے خلاف عمل کرتے ہیں، سقراط تمہارے خیال کے بموجب اونھیں سزا مل چکی ہو ایسا تو کہیں ظاہر نہیں ہوا۔"

سقراط "کیون نہیں، اس طرح کیون کہتے ہو؟ اونھیں بالکل مناسب سزا ملتی ہے۔ اون کے دوست احباب اون کو ترک کر دیتے ہین، اون سے نفرت کرتے ہین اور اون کو اون کے پیچھے پیچھے دوڑتے پھرنے کی نوبت آتی ہے۔ ضرورت کے وقت جو احسان کرتا ہے وہی نیک دوست ہے۔ ضرورت کے وقت احسان کرنا تو درکنار، لیکن کئے ہوئے احسان کا بدلہ احسان سے نکر کے اولٹے نقصان رسانی کرنے والے کو تم کیا کہو گے؟ ایسے آدمی سے کوئی دوستی بھی کرے گا؟ دوست نہونے سے اپنے مخالف کے پیچھے کتے کی طرح دوڑتے پھرنا کیا یہ کچھ کم سزا ہے؟"

ہپی پی ایس "ہے تو صحیح بات! جو خلاف قانون عمل کرے اوس کو سزا کا ملنا بالکل لازمی ہے، ایسا قانون ترتیب دینے کے لئے کیا سوائے خدا کے اور کسی مین بھی قدرت موجود ہے؟"

سقراط "خدا کے قواعد کو کیا تم انصاف کے خلاف سمجھتے ہو؟"

ہپی پی ایس "نہین! نہین!! ہرگز نہین۔ میرا خیال اوس کے

بالکل برعکس ہے۔ مین خیال کرتا ہون یہ ممکن نہین کہ خدا کی قوانین انصاف انسان بنا سکے ہے؟؟

سقراط ،، اگر یہ بات ہے تو قانون کی پابندی کرنا یعنے انصاف کے ساتھ عمل رکھنا یہ خدا کو بھی مقبول ہوتا ہے ، اور یہ بات ماننے کے لئے کونسا امر مانع ہے۔؟؟

حسن اور خوبی مین فرق

ارسٹی پس نے جب خیال کیا کہ سقراط مجھکو لاجواب کر دیتا ہے؛ تو اُس نے بدلہ لینے کے ارادے سے اوس کو مغالطہ دیکر ایک سوال کر دیا، سقراط نے کہا کہ گفتگو سے میری غایت صرف یہی ہوتی ہے کہ اپنے سامعین کی بہبودی ہو، بعد ازان اوس نے ارسٹی پس کے سوال کا جواب نہایت خوبی سے دیا،

ارسٹی پس نے جو سوال کہ سقراط سے کیا وہ یہ تھا کہ ،، کیا تم اس سے واقف ہو کہ دنیا مین کونسی چیز بہتر ہے ؟،، اگر سقراط اس کے جواب مین کہتا، گوشت، شراب، دولت، ثروت، قوت، دلیری، صحت یہ تمام چیزین بہتر ہین۔ تو اوس کے بارے مین ارسٹی پس نے سوچ رکھا تھا کہ یہ چیزین چونکہ خراب ہین مین اس کو ثابت کر کے سقراط کی فضیحت کرونگا۔

لیکن سقراط نے جواب نہ دیتے ہوئے اوس سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے سوال کا یہ منشاء ہے کہ "بخار آجائے تو کونسی چیز بہتر ہے؟ یا آنکھین آجائے تو کونسی چیز بہتر ہے؟"

ارسٹی پس "مجھکو ان دونون کے جواب کی ضرورت نہین ہے۔"

سقراط "پھر کیا کہ اشتہا مین کونسی چیز بہتر ہے" اس کا جواب ہونا چاہیئے؟"

ارسٹی پس "نہین، نہین! اس کی مطلق ضرورت نہین"

سقراط "پھر کیا جو بات کسی کے لئے اچھی نہین ہے اوس کے لئے کونسی بات بہتر ہوگی، اس سوال کا جواب ہونا چاہیئے؟ اگر یہی بات ہے تو مجھکو اس قسم کی کوئی بات بالکل معلوم نہین! اور اگر دنیا مین ایسی کوئی بات ہوگی تو اوس کی مجھکو ضرورت نہین ہے۔"

ارسٹی پس "اسنے اس گفتگو کو یہان ختم کرکے اوس سے یہ سوال کیا کہ حسین کونسی چیز ہے؟"

سقراط "صدہا حسین چیزون سے مین واقف ہون۔"

ارسٹی پس "کیا وہ تمام مساوی ہین یا ونمین کچھ فرق ہے؟"

سقراط "بالکل مساوی نہین ہین، بلکہ وہ بالکل ایک دوسرے سے جداگانہ ہین۔"

ارسٹی پس "اگر وہ چیزین حسین ہین تو وہ ایک دوسرے سے

مختلف کس طرح ہو سکتے ہین۔"

سقراط "اس مین تعجب خیز کوئی بات نہین۔ یہ تو دنیا مین ہمیشہ مشاہدہ مین آنے والی ایک معمولی بات ہے۔ دوڑنے والے کے جسم کی جو خوبصورتی ہوتی ہے۔ وہ کشتی لڑنے والے کے جسم کے بہ نسبت جداگانہ ہوتی ہے۔ ایک شخص پر جو چیز خوبصورت معلوم ہو یہ ضرور نہین کہ وہی چیز دوسرے شخص پر بھی خوبصورت معلوم ہوئی ہو۔ بھالا ہلکا اور قابو کا ہوگا تو وہ خوبصورت ہے لیکن اوس کی خوبصورتی اوس کے ہلانے والے پر منحصر ہے" اور اسی طرح تمامی باتون مین فرق ہے۔"

ارسٹی لپس "عمدہ بات کونسی ہے جب مین نے تم سے یہ سوال کیا تو تم نے جواب دیا علےٰ ہذا اس سوال کا بھی جواب دو!"

سقراط "خوبی اور حسن یہ دونون جداگانہ صفات ہین" کیا تم یہ خیال کرتے ہو؟ کہ حسن اور خوبی ان دونون کے معنی ایک ہی ہین۔ !حسن اور خوبی یہ دونون صفتین جس انسان مین پائی جاتے ہین اوسی کی ہم عزت و وقعت کرتے ہین۔ اپنی جسمانی حالت کی نسبت غور کیا جائے تو وہان بھی حسن اور خوبی کی ایک ہی غرض پائی جائے گی! دنیا کے کارآمد چیزین جس کام کے لیئے کارآمد ہین؟ اوس کام کے لیئے ہین اور وہ اچھے یا خوبصورت کہلاتے ہین۔"

ارسٹی لپس "تمہارے اس قسم کے خیال کے بموجب گوبر اور

غلاظت اوٹھانے کے ٹوکرون کو بھی خوبصورت کہنا چاہیئے۔"

سقراط"۔ بیشک! اوس کام کے لئے وہ مناسب اور موزون ہون گے تو بیشک وہ بھی خوبصورت ہین! اوراس کے برعکس طلائی ہڈک موزون نہین ہے تو پہننے والے کے لئے خراب۔"

ارسٹی پس" ایک ہی چیز کیا اچھی اور بری ہوسکتی ہے؟"

سقراط" ہان! ہوسکتی ہے! جس کو اشتہا ہوچکی ہوگی اوس کے لئے جو چیز بہتر ہے وہ بخار مین مبتلا شدہ کو خراب" اور کُشتی لڑتے وقت جو چیز بہتر ہے وہ دوڑتے وقت خراب ہے! غرض کہ جس کام کے لئے جو چیز کارآمد یا موزون معلوم دیتی ہے اوس کام کے لئے وہ بہتر اور خوبصورت ہے" اور جس کام کے لئے جو چیز ناکارہ اور غیر موزون ہے اوس کام کے لئے وہ خراب اور بدوضع ہے۔ موسم گرما مین خنک اور موسم سرما مین حرارت آمیز راحت بخش اور کارآمد جو مکانات ہون گے وہی سچے خوبصورت اور اچھے مکانات کہلاتے ہین۔ تنہائی مین خدا کی عبادت کرنے مین دلکو نہایت اطمینان ہوتا ہے اس لئے آبادی کے بہ نسبت اوس سے فاصلہ والی عبادتگاہ خوبصورت ہے۔"

سقراط" کے اس خوبی کے ساتھ جواب دینے سے ارسٹی پس کے بدلہ لینے کی خواہش پوری نہین ہوسکی۔"

خدا کے ہستی کی بحث

علاقہ گرسیس کے لوگ اوس زمانہ مین دیوتا کے تام قربانی چڑہانا، اونکی عبادت کرنا، اور معتقدین کے زبان سے اوس دیوتا کی خواہش سے واقف ہوکر اوس کے بموجب عمل کرنا ہی خاص دینی فرض سمجھا کرتے تھے، اری سٹوڈیمیس نامی ایک بڑا متمول شخص مذکور الصدر فرائض نہین بجالاتا تھا، اور وہ صرف اسی پر اکتفا نہین کرتا تھا بلکہ اوس کے بجالانے والے کا مذاق بھی اوڑاتا تھا، سقراط کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اُس نے ایک روز اوس سے ملکر یہ سوال کیا کہ ،، فطرتی صفت جس کی تم تعریف کیا کرتے ہو کیا فطرتی صفت والے کچھ اشخاص موجود ہین۔ ،،

اری سٹوڈیمیس ،، ہان ، ایسے لوگ موجود ہین۔ ،،

سقراط ،، مہربانی فرما کر تم اون کے نام تو بیان کرو۔ ! ،،

اری سٹوڈیمیس ،، ہومر شاعر یہ قدیم زمانہ کے ہین اس لئے مین اوس کی تعریف کرتا ہون۔ سوفوکلیس یہ رنج آمیز نقلین لکھنے مین اپنا آپ نظیر ہے۔ اس لئے مین پسند کرتا ہون۔ پولی کلٹس بہت عمدہ بُت تراش ہے اس لئے مین اوس کی تعریف کرتا ہون، اور جھیسل عمدہ مصور ہے اس لئے مین اوس کو چاہتا ہون۔ ،،

سقراط "جس بُت تراش کا بُت روح موجود نہونے سے حس و حرکت کرنے کے ناقابل ہو، اس قسم کے بت تراش کے بہ نسبت اوس بُت تراش کی جس کے بُت مین حس و حرکت اور نیک و بد کی تمیز موجود ہو۔ ثنا و صفت اور عزت اور وقعت بجالانے کے لیئے آمادہ ہو یا نہین ہو؟"

ارِی سٹوڈیمس "بیشک لیکن ایسے بُت معمولی طریقہ سی نہین بن سکتے ہین، اگر کوئی اس قسم کے جاندار اور سمجھ دار بُت کو سوچ سمجھکر اور اپنی قابلیت صرف کر کے بنائے گا تو فی الحقیقت وہ زاید واجب العزت بنے گا۔"

سقراط "دنیا مین دو قسم کے چیزین مشاہدہ مین آتے ہین۔ اونمین بعض اس قسم کے ہوتے ہین کہ، اوس کو دیکھنے کے ساتھ ہی یہ سمجھ مین آجاتا ہے کہ وہ فلان فلان کام کے غرض سے پیدا کیئے گئے ہین، پھر تم مجھ سے بیان کرو کہ، منجملہ اون کے خاص طور پر کونسے چیزین پیدا کیئے گئے ہین۔"

ارِی سٹوڈیمس "مشاہدہ مین آنے کے ساتھ جو چیزین کہ اچھے اور کارآمد ہم کو پائے جاتے ہین وہی چیزین غور کے ساتھ بنائے گئے ہین یہ سمجھ لینا زاید مُدلل ہے۔"

سقراط "انسان کو پیدا کرنے والے نے جو چیزین کہ اوس کے پاس آنے والی ہیت اون کو مختلف طریقہ سے قبول کرنے کے قابل اوس کو اعضا

عطا کیئے ہین نظر آنے والے چیزون کو انسان آنکھہ سے دیکھتا ہے، اور
آواز کو کان سے سنتا ہے، اگر قوت شامہ نہوتی تو خوشبو سے حاصل
ہونے والی مسرت ہم کو کس طرح حاصل ہوتی؟ اگر زبان نہ ہو تو مختلف
چیزون کے ذائقہ سے جو لطف حاصل ہوتا ہے اوس کا ہم کو کیسے حظ
مل سکتا ہے؟ جب یہ بات ہے تو اس قسم کے کارآمد اعضاء پیدا کرنیوالے
کی دانشمندی اور اوس کے دور اندیشی کے ثبوت تم کو کیون نہین
معلوم ہوتے؟ آنکھہ منجملہ ہمارے دیگر اعضاء کے ایک نہایت نازک
عضو ہے، جس وقت کہ یہ بات ذہن مین آتی ہے کہ عمدگی کے ساتھ
اوس کی حفاظت ہونا چاہیے تو جسوقت دیکھنے کی ضرورت ہو اوسوقت
کھلنے والے اور جب آرام کی ضرورت ہو خود بخود بند ہونے والے پلکون
کے جیسے سرپوش پیدا کرنے والے کی کس قدر دانشمندی کی تعریف
کرنا چاہیے؟ ہوا کے طوفان کے موقع پر گرد و غبار کے بالکل باریک سے
باریک ذرہ آنکھہ مین داخل ہونے کے لیے جس نے پلکونکے باریک بالونکی
چلمن بنائی ہو، اور پانی کے قطرے آنکھہ مین داخل ہو کر تکلیف نہ ہونے کے
لئے ابرو کو بنایا ہو اوس کے بنانیوالے کی کس قدر فراست ماننا چاہیئے، حالانکہ اقسام کے
آواز ہوتی رہتی ہین، مگر منجملہ اونکے جس کی کہ ہمکو خاص ضرورت ہے اوسکے سننے کے قابل کانون
کی ترتیب دینے والے کی دانشمندی کیا زاید بیان کرنیکے قابل نہین ہے؟ تمام جاندارون کے
سامنے کے دانت غذا کے ٹکڑے کرنیکے قابل اور باقی کے دانت غذا کو چبا کر کھانے کے

قابل بناتے ہین ؟ اور اوس کے کھانے کے قبل وہ اچھی ہے یا نہین ؟ علےٰ ہذا اوس کو کسی قسم کی بو تو نہین آتی ہے اس سے واقف ہونے کی غرض سے ہی آنکھ اور ناک کو منھ کے نہایت قریب ہی ترتیب دینے والے کی صفت کیا کچھ معمولی ہے ؟ حاصل کلام ؟ یہ تمام چیزین جو اس قدر ترتیب کے ساتھ اور نہایت فکر سے بنائے گئے ہون۔ اوس کے متعلق کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ خود بخود بن گئے ہون گے ؟؟

ارسی ستوڈیمس ،، نہین ؟ مین تو ہرگز ایسا نہین خیال کرتا بلکہ اسکے متعلق جس قدر زاید غور کیا جائے اوسی قدر نیت کے جاندار بنانے پر محنت کرنے والے عجیب و غریب صناع کے نسبت زاید عمدہ اور نیک خیال پیدا ہوتے ہین۔ ،،

سقراط ،، آیندہ چلکر اوس صناع حقیقی نے تمام جانداروں کی نسل کا سلسلہ نہ مٹے۔ اس لیئے اون کے نسل کی ترقی کرنے کا خیال رکھا ہے ؟ اور بچون کی پرورش ہو اس لئے والدین کے دلین اون کی نسبت اوس نے جو عجیب و غریب محبت پیدا کردی ہے ؟ اور زندہ رہنے کی محبت اور مرنے کے خوف کو جو اوس نے ہر ذی روح کے دلین پیدا کر دیا ہے ؟ اوس کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ؟ ،،

ارسی ستوڈیمس ،، تمام ذی روح کے بقائے نسل کا سلسلہ قایم رکھنے کی غرض سے اوس نے ان باتون کو خاص طور پر پیدا کر دیا ہوگا ؟

میرا تو یہی خیال ہے۔"

سقراط "واجبی ہے، صرف اتنا ہی خیال کافی نہین ہے! بلکہ تمام محیط دنیا مین موجود رہنے والی لاتعداد مٹی، اور دریائے زخار مین رہنے والا بے انتہا پانی، آفتاب ماہتاب وغیرہ سیارون مین نظر آنے والی تیز روشنی، ان تمام عناصر کے نہایت ہی خفیف حصہ سے جاندار کا جسم بنایا گیا ہے۔ اوس جسم کو جس طرح ان عناصر کے ذخیرہ کا حصہ مل چکا ہے، اسیطرح اون کے معلومات کو ایسے مقام پر رہنے والے معلومات کے ذخیرہ مین سے حصہ ملا ہوگا جس سے ہم بے خبر ہین، یہ تمام اجزا وسیع مقدار مین ہوکر کل دنیا کا سلسلہ جاری ہے، مگر کیا وہ اجزا خود بخود اپنی خواہش سے ظہور مین ہوتے ہونگے!؟"

اری سٹوڈیمس "اگر یہ کہا جائے تو جیسے کسی چیز کو بنانے والا صانع ہم کو نظر آتا ہے، اسی طرح تمہاری رائے کے مطابق تمام جاندار کو پیدا کنندہ اور اون کے جسم اور معلومات کو لایق طور پر ترتیب دینے والا اگر خدا ہے تو وہ ہمین کیون نہین نظر آتا ہے؟"

سقراط "خود تمہارے جسم کے جو حرکات ہوتے ہین کیا وہ تمام اپنے ارادے سے ہی ہوتے ہین؟ اور غالباً تم قبول کروگے کہ تمہارے اعضا اور دل مین تحریک پیدا کرنے والی روح ہے۔ پھر وہ روح کہان نظر آتی ہے!"

اری سٹوڈیمس "ہان یہ صحیح ہے! مین یہ نہین کہتا کہ خدا کا

وجود نہین ہے؟ بلکہ میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ خدا ہونگا مگر وہ اسقدر زبردست اور اس طرح کامل ہے کہ اوس کو میری عبادت کی ہرگز ضرورت نہین ہے۔"

سقراط "تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خدا باوجود اس قدر کامل اور بڑا ہونے کے بھی تمہارے مانند ادنی آدمی کی خبرگیری کرتا ہے، تو تم کو اوس کی پرستش اور عبادت ضرور کرنا چاہیے۔"

اری ستوڈیمس "اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ انسان کے رنج وراحت کی فکر خدا کو ہوتی ہے۔ تو مین خدا کی پرستش اور عبادت کرنے مین ہرگز عدم توجہی نہ کرتا۔"

سقراط "جس خدا نے کہ انسان کو دوسرے جانداروں کی طرح دیکھنے اور سننے اور ذائقہ چکھنے کے اعضا عطا کیا ہے اور جس نے سامنے سیدہی نظر رکھکر نقصانات کو دفع کرنے کی قوت عطا کی ہے اور جس نے سیدہے تنکر چلنے کی قوت عطا کی ہے، اور جس نے انسان کو مثل دوسرے جانداروں کے چلنے کے لئے پیر اور بڑے بڑے اور مفید کام کرنے کی غرض سے ہاتھین دیا ہے، اور جس نے زبان عطا کیا اور انسان کے زبان مین الفاظ بنانے کی اور اوس کو ادا کرنے کی اور اس طرح سے آپس مین خیالات سے آگاہ کرنے کی قوت رکھی ہے؛ اور حالانکہ دوسرے جانداروں کو بعض خاص موسم ہی مین راحت ملتی ہے؟

لیکن انسان کو تو تمام موسم مین مساوی طور پر راحت پائی جاتی ہے جس نے موسم کو اس طرح ترتیب دیا ہو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اوس خدا کو انسان کے رنج و راحت کی فکر نہین ہے۔ خدا نے صرف انسان کے جسم کی ہی فکر نہین کیا۔ بلکہ اوس نے اوس کے روح کی نسبت بھی زاید فکر کی ہے؎ انسان کی روح کو بہ نسبت دوسرے جاندارون کے نہایت اعلےٰ درجہ کی بنایا ہے۔ اس حیرت انگیز دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کی ہستی کا خیال انسان کے روح کے سوا کیا کسی دیگر جاندار کو ہے؟ انسان کے سوا خدا کی پرستش اور عبادت کرنے والا کیا کوئی اور جاندار ہے اشتہا تشنگی اور سرد و گرم ان سے اپنی حفاظت کرنیکی قوت بھی کیا کسی دوسرے جاندار کو ہے؟ ہم مین پیدا ہونے والے مختلف امراض پر انواع و اقسام کے ادویات کا انسان کے سوا کیا کوئی دوسرا جاندار تلاش کر کے پتہ چلا سکے گا؟ کیا انسان کے مانند دوسرے جاندار کو اپنی قوت کا استعمال کرنا آتا ہے؟ اون باتون کو جو مشاہدہ اور سماعت مین آئے ہون اور جس سے واقف ہوئے ہون اون کو ذہن مین رکھکر معلومات مین ترقی کرنے کی قوت انسان کے سوا کیا کسی کو ہے؟

ارسٹوڈیمس ! اس سے زاید اور کیا بیان کیا جائے؟ انسان کے جسمانی ترتیب اور اوس کے روح کا دوسرے روح سے مقابلہ کیا جائے تو پایا جائیگا کہ انسان دیوتا ہے۔ آپ یہ فرض کیجئے

خدا اگر تمہاری روح کی بھی عظمت قایم رکھکر بیل کی طرح تم کو جسم دیا ہوتا تو
کیا حالت گذرتی ؟ تم اپنے ذہن اور فراست سے اقسام کے ترکیبین سوچتے
مگر ہاتھ نہ ہونے سے وہ چیز تم کو بناتے نہین آتا، یا زبان مین گویائی کی
قوت نہونے سے مطلب منھ سے بیان نہین کیا جاتا۔ اس کے برعکس
بیل کی روح کو اگر اوسی حالت مین رکھکر انسان کی شکل دیگئی ہوتی تو
کیا ہوتا ؟ وہ چلتا پھرتا گفتگو کرتا ہوا جانور ہی رہتا۔ جس خدا نے کہ روحانی
ترقی اور اوس کے لیے موزون جسم ترتیب دیکر انسان کو پیدا کیا ہو کیا
اوس کو ہمارے رنج و راحت کی نسبت فکر نہین ہے ؟ اور کیا تم یہ معلوم کرنا
چاہتے ہو کہ خدا ہمارے رنج و راحت کا کس طرح خبر گیران ہے۔"

ارسی سٹوڈیمس " جیسے کہ کوئی دیوتا ہم سے فلان بات کرنے اور
فلان بات نکرنے کہتا ہے۔ اسی طرح اگر خدا بھی مجھ سے کہدے تو کافی ہے"

سقراط " جب کہ کوئی ایک دیوتا کا معتقد تمام یا شندگان علاقہ کو کسی
دیوتا کا حکم سناتا ہے، تو وہ حکم خاص تمہارے متعلق ہی نہین ہوتا ؟ بلکہ
عام ہوتا ہے۔ ارسی سٹوڈیمس ! تم اس خیال کو ترک کرو، جسطرح کہ تمہارے
جسم کی حس و حرکت کرنے کے لیے تمہارا ننھا سا دل مقتدر ہے۔ اسی طرح
عالم مین حرکت پیدا کر دینے کے لیے ایک بڑے دل کی ضرورت ہے ؟
تمہارے نظر سے تم کو کچھ مقررہ فاصلہ پر کے چیزین نظر آئینگے، لیکن
خدا کی نظر اس قدر وسیع ہے کہ دنیا کے ہر گوشہ مین ہر وقت مین گذرنیوالے

تمام واقعات اوس کو دکھائی دیتے ہین۔ کسی انسان پر احسان کرکے اوس کے احسانمندی کا ہم امتحان کرتے ہین" اور کئی باتون مین اوسکی رائے دریافت کرکے اوس کی دور اندیشی اور فراست کو جانچتے ہین۔ خدا کے احسانات کو ذہن مین لاکر اگر ہم اوس کی عقیدت مندی کرنا شروع کرینگے" تو بہت ہی جلد ہم کو اوس کی عالم الغیبی" ہمہ دانی اور کل محیط ہونیکا ثبوت ملیگا!"

سقراط" اس قسم کی گفتگو کرکے اپنے سامعین کے دل مین خدا کے ہستی اور اوس کے ہمہ دانی کے صفات ذہن نشین کراکر تنہائی کی حالت مین بھی انصاف کے خلاف عمل نکرنے کی نسبت اونھین نصایح سنایا کرتا تھا۔"

بندون پر اللہ کے حقوق

سقراط کی رائے ہے کہ نیک خصلتی اور پاکیزگی یہ ملک کے مستحکم سب سے بڑے ستون ہین۔ ان کے سوا خواہ کتنے ہی دوسرے عمدہ صفات موجود ہون لیکن اوس ملک کے لوگون سے نیک کام ادا نہو سکین گے۔ صرف یہی نہین بلکہ وہ ذلیل۔ بدخصلت بنکر اقسام کے برائیان کرنا شروع کرینگے" سقراط اپنے دوست کو خدا کے اور انسانی جماعت کے حقوق

پہلے خوب سمجھا دیتا - بعدازاں اوس کو رفاہ عام کے کام کرنے کی اجازت دیتا - اور سب سے پہلے خدا کی قدرت اور اوس کی دانائی اور رحم دلی کی باربار تعریف کر کے اوس کی عظمت کا سکہ اپنے دوست کے دل پر بٹھانیکی کوشش کرتا، ایک مرتبہ یوتھی ڈیمس اور سقراط میں حسب ذیل گفتگو ہوئی -

سقراط ،، کیا تم نے خدا کی رحم دلی پر جس سے وہ انسان کے کل اغراض پورے کر دیتا ہے کبھی غور کیا ہے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، نہیں، اس کے بارے میں میں نے کبھی غور نہیں کیا ،،

سقراط ،، ہم کو روشنی کی نہایت ضرورت رہتی ہے، مگر خدا ہم کو کسطرح کافی مقدار میں پہونچا دیتا ہے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، فی الحقیقت اگر روشنی نہوتی تو ہم میں اور نابینیا میں کچھ فرق نہوتا ،،

سقراط ،، خدا نے ہمارے لئے راحت ضروری سمجھکر شب کا وقت کس طرح مناسب پیدا کیا ہے ،،

یوتھی ڈیمس ،، تمہارا بیان درست ہے، اور اس رحم دلی کے بارہ میں ہم کو خدا کی باربار ثناء و صفت کرنا چاہئے ،،

سقراط ،، خدا ہمارے لئے صرف اتنا ہی نہیں کیا، بلکہ اوس کے

پیدا کردہ شعاعون سے تمام چیزین دکھا ئی دیتے ہین ، روشن آفتاب کی گردش سے ہم کو وقت کا علم ہوتا ہے ، تاریک شب مین بھی نمایان ہونیوالے سیارون سے ہم وقت شناخت کر سکتے ہین شب مین روشن ہونیوالی ایک مدور چیز چھتا ہے کے نام سے اوس نے پیدا کی ہے ، اور چھتا کے ذریعہ رات مین گھنٹونکی تعداد شناخت کر سکتے ہین اور گھنٹون سے تاریخ کا ہمکو علم ہوتا ہے۔

یوتھی ڈیمس ،، آپکا بیان ہر طرح صحیح ہے ،،

سقراط ،، اور یہ کس قدر مہربانی ہے کہ ذی روح کو چونکہ غذا اور پانی کی بے حد ضرورت ہے ، اس لئے اقسام کے لذیذ میوہ جات اور غلہ وغیرہ دنیا مین پیدا ہونے والے چیزین کثرت کے ساتھ پیدا ہونے کے لئے خدا نے موسم کی کس طرح ترتیب مقرر کر رکھی ہے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، فی الحقیقت ، ان باتون کے نسبت غور کیا جائے تو خدا کا انسان پر بیحد مہربان ہونا یہ ظاہر ہوتا ہے ،،

سقراط ،، ، ، خدا کے پیدا کردہ پانی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ ایسا پانی جو تمام چیزون کے لئے ضروری ولابدی ہے۔ پانی کے وجہ سے ہی زمین مین پیداوار ہو کر پختہ ہوتی ہے۔ ہمارے بقائے صحت کے لئے پانی کا ہونا نہایت ضروری ہے ، غذا تیار کرنے ، اوس کو استعمال مین لانے ، اور ذائقہ دار بنانے کے لئے پانی کی نہایت ضرورت ہے۔ ہر کام مین کار آمد ہونے والے پانی کو جس خدا نے کہ ہر طرف حسب خواہش

پیدا کر دیا ہو کیا وہ تعریف کا مستحق نہین ہے ؟ اور کیا اوسی خدا نے ہمکو ایسی آگ جو سردی سے ہماری حفاظت کرنے والی ، تاریکی مین روشنی دینے والی ، ہمارے غذا کو پکانے والی ، اقسام کے کاروبار کے لیئے ضروری اور کارآمد ہمارے بڑے بڑے اہم کام انجام دینے والی ہو پیدا نہین کی ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، خدا کے ہم پر بے انتہا احسانات ہین ۔ کیونکہ ہر بات مین وہ ہمارا محسن ہے ۔ فی الحقیقت اوس کے ہم پر جو احسانات ہین اون کی کوئی حد نہین ہے ! اگر اوس کے پیدا کردہ اشیاء مثلاً دنیا ، آفتاب ، مہتاب ، سیارگان ، پانی ، آگ ، موسم وغیرہ کی نسبت غور کیا جائے تو ، یہ پایا جاتا ہے کہ خدا ہر وقت انسان کی بہبودی کے کامون مین مصروف ہے ، لیکن ان چیزون کا فائدہ انسان کی طرح اون جاندارون کو بھی ہوتا ہے جنھین امتیاز کی قوت نہین ہے ، اور یہ کس قدر تعجب انگیز بات ہے ،،

سقراط ،، یہ جاندار چیزین بھی تو انسان کے لیئے ہی کارآمد ہین ؟ گھوڑے ، بیل ، کتے ، بکرے وغیرہ جس طرح انسان کے کارآمد ہوتے ہین ۔ کیا کسی دوسری جاندار کی بھی کارآمد ہوتے ہین ۔ میرا تو خیال ہے کہ تمام دنیا کی بہ نسبت یہ جاندار چیزین انسان کی ہی زیادہ کارآمد ہین ، زمین سے پیدا ہونے والے غلہ ، ترکاری اور میوہ جات پر بسر کرنے والے انسانون کے بہ نسبت دودھ ، مسکہ اور گوشت پر بسر کرنے والے لوگ کثرت سے ہین ، جانور جب بباعث

پرورش انسان سے مانوس ہوجاتے ہین تو جنگ جیسے کام مین بھی اونکو انسان ہمیشہ کام مین لایا کرتے ہین"

یوتھی ڈیمس "صحیح ہے، بہ نسبت انسان کے جن جانورونمین کہ اپنے صدہا گونہ کیا بلکہ ہزارہا گونہ قوت اور طاقت ہوتی ہے۔ اون کو بھی انسان اطاعت گذار بناکر اون سے وہ جو چاہتے کام کرا لیتے ہین"

سقراط "رحم دلی کے متعلق اوس خدا کی جس قدر تعریف کیجائے اوسی قدر کم ہے۔ غور کرو کہ اس دنیا مین جس طرح اقسام کے خوبصورت اور کارآمد چیزین اوس نے پیدا کی ہین۔ اوسی طرح اون چیزون کا فائدہ اوٹھانے کے قابل بیرونی اعضاء اور اندرونی قوائین مثل عقل کے جو نیک و بد مین تمیز کرتی ہے۔ اور نیک خیالات وغیرہ دیئے ہین جس کی وجہ سے جن چیزون کا علم کہ ہم کو بیرونی اعضاء کے ذریعہ ہوتا ہے اونکے خواص کیا ہین۔ منجملہ اون کے کون سے کارآمد اور کون سے ناکارہ ہین، قابل قبول کون سے ہین اور ترک کرنے کے قابل کون سے ہین اس کا ہمکو علم ہوتا ہے، خدا کے بے نظیر عطیہ یعنی زبان ہی کی مدد سے ہم دوسرے کو آگاہ کرتے ہین۔ کارآمد باتون کی ہم ایک دوسرے کو خبر دیتے ہین، قانون کا نفاذ کر کے سلطنت کا انتظام کرتے ہین۔ اور اوس خدائے برتر نے اپنے بعض مقبول بندون کو غیب دانی اور چشم بصیرت بھی عطا کی ہے جس کے ذریعہ سے ہم قبل از قبل آئندہ زمانہ کے باتون سے

آگاہ ہوکر اچھی روش اختیار کرتے ہین۔،،

یوتھی ڈیمس ،، اگر خدارسیدہ اشخاص کے نسبت دیکھا جائے تو بہ نسبت دوسرون کے باشندگان گریس پر خدا کے بہت احسانات ہین۔ قبل اس کے کہ ہم خدارسیدہ لوگون کے پاس حاضر ہوکر اون کے رائے دریافت کرین۔ ہم کو خود خدائے تعالیٰ آگاہ کردیا ہے کہ فلان طریقہ اچھا ہے اور فلان خراب ہے۔،،

سقراط ،، خدا موجود ہے اور وہ انسان کے راحت رسانی کی نہایت فکر کرتا ہے ، اگرچہ کہ یہ باتین بالکل صحیح ہین ، لیکن وہ کبھی تمہارے روبرو آکر کھڑا نہین رہے گا۔ بلکہ اوس کی ہستی کو اوس کے کامون پر سے شناخت کرلینا چاہیے ، خدا ہمیشہ اسی طرح سے جلوہ دکھائیگا ! اوس کا علانیہ جلوہ دکھانا غیر ممکن ہے ، اوس نے ہی اس خوبصورت دنیا کو پیدا کیا ہے اور وہ ہی اوس کی پرورش اور پرداخت کرتا ہے ، تمام کام بلا رکاوٹ چلانے والا وہی ہے اور اوسی کے حکم سے دنیا مین تمام عزل و نصب ہوتا ہے۔ اوس کے یہ حیرت انگیز کامون سے ہی اوس کا وجود مان لینا چاہیے ، کیونکہ ہمیشہ وہ بالکل پوشیدہ حالت مین رہتا ہے۔ اوس کے ان کامون پر سے ہی اوس کے وجود کا قیاس کرلینا چاہیے ، اگرچہ معمولی اوقات مین اوس کا وجود سمجھ مین نہین آتا لیکن غیر ممکن کامون کے تکمیل پانے سے اوس کے وجود کا تصور کرنا چاہیے ، اگرچہ

معمولی اوقات ہین وہ بالکل بعید از خیال ہے۔ مگر جب کہ اوس کے
بے نظیر کام دیکھتے ہین تو اوس پر سے خدا کے جمال دیکھنے کے شایق
ہوتے ہین۔ مگر چونکہ ہم ہین اوس کے جمال دیکھنے کی قوت نہین ہے
اسواسطے ہم اوس کی ہستی سے ہی منکر ہوتے ہین۔ لیکن یہ بالکل غلطی ہے
آفتاب منجملہ اوس کے کامون کے ایک اونی سا کام ہے۔ اور وہ ہم سب کو
دکھائی دیتا ہے۔ لیکن پورے طور سے ٹکٹکی جمائے ہوئے اوسکی جانب
دیکھنے کی کیا کسی ہین قوت موجود ہے ؟ اگر کوئی ہمت بھی کرے تو فوراً
اوس کی بصارت جاتی رہے گی۔ اوس کے ادنی مخلوق یعنے آفتاب
کے جانب دیکھنے کی اگر ہماری بصارت ہین قوت موجود نہین ہے تو خدا کے
جانب دیکھنے کی قوت کہان سے موجود ہوگی ؟ پروردگار اپنی ہر قوت کو
پردہ سے ظاہر کرتا ہے۔ دیکھو جب بجلی گرتی ہے اوسوقت کوئی چیز حایل
ہوجائے خواہ وہ کیسے سے کیسی زبردست ہی کیون نہ ہو اوس کے ایک ہی
صدمہ سے وہ جل بھن کر رہ جاتی ہے۔ لیکن بجلی اوس چیز کو کس وقت
اور کس طرح صدمہ پہونچاتی ہے اوس کا صرف اندازہ بھی تو ہم نہین کر سکتے
ہوا۔ اگرچہ ہمارے جسم کو مس کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور اوس سے
جو بگولے وغیرہ پیدا ہوتے ہین وہ علانیہ آنکھہ سے نظر آتی ہین۔ مگر ہوا ہم کو
نہین دکھائی دیتی۔ انسان ہین اگر خدا کا کچھہ جز ہے تو وہ نہ نظر آنے والی
روح ہے ! ایسی روح جسکی کہ ہمارے جسم پر کامل طور پر حکومت چلتی ہے؟

لیکن وہ روح ہم کو کہین نظر نہین آتی ہے، حاصل کلام یہ ہوا، روح باوجود خدا کے اون قوتون کے پوشیدہ رہنے کے بھی جس طرح اون قوتون کے ہستی کو ہم مان لیتے ہین، اسی طرح اگرچہ کہ خدا نہین دکھائی دے مگر ہم کو اوس کی ہستی قبول کرنا لازمی ہے۔ اوس کے کامون کے نتیجہ پر سے اوس کی ہستی کو مان لو۔ اوس نے تم پر جو بے انتہا احسانات کئے ہین اُن پر غور کرو، اور جایز طریقہ سے اوس کی عبادت کرو۔"

یوتھی ڈیمس "خدا پر عقیدہ رکھنے سے مجھکو ہرگز انحراف نہ ہوگا۔ وہ ہر انسان پر جو بے انتہا احسانات کرتا ہے، اون سے ہر ایک کو آگاہ ہونا مناسب ہے، لیکن ہر انسان اون سے آگاہ نہین ہوتا ہے۔ اسکا مجھے نہایت افسوس ہے۔"

سقراط "تم اس کے نسبت ہرگز افسوس نکرو، پہلے اس سوال کا جواب سوچو کہ کونسے کام کرنے سے وہ تم کو پسند کرے گا۔ اسی غرض سے ڈیل فن کے بت کو آلہ لگاوین تو کیا جواب ملیگا، کیا تم اوس سے واقف ہو؟ دیوتا کہتا ہے کہ، تم اپنے ملک کے رسم و رواج کے بموجب عمل کرو، ملک کا رسم یہی ہے کہ ہر ایک شخص اپنے حسب مقدرت دیوتا پر قربانی چڑھائے مین خیال کرتا ہون کہ خدا جتنا قربانی سے خوش ہوگا، ووتنا کسی دوسرے بات سے نہ ہوگا۔ کیونکہ قربانی دیوتا ہی کا تبلایا ہوا طریقہ ہے۔ حسب مقدرت جو کہا گیا ہے اوس سے یہ مراد ہے کہ کبھی اپنے مقدرت کا جبرا استعمال

نکرنا چاہیئے یعنی مقدرت کی چوری نکرنا چاہیئے ، کیونکہ مقدرت مین چوری
کرنا خدا کے نسبت علانیہ نفرت کرنا ہے۔ انسان اپنے حسب مقدرت
قربانی چڑھاکر اپنا فرض بجالائے تو پھر اوس کو خوف کرنے کی کوئی وجہ
باقی نرہے گی، صرف یہی نہین بلکہ معتقدین کے دلی آرزوئین برلانے والا
خدا اوس کی آرزوؤن مین کچھ کمی نہونے دیگا ہمارے تمام دلی آرزوئین پوری
کرنے کا ذریعہ سوائے خدا کے عقیدتمندی کے ہرگز کوئی دوسرا نہین ہے
اگر تمہاری خواہش ہے کہ خدا تم کو خوش رکھے تو تم خدا کو خوش کرو، اور
خدا نے اپنی خوشی کا طریقہ تو بیان ہی کر دیا ہے۔"

سقراط نے اپنے دوست کو باوجود اس قسم سے نصیحت سنانے کے
یہ ظاہر کرکے کہ جس اصول کی نسبت مین لوگون کو تعلیم دیتا ہون اوس کے
بموجب میرا بھی طرز عمل ہے ، دلی پاکیزگی کو ترقی دیا ہے۔

کمال نظارہ

سقراط خواہ کسی قسم کے لوگون مین جائے، وہان کبھی ایسا نہوتا
کہ اون کے حالات کے اصلاح کے متعلق کچھ نکچھ بیان نکیا ہو۔ وہ پرسی اس
نامی مصور کی دوکان پر ایک وقت گیا تو اوس کو کہا کہ "ہم دنیا مین جو کچھ
دیکھتے ہین اوس کی نقل اوتارنے کو ہی فن مصوری کہتے ہین ، اور تم مصور ہو

قدرے رنگ کی مدد سے دریا کا کنارہ، پہاڑ، درے، صحرا، روشنی، تاریکی وغیرہ ان چیزوں کو بالکل بجنسہ تبلا دیتے ہو۔ نرم۔ سخت۔ صاف شفاف اور کھُردرا ان چیزوں میں امتیاز صرف اس رنگ کے ذریعہ سے ہی تم دکھا سکتے ہو تمہارے کھینچے ہوئے تصویروں میں فلان تصویر معمر کی اور فلان جوان کی ہے اور اون تصویروں میں معمری اور جوانی مشاہدہ کرنے والے کو فوراً سمجھ میں آتی ہے، بے عیب حُسن اگرچہ کہ دنیا میں علانیہ بہت کم نظر آتا ہے لیکن جس وقت تم کو کسی ہمہ تن حسین ماہ جبین کی تصویر کھینچنا مقصود ہو تو اوس وقت مختلف مستورات کے خوبصورت اعضاؤں کو پیش نظر رکھکر اون تمام کو تم ایک جا کر کے اوس تصویر کو کھینچتے ہو؟"

پیرسی اس "ہاں! ہم اسی طرح کیا کرتے ہیں۔"

سقراط "اگر یہی ہے، تو نہایت نیک سیرت آدمی کی تصویر کھینچ سکتے ہو یا نہیں؟"

پیرسی اس "جتنے اشیار کہ نظر آنے والے ہیں اون کی تصویر ہم کھینچ سکتے ہیں لیکن تمہاری فرمائشی تصویر نہ کسی تصویر سے میل ملاپ رکھتے ہیں اور نہ کوئی رنگ اوس کی شناخت کرا سکتا ہے کیونکہ عادت ہمیشہ پوشیدہ رہتی ہے اور پوشیدہ چیز کی تصویر کس طرح کھینچی جائیگی؟"

سقراط "دو آدمی اگر ایک ہی جگہ موجود ہوں تو اون کے نظر سے کیا تم واقف نہیں ہو سکتے کہ اون میں اتحاد ہے یا وہ ایک دوسرے سے

مخالفت کرنے والے ہین ؟،،

پرسی اس ،، یہ آسانی سے ظاہر ہوجائیگا۔،،

سقراط ،، تو پھر ، اتحاد اور مخالفت ان دلی حالتون کو تم تصویر کے آنکھہ پر کھینچ سکتے ہو ؟ ،،

پرسی اس ،، بیشک ۔ کھینچ تو جائیگی ! ،،

سقراط ،، اپنے دوست کے عروج یا اوس کے تباہی کی کیفیت سن کر ہمارے چہرے کی جو حالت ہوتی ہے ، اوس حالت سے کیا تم نہین معلوم کرسکتے کہ ہم نے کس قسم کی کیفیت سنا ہے ؟ ،،

پرسی اس ،، بے شک یہ معلوم ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ دوست کے عروج کی کیفیت سننے والا چہرہ مسرت بخش ہوتا ہے ، اور اوس کی تباہی کی کیفیت سننے والا چہرہ غمگین ۔،،

سقراط ،، پس محبت اور مخالفت کو مسرت اور غمگینی کی حالت کی جیسا کیا تم تصویر کے چہرہ مین نہین بتلا سکتے ؟ ،،

پرسی اس ،، ہان بتلا سکتا ہون ! ،،

سقراط ،، اسی طرح بزرگی ، فیاضی ، کم ظرفی ، خوف ، دوراندیشی ، بدتہذیبی ، وحشیانہ حالت وغیرہ یہ دلی خیالات بھی انسان کے چہرہ پر سے صاف طور پر نمایان ہوتے ہین جس کی نقل کرنا تمہارے جیسے مصور کے قلم سے کوئی غیر ممکن بات نہین ہے ۔،،

پرہسی اس "تمہارا کہنا درست ہے۔"

سقراط "آپ مجھ سے یہ بیان کرو کہ نیک خصلتی اور دیانت داری جس تصویر کے بشرہ سے ظاہر ہو اوس کے دیکھنے سے تم کو مسرت ہوگی یا بدخصلت انسان کی تصویر دیکھنے سے ؟"

پرہسی اس "یہ عام قاعدہ ہے کہ نیک خصلت آدمی کی تصویر دیکھکر مسرت ہوتی ہے"

"جب بدخصلت انسان کے تصویر دیکھنے سے مسرت نہین ہوتی تو انسان کو نیک خصلت بننے کی کتنی ضرورت ہے ؟"

کلی ٹو نامی بت تراش اور سقراط کی ایک وقت ملاقات ہوئی سقراط کہتا ہے کہ کسی کام مین مصروف اور کسی کام کے کرنے کا ارادہ رکھنے والے اس قسم کے دو آدمی کے بتون مین تم جو اختلاف ظاہر کرتے ہو، وہ مجھکو زاید حیرت انگیز نہین معلوم ہوتا مگر تمہارے تیار کئے ہوئے بت جو بالکل مثل جاندار انسان کے نظر آتے ہین، مجھکو زاید تعجب مین ڈالتے ہین۔ تم بت مین زندہ انسان کی کس طرح حالت بتاتے ہو؟"

کلی ٹو اسی سوچ مین تھا کہ اس کا کیا جواب دے سقراط کہنے لگا میرا خیال ہے کہ "اپنے بنائے ہوئے بت مثل جاندار انسان کے نظر آنے کے لئے اوس کو تراشتے وقت تم زاید توجہ اور مشقت کرتے ہوگے اسی واسطے وہ بالکل جاندار نظر آتے ہین"

جب کلی ٹو نے اپنی مشفقت کو قبول کیا تو سقراط کہنے لگا کہ مین خیال کرتا ہون کہ انسان جس وقت کھڑا ، بیٹھا یا لیٹا رہے تو اوس کے کونسے اعضا خمیدہ ، اور کون سے سیدھے ، کون سے اینٹھے ہوئے۔ اور کون سے کشادہ ، اور کس پر زیادہ باؤ پڑنے سے کھلے ہوئے ہوتے ہین اُن کو غور سے دیکھنے کے بعد تم اپنے بُت مین اوس کا چربہ کھینچتے ہوگے ، اسی واسطے وہ اس قدر مشابہ نظر آتے ہین ۔ ،،

جب کلی ٹو نے اپنے غور کو قبول کیا تو سقراط کہنے لگا کہ غالباً جس تصویر سے کہ اوس کے تمام دلی جذبات بشرہ سے صاف طور پر نمایان ہون اُس کے دیکھنے سے زیادہ مسرت ہوگی ؟ ہاتھ مین شمشیر لیکر جنگ کرتے ہوئے انسان کے بُت کا چہرہ ، دشمن کو خوف دلانے والے کی طرح بنانا چاہیے اور فاتح کے بُت کے چہرہ پر خوشی اور مسرت ظاہر کرنا چاہیے ۔ ،،

جب کلی ٹو نے اس کو بھی قبول کیا ، تو سقراط کہنے لگا ،، کہ اب مجھکو یہی بیان کرنا ہے کہ ، انسان کے دلی خیالات ہمیشہ اوس کے بشرہ پر نمایان ہوا کرتے ہین اور تم جس کا بُت بنانا چاہو اوسی اصول کو پیش نظر رکھکر ، بشرہ پر مختلف طور پر تغیر و تبدل نمایان کر کر اوسکے جذبات کو اوس کے چہرہ پر ظاہر کرنے کی کوشش کرنا چاہیے ۔ ،،

سقراط ،، ایک وقت پی سٹی اس نامی ایک زرہ بکتر بنانے والے کاریگر

کے دوکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے اوس کے بنائے ہوئے زرہ بکتر کو دیکھکر کہا کہ ،، زرہ بکتر کے موجد کے عقل و فراست کی تعریف کرنا چاہئے کیونکہ جسم کے جس حصہ پر دشمن کا وار ہونے کا احتمال رہتا ہے اوس حصہ کی زرہ بکتر کے وزیعہ حفاظت ہوتی ہے ،، اور جنگ کے موقع پر جس طرح چاہیں ہاتھ کو حرکت دینے مین حارج نہین ہوتا۔ لیکن یہان کے دیگر کاریگرونکی بہ نسبت تم اپنے بنائے ہوئے زرہ بکتر کی کیون زاید قیمت لیتے ہو کیا وہ دوسرے کاریگرون کے بنائے ہوئے زرہ بکترون کے بہ نسبت زاید مضبوط یا زاید قیمتی دہات سے بنائے جاتے ہین ؟ ،،

پی سٹی اس ،، ایسا نہین ہے بلکہ میرے زرہ بکتر بہ نسبت دوسرے کاریگرون کے زاید بہتر بنے ہوئے ہوتے ہین۔ اس لئے مین اون کو زاید قیمت پر فروخت کرتا ہون۔ ،،

سقراط ،، اگر تمہاری کاریگری اوس کے وزن پر منحصر ہے۔ تو تمام زرہ بکترون کا وزن کچھ مساوی نہین رہتا ہے۔ اور اگر اون کی وضع ترکیب پر منحصر ہے۔ تو زرہ بکترون کی وضع ترکیب اون کے پہننے والے کے جسمانی وضع ترکیب کے مطابق کم و بیش رہنا ہی چاہئے۔ ،،

پی سٹی اس ،، زرہ بکتر اگر پہننے والے کے جسم کے برابر موزون نہوگا تو وہ بالکل بیکار سمجھا جائیگا۔ ،،

سقراط ،، اور تم تو واقف ہی ہو گے کہ بعض انسان کے اعضا ایک

اندازہ کے ہوتے ہین۔ اور بعض بالکل بے جوڑ ؟،،

پی ستی اس ،، ہان، اس قسم کے بے جوڑا عضاء کے بہت سے بدوضع لوگ دنیا مین ہین ؟ ،،

سقراط ،، پھر یہ مان لینا چاہیے کہ تمہاری زرہ بکتر دوسرون کے زرہ بکترون سے اندازہ مین بالکل برابر ہوتے ہین۔ مگر مقدار معینہ کے زرہ بکتر اندازہ سے خارج بے جوڑ انسان کے جسم کے لئے کیونکر کارآمد ہون گے ؟ غالبًا تمہارے زرہ بکتر اس قسم کے وزنی ہوتے ہون گے جس کا وزن تمام اعضاء پر اون کے قوت اندازہ سے تقسیم ہوکر اوس کے پہننے والے کو کوئی بار نہین گذرتا۔ اور اسی وجہ سے تمہارا تیار کیا ہوا زرہ بکتر اچھا ہوتا ہوگا ؟ ،،

پی ستی اس ،، میری زرہ بکترون کی وضع ترتیب اور وزن کے لحاظ سے ہی مین اون کی نا ید قیمت لیتا ہون، بعض لوگون کو ملمع دار اور نقش ونگار کا زاید پسند آتا ہے۔ اور کام کئے ہوئے زرہ بکتر کو وہ زیادہ قیمت دیکر خرید لیتے ہین، لیکن جسم کے برابر ہونے والا زرہ بکتر، صرف نقش ونگار کے لئے ہی خرید لینا یعنی روپیہ صرف کرکے ایک وقت کو خرید لینا ہے ،،

سقراط ،، جسم کے برابر یعنی بالکل چست زرہ بکترون کو بھی ناکارہ کہنا چاہیے کیونکہ انسان کو جنگ کے موقع پر بعض وقت جھکنا بعض وقت بیٹھ جانا، بعض وقت تنکر کھڑے رہنا ہوتا ہے۔ ایسے مختلف حالتون مین چست رہنے والی

زرہ بکتریں کیا کارآمد ہونگی ؟ ،،

پی ستی اس ،، نہیں بالکل نہیں ، آپ کو تو زرہ بکتروں کا کامل طور پر اندازہ معلوم ہوتا ہے اس سے مجھکو نہایت مسرت معلوم ہوتی ہے ،،

اس مکالمہ سے واضح ہے کہ سقراط کمال نظارہ کے خوبیوں سے کتنا واقف تھا ، اور وہ اپنے ملک کے کاریگروں کو اپنے اس قابلیت سے آسانی کے ساتھ فائدہ پہنچا کر اون کی کس طرح اصلاح کرتا تھا ۔

عادات کے متعلق سقراط کی رائے

سقراط اپنے دوستوں کو نیک چلن بنانے کے لئے اقسام کے مثالیں دیکر اون سے گفتگو کرتا تھا ، اوس کی رائے تھی کہ انسان سے اوسوقت تک نیک کام نہیں ہوسکتا جب تک اوس سے عادات بد دور نہ ہوجائیں اوس کی یہ رائے کسی اور کی سمجھ میں اچھی طرح سے نہیں آئی تھی ، یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے ۔ اپنے اس رائے کو سامعین کے دل میں ذہن نشین کرانیکی وہ بے انتہا کوشش کرتا تھا ، اور اونھیں نیک خصلت بنانے کے لئے طرح طرح کے تجاویز پیدا اون سے گفتگو کیا کرتا تھا ۔ ،،

عادات بد کے متعلق یوتھی ڈیمس سے ایک مرتبہ گفتگو کرتے وقت

اُس نے کہا کہ ،، غالباً تم واقف ہون گے کہ آزادی ایک بے انتہا لاقیمت شئے ہے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، ہان ، تمام دوسرے اشیار سے آزادی کو زیادہ قیمتی سمجھتا ہون ۔ ،،

سقراط ،، کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایسا شخص آزادی کا حظ اوٹھا سکتا ہے جو شہوانی خواہشات کا غلام بنگیا ہو۔ اور کیا وہ نیک کام کر سکتا ہے ؟،،

یوتھی ڈیمس ،، ہرگز نہین ۔ ،،

سقراط ،، جو شخص کہ نیک کام کرتا ہے اوس کی آزادی قایم رہتی ہے اور جو کسی وجہ سے نیک کام نہین کر سکتا گویا اوس کی آزادی باقی نہین ہے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، ہان ، یہی بات ہے ۔ ،،

سقراط ،، کیا تمہاری راے ہے کہ اپنی منکوحہ عورت کے عہد کی پابندی نکرنے والے تمام اشخاص اوس قانون معیشہ کی حفاظت نہین کر سکتے ؟ اس لیے ہی وہ اختیار ہی مین نہین رہتے ہین ۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، ہان ،،

سقراط ،، اپنے منکوحہ عورت کے عہد شکنی کرنے والے سے نیک کام اوا نہین ہوتے ؟ صرف یہی نہین بلکہ اس عہد کو شکست کرنے سے بہت سی باتین واقع ہوتے ہین ، اس سے تم کو اقبال ہوگا ، پھر یہ بیان کرو کہ جو آقا اپنے ملازم کو نیک کاری سے روک کر بدکاری کے جانب رجوع کرتا ہے اوس

آقا کو تم کیا کہو گے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، مین تو اوس کو بد آقا کہون گا، اور بد آقا کی ملازمت کرنا نہایت ذلیل قسم کی غلامی ہے۔ ،،

سقراط ،، بس یہ ثابت ہوا کہ بدکار مستورات سے تعلق رکھنے والے لوگ بے انتہا ادنے' درجہ کی غلامی کے حالت مین ہین ۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، بس یہی قرار پائیگا۔ ،،

سقراط ،، اس عیاشی کے بدولت اپنے لایق تعریف خدا کے اعلے درجہ کے عطیہ سے ہم محروم رہتے ہین ۔ ، اور اس کے باعث انسان بے قاعدہ، بیوقوف اور باؤلا بن جاتا ہے۔ مفید کام بجالانے کے لئے اوس کو وقت نہین ملتا ہے ، اور وہ شب و روز شہوانی حظ اوٹھانے مین محو رہتا ہے اگرچہ کہ نیک کام کون سے ہین ، اوس سے واقف رہتا ہے مگر بغیر برے کام کرنے کے اوس کو چین نہین آتا۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، صحیح ہے ، اوس کی فی الاصل یہی حالت ہوتی ہے ،،

سقراط ،، اس قسم کے انسان مین کسی قسم کی پابندی نہین رہتی ہے اور زاید کیا بیان کیا جائے ہر موقع پر وہ بے عزت بنتا ہے ، انسان کو سچے فرایض سے باز رکھنے والی عیاشی کے مانند کوئی اور بدخصلت چیز نہین ہے ،،

یوتھی ڈیمس ،، آپکا بیان نہایت درست ہے۔ ،،

سقراط ،، عیاشی کے مانند کیا کوئی اور بری بات ہوسکتی ہے جسکو باعث

انسان کی قوت امتیازی جاکر وہ برے باتون کو اختیار اور مفید باتون کو ترک کردیتا ہے؟ اور نیکون کے لئے جو طریقہ کہ نامناسب ہے اوسکو وہ اختیار کرتا ہے؟ ؟ ؟

یوتھی ڈیمس ،، اس مین کوئی شک وشبہ نہین ہے۔ ،،

سقراط ،، اچھا یہ بیان کرو کہ اس قسم کے برے نتائج پیدا کرنیوالی بدخصلتی کا نہونا بہتر ہے یا ہونا؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، واقعی، نہونا بہتر ہے ،،

سقراط ،، بدکار سمجھتا ہے کہ عیاشی سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن یہ اوس کا وہم بالکل وہم اور دہوکہ ہی دہوکہ ہے اوس کی طبیعت مین مایوسی اور حرص پیدا ہوتی ہے، اور تمام سے نفرت کرنے لگتا ہے، اور بدکاری سے باز رہنے والا سچی راحت کا حظ اوٹھاتا ہے۔ کیا تم نے ان باتون کی نسبت غور کیا ہے؟ اشتہا، تشنگی یا شب بیداری کو عیاش برداشت نہین کرسکتا ہے، لیکن بغیر اشتہا کے ذائقہ دار۔ اور بغیر تشنگی کے پانی مزیدار اور بغیر کسی قدر شب بیداری کے گہری نیند کی راحت نہین معلوم ہوتی ہے۔ بدکار لوگ بغیر اشتہا کے کھانے اور بغیر تشنگی کے پیتے اور بغیر شب بیداری کے سوتے ہین اور حظ سے محروم رہتے ہین، اور جو بدخصلتی سے پاک ہین وہ بغیر اشتہا کے کسی چیز کو نہین کھاتے، اور بغیر تشنگی کے نہین پیتے، اور بغیر نیند آنیکے آرام نہین کرتے ہین۔

اسی وجہ سے اونھین سچے راحت کا حظ حاصل ہوتا ہے ؛ نیک خصلت لوگون کی دلی اور جسمانی حالت دونون کامل رہتی ہین ؛ وہ باوجود اپنے کنبہ کی اچھی طرح پرورش اور انتظام کرکے ؛ اپنے دوست اور ملکی بھائیون کی بہبودی کرنے کی اونھین قوت رہتی ہے ۔ اور وہ اپنے دشمن اور مخالفین پر فتحیاب ہوتے ہین ؛ لیکن جن کے خیالات بالکل تھوڑے وقت کی راحت مین مستغرق ہوچکے ہین ؛ اون سے نیک کام کیا خاک اوا ہون گے ۔؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، اپنے حسب دلخواہ عمل کرنے والا شخص نیک کام بجالانے کے لیے بالکل ناقابل رہتا ہے ۔ ،،

سقراط ،، نیک وبد کے نسبت غور نکرتے ہوئے صرف اوس تھوڑے وقت کے راحت پر نظر کرنے والے حسب دلخواہ عمل کرنے والون مین ؛ اور عقل وتمیز نرکھنے والے حیوانات اور پرند وغیرہ مین کونسا امتیاز باقی رہے گا ؟ نیک خصلت لوگ اچھے برے حالات کے نسبت غور کرکے اچھے کو اختیار ؛ اور برے کو ترک کردیتے ہین ؛ اور سچے راحت کا حظ اوٹھاتے ہین ،،

علاوہ تقریر بالا کے سقراط کا قول تھا کہ ،، انسان کو چاہیے ہمیشہ کسی نکسی مضمون پر اوس مضمون کے جاننے والے سے گفتگو کیا کرے کیونکہ ایسی گفتگو سے انسان لایق بنتا ہے ۔ اور اوس کی عقل نیک وبد کے تمیز سے پختہ ہوکر اوس کی قابلیت ترقی کرتی ہے ۔ ،،

تعلیم کے متعلق سقراط کا خیال

سقراط ،، اپنے دوستون سے نہایت کشادہ دلی اور ہمدردی سے
گفتگو کیا کرتا تھا، اور وہ اپنی رائے اون پر اس طرح ظاہر کرتا تھا جسے
وہ اچھی طرح سمجھ کر ضرور اوس کی رائے قبول کرین - اور مذکورہ بالا تقریر
(نیک وبد کے) سے ناظرین خوب واقف ہوگئے ہون گے - کہ ہمیشہ
سقراط اسی فکر مین رہتا تھا کہ اپنے دوستون کا عروج ہو اور وہ کسی بات
مین لاعلم نرہین اور اپنے کامون مین غیر کی امداد کی خواہش نکرین -
اور اون کے معلومات مین دیکھکر اگر کسی قسم کی خامی باقی پائی جاتی تو
نہایت ہمدردی اور مستعدی سے اوس کو ذات سے یا اوس معلومات
کے ماہرین سے پختہ کرا دیتا تھا - اوس کی رائے تھی کہ انسان کو تمام امور سے
واقف رہنا چاہیے ہم زمین کو فروخت یا اوس کے خریدتے وقت اور
زمین اور اوس کے کام کی تقسیم کرتے وقت دھوکہ نکھائین اس لئے
ہم کو علم الارض کی وقفیت بھی رکھنا چاہیے، اور وہ اس قدر آسان ہے
کہ اگر انسان اوس مین دل سے توجہ کرے گا تو نہایت تھوڑے عرصہ مین
تمام روئے زمین کی پیمائش کرلیگا - لیکن اس علم کے بالکل تہ تک جانے مین
کوئی فائدہ نہین ہے - اس قدر باریک بینی کی تعلیم حاصل کرکے انسان کو

بے ضرورت اپنے دماغ پر بار نہین ڈالنا چاہئے۔ ایسے باتون مین طبیعت کو رجوع کرنے کے بہ نسبت اس سے زاید جو اہم باتین ہین۔ اوس کی تعلیم پانا نہایت ضروری ہے۔

مقررہ وقت پر واجبی کام کرنے کی غرض سے موسم۔ تاریخ اور گھنٹونکا بھی انسان کو علم رہنا چاہئے، اس لئے ہرایک انسان کو چاہئے کہ علم ہیئت کے تعلیم پانے مین بھی اپنا کچھہ وقت صرف کرے۔ بحری سیاح۔ جنگل مین شکار کرنے والے شکاری اور علم ہیئت سے واقف کار لوگون سے گفتگو کرین تو حسب ضرورت ہم کو اس علم سے واقفیت حاصل ہوگی، اس سے زاید یعنی کونسا برج زمین سے کون سے درجہ پر ہے۔ اوس کی گردش کس قسم کی ہے۔ اوس کی رفتار کیا ہے۔ اور ایک دوسرے پر اوس کی کس قدر کشش ہوتی ہے، ان باتون سے واقفیت کی چندان ضرورت نہین ہے سقراط کی رائے تھی کہ یہ علوم بیکار ہین مگر وہ ان علوم مین اچھی طرح ماہر تھا، لیکن اوس کا خیال تھا کہ، اس علم کے تعلیم پانے مین اپنا تمام وقت صرف کرنے کے بہ نسبت اس سے جو اہم اور ضروری کام ہین اوس کی جانب توجہ کرنا ضروری ہے۔

سقراط کا یہ بھی خیال تھا، کہ اس دنیا کے قدرتی لاتعداد باتون مین نہایت باریک بینی کے ساتھہ غور کرنا درست نہین ہے، کیونکہ اس سے واقفیت حاصل کرنا، انسان کے امکان سے بالکل خارج ہے۔ اور

جس کو نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے، جس کی قوت حافظہ ٹھیک رہا کرتی ہے، اور معلومات حاصل کرنے کی جس کو بے حد خواہش پڑی ہوئی ہوتی ہے اوس کے نسبت سقراط کی رائے تھی کہ وہ شخص غیر معمولی قابلیت کا ہے اوسکا بیان کہ جانی بوجھی باتون کو جو سیکھتا ہے، اور سیکھے ہوئے باتکو جو پختگی کیساتھ ذہن نشین کرتا ہے، اور جس کو کنبے یا سلطنت کو عمدگی کیساتھ انجام دینے کی ضرورت قابلیت حاصل کرنے کی بے حد خواہش ہوا کرتی ہے، اوسی کو غیر معمولی قابلیت کا آدمی کہنا چاہیئے، اس قسم کے آدمی کے فہم جس طرح چاہیے عمدہ طریقہ کی طلجائے تو یہ لوگ خود راحت مین رہکر اورون کو بھی راحت رسانی کرین گے، اور اپنے کنبہ کی اصلاح کرکے تمام ملک کو عروج کی حالت مین لائینگے۔

ہم بے انتہا لایق اور قابل ہین اس قسم کے گھمنڈ سے تعلیم کی نسبت عدم اتفاقی کرنے والون کے منجملہ کسی سے سقراط کی ملاقات ہوئی تو اوسنے اوس سے کہا کہ ،، بھائیو تم کو تو تعلیم پانے کی سب بے حد ضرورت ہے۔ اچھی نسل کے گھوڑے کو خورد سالی مین ہی اگر کسی ماہر فن چابک سوار سے عمدہ طور پر تعلیم دلایا جائے، تو وہ گھوڑا نہایت کار آمد ثابت ہوتا ہے لیکن اگر اوس کے تعلیم دلانے کے نسبت عدم اتفاقی کی جائے تو وہ بسقدر بدخصلت شریر اور بے قابو ہو جاتا ہے، کہ اوس کی نسبت کیا کیا جائے یہ بات سمجھ مین نہین آتی۔ کتون کی بھی یہی حالت ہے، اچھی نسل کے

مضبوط اور دلیر گھتے کو اگر عمدہ تعلیم دیجائے تو شکار کے کام مین وہ نہایت عمدگی سے کارآمد ہوتا ہے، لیکن اس کے برعکس اگر کسی نے اوسکو تعلیم نہ دیا تو وہ تمام گاؤن مین بہٹکتا پہرے گا اور سب کو ایذا و تکلیف پہونچاتا رہیگا۔ ٹھیک ہذا انسان کی بہی تو یہی حالت ہے۔ جو لوگ فطرتًا دانشمند، قوت دار اور شجیع اور ہاتھ مین لئے ہوئے کام مین کامیابی حاصل کرنے کی مقتدر ہوتے ہین۔ اگر اونھین اچھی طرح تعلیم ملجائے تو وہ نیک خصلت بن کر عام کے نہایت کارآمد ہوتے ہین۔ مگر اون کی تعلیم نہو تو وہ نہایت خطرناک نکلینگے۔ اپنے تمام خیالی سے بے خود بن کر خارج از امکان کام اپنے ذمہ لیتے رہین گے۔ لوگون کے مفید نصایح اونھین تلخ گذرین گے۔ اور اچھے نیک لوگون کے طریقہ کے بموجب عمل کرنے مین اپنی سُبکی سمجھین گے۔ اور اون کو ایک فخر ہوجائے گا کہ ہم کسی کی بات نہین سنین گے۔ اور اسی وجہ سے اون کے برے ارادون مین کسی قسم کی تبدیلی نہین ہوگی، اور اہم خطرناک غلطیان اون سے سرزد ہونگے ''

دولت ثروت کے غرور سے جو لوگ پھولے نہین سماتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ ہم بڑے متمول ہین، ہمکو تعلیم پاکر کیا کرنا ہے؟ تعلیم پاکر تو شہرت ہی حاصل کرنا ہے؟ دولت ثروت سے کیا شہرت اور ناموری حاصل نہین ہے پھر تعلیم پاکر کرنا ہی کیا ہے؟ '' اس قسم کے

آدمی سے سقراط کی جب ملاقات ہوئی تو سقراط نے اون کی غلطی اون کے ذہن نشین کر کے تعلیم کی عظمت او نھین سمجھا دینے کی غرض سے کہا کہ "جو بیوقوف کارآمد اور مضر چیزون کے فرق کو اتنیاز نکر کے مضر چیز کو کارآمد جانکر خریدتا ہے - اور خود کو راحت مین تصور کرتا ہے ؛ اسی طرح دولت سے شہرت اور ناموری حاصل ہوتی ہے سمجھکر تعلیم پانے مین عدم التفاتی کرنے ہی مین راحت تصور کرنے والے کا بھی بیوقوفون مین شمار ہے!"

زعم باطل

سقراط جب ایسے شخص سے جو اوسنے لیاقت کی وجہ سے غرور مین مستغرق رہتا ہو ملتا تھا تو اوس کے زعم کی اصلاح کرنے مین کبھی دریغ نکرتا تھا - چنانچہ جب یوتھی ڈیمس کے متعلق سقراط کو معلوم ہوا کہ یوتھی ڈیمس نے مشاہیر شاعرون اور فلاسفرون کی تصنیفات خرید کی ہین اور صرف اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بڑا عالم او فاضل سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ ملک یونان مین اوس کے مقابلہ کا کوئی عالم اور مقرر نہین ہے! اور چونکہ ثقل سماعت کی وجہ سے اوس کا انتخاب انجمن نمایندگان مین نہین ہوا اس سے اوس نے انجمن کے قریب ایک دوکان

کرایہ پر لے رکھی ہے اور اوس میں وہ اون عام مسئلون پر بحث کیا
کرتا ہے جو اہم خیال کئے جاتے ہین۔ سقراط نے ایک روز اپنے
دو تین دوستون کے ساتھ یوتھی ڈیمس سے اوسی دوکان مین ملا
اور اون دونون کی باہم گفتگو ہوئی۔ اثنار گفتگو مین یہ بحث پیدا ہوئی
کہ آیا تھمی ٹاکلس اپنی ذاتی قابلیت سے ملکی بھائیون مین سب سے
زیادہ لایق اور دلیر مانا گیا ہے یا فلاسفرون کی نصیحت پذیر تقریرون کا
اوس پر اثر ہوا ہے؟

سقراط کو یہ خیال ہوا کہ یوتھی ڈیمس کو چند سودمند باتین کہی جائین
اس لئے اوس نے اوس کے طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جب معمولی
ہنر بھی بجز اوستاد معلم کے حاصل نہین کئے جا سکتے ہین تو یہ خیال کرنا کہ
حکمرانی کے اہم کام تھمی ٹاکلس بلا تجربہ انجام دے غلط فہمی ہے۔

سقراط اور یوتھی ڈیمس کی پہلی ملاقات مین صرف مذکورہ بالا
مباحثہ ہوا اور سقراط کی یہ بحث سن کر یوتھی ڈیمس چپ چاپ چلا گیا
اور سقراط بھی اپنے دوستون کے ساتھ واپس ہوا۔ یوتھی ڈیمس
سقراط کے پیرو کہے جانے کے خیال سے سقراط سے میل جول
نہین رکھتا تھا۔

ایک ایسے موقع پر کہ یوتھی ڈیمس اوسی دوکان مین چند اشخاص
کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا سقراط وہان گیا اور اون اشخاص کے ساتھ

اوس نے گفتگو شروع کی۔

سقراط نے یوتھی ڈیمس کے نسبت بیان کرنا شروع کیا کہ ”
فرض کرو کہ یوتھی ڈیمس سن و شعور ہونچکر تعلیم سے آراستہ ہوکر مجلس عامہ کے رکن ہون اور جب کبھی کوئی اہم مسئلہ مجلس میں پیش ہو تو یوتھی ڈیمس کی لیاقت کے اعتبار سے خیال کیا جائے کہ وہ مسئلہ پیش شدہ کی نسبت آزادانہ اپنی رائے ظاہر کرینگے۔ مگر اون کا پہلا بیان یہ ہوگا کہ انھون نے کسی قسم کی تعلیم حاصل نہین کی بلکہ اون کی موجودہ لیاقت اون کو فطرتًا حاصل ہوئی ہے اور وہ بڑے فخر کے ساتھ کہین گے کہ اونھون نے کسی سے کچھ سیکھا نہین اور نہ کسی عالم کی تقریر تک سنی اور نہ کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے کسی معلم کی تلاش کی یا اوس کے لئے کوئی زحمت اوٹھائی اور نہ اون کو صرف دوسرون سے کوئی بات حاصل کرنے کی ہی نفرت ہے بلکہ لوگون کا یہ کہنا ہے کہ یوتھی ڈیمس نے فلان شخص سے فلان امر حاصل کیا ہے۔ یوتھی ڈیمس کے ناگواری خاطر کا باعث ہوگا۔ یوتھی ڈیمس کا یہ طرز عمل ہے کہ جو بات خود بخود اونکے ذہن مین آتی ہے اوس کو وہ ظاہر کرتا ہے۔ “

اگر یوتھی ڈیمس کے مذکورۂ بالا خیالات صحیح مان لئے جائین تو کسی طبیب کا یہ کہنا بھی تسلیم کے قابل ہے کہ اوس نے علم طب کی تعلیم کسی سے حاصل نہین کی اور نہ آیندہ اوس کو حاصل کرنیکی ضرورت ہے

اور اگر اوس کو یہ کہا جائے کہ فلان شخص سے علم طب تم نے حاصل کیا
ہے تو یہ امر بھی اوس کے ناگوار خاطر ہوگا اور اوس کا یہی خیال ہوگا
کہ اگر اوس کا طبیب ہونا تسلیم کیا جاوے تو وہ مریض کا علاج کرکے
صرف اپنی ذاتی لیاقت سے علم طب مین کمال حاصل کرے گا۔ ،،
سقراط کی یہ تقریر سن کر سب لوگ ہنس پڑے اور اس تقریر کا
بہت کچھ اثر یوتھی ڈیمس کے دل پر ہوا۔ اور اوس کے بعد اوس نے
سقراط سے ملاقات کرنے مین پس وپیش کرنا چھوڑ دیا۔ لیکن یوتھی ڈیمس
کا خیال تھا کہ خاموشی دانشمندون کا طریقہ ہے اس لئے وہ سقراط
سے گفتگو نہین کرتا تھا۔ اور اوس کے اس خیال کی اصلاح کی غرض
سے سقراط نے اوس کو نصیحت کی کہ ،، ایک ادنے فن مثلاً باجا بجانی
یا گھوڑے کی سواری سیکھنے کے لئے فن مذکور کے ماہر کی تلاش
اور اوس کی شاگردی و اطاعت کرنی پڑتی ہے اور بجز شاگردی و اطاعت
کے معمولی فنون کا حاصل کیا جانا بھی محال ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بمقابلہ
حصول فنون کے ملکی انتظام کی لیاقت حاصل کرنا یا عامہ خلایق مین
اپنی قابلیت کو ثابت کرنا بدرجہا مشکل ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ مہام
سلطنت کے لئے تعلیم کی ضرورت نہین ہے اگر وہ مشیر دولت ہون
تو کیونکر اون سے امور مملکت قابل اطمینان انجام پاسکینگے چونکہ انتظام
سلطنت کا کام بہت بڑا ہے۔ اس لئے ہواخواہان دولت کو لازم ہے

کہ اولاً حصول قابلیت کے لئے دلچسپی کے ساتھ قسمت آزمائی کرو۔

سقراط کے ان نصایح کا اثر یوتھی ڈیمس کے دل پر ہوا اور وہ سقراط کی تقریرون کو توجہ کے ساتھ سننے لگا۔

ایک وقت یوتھی ڈیمس دوکان مین تنہا بیٹھا ہوا تھا سقراط اوس کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ مین نے سنا ہے کہ آپ نے بہت سے کتابین خرید کی ہین کیا یہ صحیح ہے۔؟

یوتھی ڈیمس ،، ہان خرید کی ہین اور خریدنے کی خواہش ہو نیسے ہمیشہ خرید لیتا ہون۔،،

سقراط ،، بہت اچھی بات ہے کہ اجتماع دولت سے علم کا حاصل کرنا اور لیاقت کا مہیا کرنا مفید ہے فراہمی کتب سے آپکا یہ خیال پایا جاتا ہے کہ عالمون کی تصانیف جمع رکھنے سے جمع کنندگان کتب فضیلت علم سے مستفید ہوکر دولتمندون سے زیادہ سمجھدار اور لایق ہوتے ہین لہذا آپکا یہ طرز مجھکو بہت پسند ہے۔،،

سقراط کے اس گفتگو سے یوتھی ڈیمس خوش ہوا اور جب یوتھی ڈیمس کے بشرے سے مسرت کے آثار نمایان ہوئے تو سقراط یوتھی ڈیمس سے سوال کیا کہ ،، اجتماع کتب سے آپکا منشاء کیا ہے؟ کیا آپ جراح ہونا چاہتے ہین کیونکہ فن جراحی مین بہت سی کتابین موجود ہین۔،،

یوتھی ڈیمس ''میری ہرگز یہ خواہش نہین ہے -''
سقراط ''کیا آپکی طبیعت کا رجحان فن معماری کے جانب ہے یا آپ پروفیسر معدنیات ہونا چاہتے ہین یا علم نجوم مین کمال حاصل کرنیکا قصد ہے - لیکن ان سب علوم کے حاصل کرنے کے لئے اوستاد کی ضرورت -''
یوتھی ڈیمس ''ان مین سے کسی علم کی مجھکو خواہش نہین ہے''
سقراط ''مین نے سنا ہے کہ ہومر کے کل تصنیفات آپنے جمع کی ہین - اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ اشعار رزم کے حفظ کرنیکا آپکا ارادہ ہے -''
یوتھی ڈیمس ''ہرگز نہین اگرچہ شاعرون کا حافظہ اچھا ہوتا ہے مگر اون کی مزاج مین شوخی پیدا ہوتی ہے - اور مین شوخ بننا نہین چاہتا -''
سقراط ''تب آپکا ارادہ ایسے علوم کے تحصیل کا ہے جس سے آپ مُدبر ہون اور محسن ملک بنین -''
یوتھی ڈیمس ''یہی میری ولی خواہش ہے - اور ایسے ہی علوم مجھے پسند ہین جس سے میرا مرکوز خاطر حاصل ہو -''
سقراط ''آپ نے اچھے علم کا انتخاب فرمایا ہے اور اس علم کو علم سیاست کہتے ہین جس مین انتظام مملکت کے نکات بیا[ن]

کیے جاتے ہین - لیکن ظاہر رہے کہ بجز راست بازی کے اسمین دسترس حاصل نہوگا ؟ ''

یوتھی ڈیمس '' بیشک مجھے یہ خوب معلوم ہے کہ جو لوگ راست باز ہوتے ہین وہی مدبر سمجھے جاتے ہین - ''

سقراط '' کیا آپ راست باز ہین ؟ ''

یوتھی ڈیمس '' ہان مین خیال کرتا ہون کہ مین راست باز ہون - ''

سقراط '' جیسا کہ کسی شخص کے کام سے اوس کا پیشہ ہم معلوم کر سکتے ہین ویسا ہی کسی شخص کے برتاؤ سے کیا اوس کی راست بازی بھی معلوم کیجا سکتی ہے ؟ ''

یوتھی ڈیمس '' بیشک معلوم ہونی چاہیے - ''

سقراط '' جیسا کہ معمار اپنے تعمیر کی خوبیون کو عمدگی سے ظاہر کر سکتا ہے ویسا راست باز شخص راستی وغیر کی صراحت کر سکتا ہے - ''

یوتھی ڈیمس '' بلا شبہ کر سکیگا - اچھے اور برے کام کی راستی وغیر راستی اور انصاف اور نا انصافی کے متعلق اخبارون مین ہمیشہ چرچا ہوتا ہے - اور اس کی تمیز مطلق مشکل نہین ہے - ''

سقراط نے ایک کاغذ لیا اور اوس پر واجب اور ناواجب کے دو عنوان قایم کیے اور سوال کیا کہ '' یہ صراحت کیجاوے کہ ''

ٹھگنا - ہمیشہ کے لئے دہوکہ دینا اور انسان کو غلام کر کے فروخت کرنا یہ امور کس عنوان مین داخل ہونگی ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، یہ ناواجب کے تحت سمجھی جائیگی - ،،

سقراط ،، اگر کوئی سپہ سالار دشمن کے شہر پر چڑہائی کرے اور غنیم کے کسی شہر کو لوٹے اور اہل بستی کو غلام کرے تو کیا اوسکا یہ فعل ناواجب سمجہا جائے گا ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، ہرگز نہین - ،،

سقراط ،، کیا اس امر کو واجب خیال کرنے مین کوئی امر مانع نہین ہے ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، مطلق نہین - ،،

سقراط ،، سپہ سالار مذکور نے دشمن کے ساتھ دغا کیا اور جھوٹ بولکر دھوکہ دیا - اوس کے ملک کی زراعت کا ستیاناس کیا اوس کے جانورون وغیرہ کو تباہ کیا اور رسد کو لوٹ لیا تو یہ عمل واجب سمجہا جائیگا ؟ ،،

یوتھی ڈیمس ،، یہ سب امور واجب سمجھے جاتے ہین اور اگر یہ امور دوست کے ساتھ کئے جائین تو ناواجب ہونگے - ،،

سقراط ،، اس سے ثابت ہوا کہ جو امور ناواجب سمجھے جاتے ہین ، اگر وہ غنیم کے ساتھ کئے جاوین تو واجب ہوتے ہین ، اور دوست کے

ساتھ ناواجب مطلب یہ کہ صرف دوستون کے ساتھ واجبی برتاؤ ہونا چاہیئے۔"

یوتھی ڈیمس " بالکل درست ہے اور یہی اصول صحیح ہے۔"

سقراط "کسی سپہ سالار نے موقع جنگ مین اپنی لپپا ہوئی فوج کو یہ غلط باور کرا کے کہ کمک آرہی ہے فوج کو ہمت دلائے تو اوس کا یہ عمل واجب ہے یا نہین ؟"

یوتھی ڈیمس "ایسے موقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔"

سقراط "جب کوئی بچہ دوا نہ پیتا ہو اور باپ دوا پلانیکی غرض سے دوا مین شکر ملائے تو باپ کا یہ عمل درست ہے یا نہین ؟"

یوتھی ڈیمس "باپ کا یہ عمل غیر واجب نہین ہوسکتا بلکہ واجب اور جایز تصور ہوگا۔"

سقراط "جب معلوم ہوجاوے کہ کوئی ایک شخص خودکشی کرنے والا ہے تو اوس کی تلوار چرانا یا اوس سے جبراً لینا مناسب ہے یا نہین ؟"

یوتھی ڈیمس "یہ نامناسب کیونکر سمجھا جائیگا۔"

سقراط "آپ کے جوابات کا کیا منشا ہے اس پر مکرر غور ہو پہلے آپ نے یہ ٹھہرایا کہ دوستون کے ساتھ راست بازی کا

برتاؤ ہونا چاہیئے اور اب یہ کہا جاتا ہے کہ موقع پر جھوٹ بولنا بھی درست سمجھا جا سکتا ہے۔،،

یوتھی ڈیمس ،، بیشک میرے جوابات کا یہی مفہوم ہوتا ہے لہذا میں اپنے پہلے جواب کو صاف دل سے واپس لیتا ہوں،،

سقراط ،، اپنی رائے کے غلطی کا علم ہونے کے بعد غلط رائے کو اصرار کے ساتھ ثابت کرنے سے غلطی کا اعتراف کرنا ہی بہتر ہے۔ اب یہ بتلایئے کہ ایک شخص پہلے ہی سے مشورہ کر کے دوست کو پھنساتا ہے اور دوسرا بلا مشورہ کے موقع پر پھنساتا ہی ان دونوں میں زیادہ تر بُرا کون شخص ہے۔،،

یوتھی ڈیمس ،، میں اسکا جواب دینے سے قاصر ہوں اسلیئے کہ آپ نے میرے پہلے جواب کی تردید معقولیت کے ساتھ فرمائی اور جن باتوں کو میں پہلے یقینًا یا فا واجب سمجھتا تھا وہ اب درحقیقت واجب معلوم ہوتے ہیں تاہم سوال کا جواب دیتا ہوں کہ جو شخص ارادہ کر کے اپنے دوست کو پھنساتا ہے وہ گناہ گار ہے۔،،

سقراط ،، جیسے مختلف علوم کی تعلیم حاصل کیجا سکتی ہے کیا ویسے راست بازی اور انصافانہ برتاؤ کی تعلیم دیجا سکتی ہی؟،،

یوتھی ڈیمس ،، ہاں میں سمجھتا ہوں کہ اسکی بھی تعلیم حاصل کیجا سکتی ہے۔،،

سقراط "دو شخص ہیں ایک جس کی قرأت اچھی ہے اور دوسرا جس کی قرأت اچھی نہیں۔ جس کی قرأت اچھی نہیں اس لئے وہ اچھا پڑھتا ہے اور جس کی قرأت اچھی ہے وہ قصداً غلط پڑھتا ہے ان دونوں میں کون بے سمجھ ہے؟"

یوتھی ڈیمس "دوسرا بے سمجھ ہے اس لئے کہ جان بوجھ کر غلط پڑھنے والا جب ارادہ کرے تو اچھی طرح پڑھ سکیگا۔"

سقراط "غالباً آپ نے یہ رائے اس لئے قایم کی ہے کہ گو وہ جان بوجھکر غلط پڑھے مگر چونکہ پڑھ سکتا ہے لہذا دانا ہے۔ اور بے سمجھی سے خراب پڑھنے والا جاہل ہے؟"

یوتھی ڈیمس "ہاں یہی کہا جائیگا۔"

سقراط "اور دو فریقوں میں سے جو ارادہ کرکے لوگوں کو ٹھگے اور جو بغیر ارادہ کے ٹھگے کون فریق اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کون سے امور جایز ہیں اور کون سے ناجایز اور انصاف کیا ہے اور بے انصافی کیا ہے۔"

یوتھی ڈیمس "یہ ظاہر ہے کہ بالارادہ پھنسانے والے کو یہ امور اچھی طرح معلوم رہتے ہیں۔"

سقراط "آپ نے اس کے قبل یہ فرمایا ہے کہ جو پڑھنا جانتا ہے وہی دانا ہے؟"

یوتھی ڈیمس ،، ہاں میں نے یہی کہا تھا۔،،

سقراط ،، اس اصول کے لحاظ سے انصاف یا نا انصافی کی تمیز نہ رکھنے والے سے تمیز رکھنے والا منصف سمجھا جائیگا۔ اور اسی وجہ سے ارادہ کرکے ٹھگنے والا زیادہ گناہ گار متصور ہوگا۔،،

یوتھی ڈیمس ،، ہاں یہ صحیح ہے۔ لیکن میں نے یہ جو رائے قائم کی تھی کہ قصداً غلط پڑھنے والے سے ناوانستگی سے غلط پڑھنے والا بے سمجھ ہے وہ کس بناء پر تھی اس کو میں خود سمجھ نہیں سکتا۔،،

سقراط ،، آپ پہلے کچھ بیان کرتے ہیں اور تھوڑے دیر کے بعد اوس کے خلاف فرماتے ہیں اور ہر وقت اپنی رائے کی تبدیلی کرتے ہیں اگر کوئی شخص راست گوئی کا فخر کرتا ہوا صحیح نہ بولے کسی خاص مقام کی راہ نمائی کے وقت کبھی مشرق تو کبھی مغرب کے طرف اشارہ کرے تو ایسے شخص کی نسبت آپ کیا رائے قائم کرینگے۔،،

یوتھی ڈیمس ،، ایسے شخص کی نسبت ہر کوئی یہی کہے گا کہ وہ راست گو نہیں ہے اور جس کی نسبت وہ بیان کرتا ہے کہ اوسکو آگاہی ہے وہ مطلق نہیں ہے۔،،

سقراط ،، آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض اشخاص بہت ہی کم ظرف اور کمینہ ہوتے ہیں۔،،

یوتھی ڈیمس ،، ہاں میں جانتا ہوں کہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔،،

سقراط ''جن لوگون کی نسبت اون کے کم ظرف ہونے کا خیال قایم کیا جاتا ہے ایا اوس کے تعلیم یافتہ ہونے سے یا جاہل ہونے سے ؟''

یوتھی ڈیمس ''ظاہر ہے کہ وہ جاہل ہونے سے اوسکی نسبت ایسا خیال قایم ہوتا ہے۔''

سقراط ''اون کو جاہل کہا جاتا ہے وہ کس وجہ سے ایا اسلیئے کہ وہ صنعت نہین جانتے یا نجاری کا فن نہین جانتے یا موچی گیری کے کام سے واقف نہین ہین ؟''

یوتھی ڈیمس ''فنون نہ جاننے سے وہ جاہل نہین سمجھے جا سکتے کیونکہ فنون جاننے اور نہ جاننے والون مین بھی کم ظرف لوگ ہوتے ہین''

سقراط ''کیا آپ اس امر کو تسلیم فرماوینگے جو لوگ علم سیاست تمدن سے واقف نہین ہین یا انصاف یا ناانصافی کو سمجھ نہین سکتے وہ جاہل یا نااہل ہین اور ایسے جاہل اور نااہل کم ظرف ہوتے۔''

یوتھی ڈیمس ''آپکی راے مجھے صحیح معلوم ہوتی ہے۔''

سقراط ''اگر ایسا ہے تو پھر ایسے بے سمجھی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جو اپنے دل کی پاکیزگی کو خراب کرتی ہے۔''

یوتھی ڈیمس ''مین صحیح عرض کرتا ہون کہ مجھکو آج تک اپنی دانش کا فخر تھا۔ لیکن جبکہ آپ کے معمولی سوالات کے کامل جوابات ادا نہو سکے

تو میرا فخر جاتا رہا۔ اور مجھے یقین ہوا کہ مین نادان ہون۔ میری خواہش ہے کہ مین دانا ہو جاؤن لہذا مہربانی فرما کر ہدایت فرمائیے کہ مین علم کو کس طرح حاصل کرون۔"

سقراط "کیا کبھی آپ (ڈیل فائل) کو تشریف لے گئے تھے؟"

یوتھی ڈیمس "ہان مین دو مرتبہ وہان گیا ہون۔"

سقراط "کیا آپ نے وہان کے مندر کے روبرو کندہ کیا ہوا یہ جملہ کہ (اپنے آپ کو دیکھو) ملاحظہ فرمایا ہے؟"

یوتھی ڈیمس "ہان مجھے خیال پڑتا ہے کہ وہان ایسا جملہ کندہ کیا ہوا موجود ہے۔"

سقراط "صرف اوس کے معائنہ سے کچھ حاصل نہین ہے اوس جملہ مین جو نصیحت کی گئی ہے اوس کا فائدہ اوٹھا کر آپ نے اپنے آپ کو پہچانا ہے یا نہین؟"

یوتھی ڈیمس "اگر مین اپنے آپ کو نہ جانون تو دوسرون کی شناخت کا اہل کیونکر ہو سکتا ہون۔ مین سمجھتا ہون کہ مین اپنے آپ کو اچھی طرح جانتا ہون۔"

سقراط "خود کو جاننے کے یہ معنی نہین ہین کہ اپنا نام بتا دیا جائے گھوڑے کی شناخت کے لیئے جیسے اوس پہ سوار ہو کر یہ آزمائین کہ وہ سست ہے یا تیز چالاک ہے یا اڑیل وغیرہ اوس کے تمام خوبیون

اور عیبون سے واقف ہونا چاہیئے اوسی طرح خود کو پہچاننا یعنے ہم خود کس قابل ہین اور ہم کیا کر سکینگے اس کے متعلق خود کی آزمائش کرکے اپنے کو پہچاننا چاہیئے۔"

یوتھی ڈیمس "آپ کا فرمانا درست ہے کہ جس نے خود کی قابلیت کیا ہے اس امر کو نہین سمجھا تو اوس نے گویا اپنے آپ کو جانا اور پہچانا ہی نہین۔"

سقراط "خود کی شناخت کس قدر مفید ہے اور اوس کی لاعلمی کس قدر مضر ہے یہ معلوم رہنا چاہیئے۔ ہم کیا کر سکین گے اور کیا نہ کرسکینگے یہ معلوم ہوجائے تو انسان اپنی استطاعت کے موافق کام کرکے اپنی معیشت چلا سکتا ہے اور خوش رہتا ہے۔ امور خارج از استطاعت کے لئے کوشش کرنے کی ندامت نہین اوٹھاتا۔ اور اس طریقہ کے لئے خود کی شناخت کے سوائے کوئی طریقہ نہین ہے۔ خود کی شناخت ہونے سے دوسرون کی شناخت بھی آسانی سے ہوسکتی ہے اور اوس کا استعمال اپنے فائدہ یا حفاظت کے لئے کس طرح کرلینا چاہیئے یہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جن کو خود کی شناخت نہین ہوتی وہ لوگ امور خارج از استطاعت کے متعلق کوشش کرکے ناکام رہتے ہین۔ اور بھلے برے آدمی کی تمیز نہونے سے دھوکہ کھا جاتے ہین۔ زندگی مین شہرت اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے

خود کی شناخت کے سوا دوسرا طریقہ نہین - جو اپنے آپ کو اچھی طرح سے جانتا ہے اوس کے دوست اوس سے ہر ایک کام مین مشورہ لیتے ہین اور جن کے کاروبار بگڑے ہوئے ہین وہ درست کرنے کے لیئے اوس سے استمداد چاہتے ہین - یہ صرف ایک انسان کی بات ہوئی - سلطنت کی بھی یہی حالت ہے جس دولت کو کہ اپنی طاقت کی صحیح خبر نہو اور وہ طاقت ور سلطنت کے ساتھ مقابلہ کو تیار ہو تو اوس سلطنت کی تباہی ہوتی ہے یا اوس سلطنت کی آزادی نابود ہو کر فتح مند سلطنت کے قواعد کی پوری تعمیل کرنے پڑتی ہے -"

یوتھی ڈمیس " خود کی شناخت پر بہت سے امور کا انحصار ہونے سے وہ بہت ہی اہم ہے اس کا علم مجھے اب ہوا - مگر یہ ارشاد ہو کہ اوس کے حصول کا آغاز کس طرح کرنا چاہیئے ؟"

سقراط " کیا آپ کو اس کا علم ہے کہ برے کون سے کام ہین اور بھلے کام کون سے ہین -"

یوتھی ڈمیس " اگر اس کی بھی مجھے تمیز نہو تو میرے جیسا نادان اور کوئی نہین ہو سکتا -"

سقراط " اچھے برے باتون کے ایک دو مثالین تبلاؤ؟"

یوتھی ڈمیس " صحت اور جس وجہ سے صحت حاصل ہوتی ہے وہ امور اچھے ہین - علیٰ ہذا علالت اور جن سے علالت پیدا

پیدا ہوتی ہے وہ تمام امور بُرے۔ مثلاً تندرستی۔ مقوی غذا اور ورزش اس لیئے یہ اچھے ہین کہ اس سے صحت حاصل ہوتی ہے ایسا ہی علالت اور اوس کے اسباب یعنے رکیک غذا وغیرہ بُرے۔“

سقراط ”کیا ایسا نہین کہا جا سکتا صحت ہو یا علالت اگر وہ اچھے کام کا نتیجہ ہو تو بہتر اور بُرے کام کا نتیجہ ہو تو بُری ہے۔“

یوتھی ڈمیس ”اچھے باتون سے علالت اور بُرے باتون سے صحت کیونکر ہو سکے گی؟“

سقراط ”بیشک ہو سکے گی، خیال کرو کہ ایک فوج غنیم کے ملک پر چڑھائی کرنے کے لئے گئی اور اوس فوج کے سپاہی اوس ملک کے آب و ہوا کے ناموافق ہونے سے بیمار ہو گئے اور جو سپاہی کاہلی سے گھر رہے اون کو کوئی نقصان نہین ہوا ایسی صورت مین اون جوان مردون کی علالت ان کم ہمت لوگونکی صحت سے اچھی ہے یا نہین؟“

یوتھی ڈمیس ”آپ کا ارشاد درست ہے لیکن صحت ور اشخاص کسی نیک کام کے لئے جیسے پیش قدمی کر سکین گے ویسے بیمار شخصون سے پیش قدمی نہ ہو سکے گی۔ اور ایسے موقع پر تندرستی مناسب خیال کیجایگی۔“

سقراط ،، اسی اصول کے لحاظ سے فی نفسہ کوئی امور اچھے یا برے نہیں ہین بلکہ اوس کے خارجی واقعات اوس کو برا یا بھلا ثابت کرتے ہین۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، آپ کی گفتگو سے یہی ثابت ہوتا ہے لیکن علم کے متعلق یہ اصول تسلیم نہین ہوسکتا وہ ہر طرح اچھا ہے۔ جاہل سے عالم برا کسی حالت مین کہا نہین جا سکتا۔ ،،

سقراط ،، آپ نے (ڈیڈال) کی حقیقت کو پڑھا ہوگا۔ اگرچہ ڈیڈال بھی بہت سے علوم سے واقف تھا تاہم وہ (منیس) کے تابع ہوا تو اوس کی کیا حالت ہوئی۔ اوس کو وطن چھوڑنا پڑا اور آزادی سے ہاتھ دہونا پڑا اور اتنا ہی نہین اوس نے اپنے فرزند کے ساتھ بھاگ جانے کا قصد کیا مگر وہ پھنس گیا۔ اور اوسکو جنگلی لوگون کے ہاتھ گرفتار ہو کر غلام بننا پڑا۔ پے لے میڈس کی ہلاکت علم کی وجہ سے ہی ہوئی ؟ یولی سیس کو پے لے میڈس کے علم کا حسد ہوا اس لئے یولی سیس نے حسد کی جال مین پھانس کر پے لے میڈس کی قربانی کی۔ یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ شاہ ایران نے علم کو جرم سمجھکر کتنے لوگون کو گرفتار کر کے اپنے ملک مین لیجا کر غلام کیا۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، علم کے متعلق مین آپ کا یہ ارشاد قبول

کرتا ہون - لیکن نیک قسمت کے متعلق تو کوئی بحث نہین ہے۔
اور کیا آپ یہ امر تسلیم نہین فرماتے کہ خوش قسمتی اچھی ہے؟"

سقراط "یقیناً جس قدر اچھے امور ہین اوس کے متعلق خوش قسمتی اچھی ہے - یہ میرا خیال ہے -"

یوتھی ڈیمس "جو امور خوش قسمتی کے ہین وہ مطلقاً اچھے نہین ہین - ایسا کہنا کیونکر تسلیم کیا جا سکیگا؟"

سقراط "اگر آپکا کہنا مانا جاوے - حُسن - طاقت - دولت عزت - یہ امور اسی قسم کے اور دوسرے امور بد قسمتی سمجھے جائینگے؟"

یوتھی ڈیمس "انسان کے عیش کے لیے ان امور کی زیادہ ضرورت ہے -"

سقراط "حُسن پر فدا ہو کر بہت سے لوگ خود ترک مذہب کرکے دوسرون کے ترک مذہب کے موجب ہوئے ہین - طاقت کے گھمنڈ مین بہت سے لوگون نے خراب کامون مین شریک ہو کر اپنی خرابی کر لی ہے - دولت کی وجہ سے علتون مین گرفتار ہو کر بہت سے لوگ تباہ ہو گئے ہین - اور بہت سے جھوٹون کی جال مین پھنس کر نیست و نابود ہوئے ہین اور عزت کی یہ بات ہے کہ لوگ اوس کے حاصل کرنے والے کے پیچھے خود ہو کر پڑتے ہین - اور اوس کو تاراج کر دیتے ہین -"

یوتھی ڈیمس "یہ سب درست ہے لیکن اگر خوش قسمتی عیب ہے تو خداوند کریم کے پاس کیا التجا کرنا چاہیئے مہربانی فرماکر صراحت کیجئے؟"

سقراط "معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کے متعلق کچھ غور ہی نہیں کیا ہے کہ کیا التجا کرنا چاہیئے۔ قطع بحث کرکے سقراط نے کہا "جب آپ کی یہ خواہش ہے کہ سلطنت کے امور مین آپ دخیل ہون تو غالبًا جمہوری حکومت کے رموز کو آپ جانتے ہی ہون گے۔"

یوتھی ڈیمس "آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ مین ان امور کو خوبی کے ساتھ جانتا ہون۔"

سقراط "اس کے واقفیت حاصل کرنے کے قبل کہ جمہوری سلطنت کیا ہے، جمہور کیا چیز اس سے واقف ہوتا ضرور ہے۔"

یوتھی ڈیمس "جمہور سے مراد غریب رعایا۔"

سقراط "کن کو غریب اور کن کو تونگر کہنا چاہیئے؟"

یوتھی ڈیمس "جس کے پاس ضروری اشیار مایحتاج کی کمی ہوتی ہے۔ وہ غریب ہین۔ اور جن کے پاس ضرورت سے زیادہ اشیار ہوتے ہین وہ تونگر۔"

سقراط ،، ایسے بہت سے لوگوں کو آپ نے معائنہ کیا ہوگا کہ جو کم استطاعت رہتے ہیں وہ اپنے اخراجات کے سربراہی کرکے کچھ بحث کرتے ہیں اور جو مستطیع ہوتے ہیں اپنے اخراجات کی تکمیل تک نہیں کرسکتے۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں یہاں تک کہ روسا بھی اپنے اخراجات کی کفالت نہیں کرسکتے اور وہ رعایا کے مال و متاع پر دست درازی سے ظلم کرتے ہیں ۔ ،،

سقراط ،، ایسی حالت میں ایسے روساء کو غریب منتظم طریقہ کے ساتھ برتاو کرنے والے کم استطاعت لوگوں کو دولت مند کہنا چاہئیے ۔ ،،

یوتھی ڈیمس ،، آپ کی رائے ایسی ہوتی ہے کہ جس کو مجھے تسلیم ہی کرنا پڑتا ہے ۔ اس لئے کہ آپ کے ساتھ مباحثہ کرنے کی میری قدرت نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا خاموشی اختیار کرنا مناسب ہے اور میں مانتا ہوں کہ مجھ میں کوئی سمجھ نہیں ہے ۔ یہ کہکر یوتھی ڈیمس گھبرایا اور وہ اپنے کو حقیر سمجھا اور سمجھنے لگا کہ وہ محض جاہل ہے نہ صرف ایسی ایک شخص کی جاہلیت کو سقراط نے ثابت کردیا بلکہ بہت سے ایسے جاہلوں کو جو جاہل ہوکر اپنے کو اہل سمجھتے تھے اون سب کا غرور مٹادیا اور اون میں سے پھر کوئی سقراط کے مقابلہ کو نہیں آیا جبکہ اور چند لوگ

سقراط سے حسد بھی کرتے تھے ویسے یوتھی ڈیمس نے نہیں کیا۔ اور اوس نے سقراط سے باربار ملکر اوس کے پاس مختلف مضامین پر مباحثہ کرکے اپنی لاعلمی کو دور کرنے کا طریقہ اختیار کیا اور اوسکی پیروی کرنے لگا اور اوس کے عادات کا یہ اختلاف دیکھکر سقراط اوس پر مہربان ہوا۔ اور جو جو امور یوتھی ڈیمس سیکھنا چاہتا تھا اوس کو سقراط اطمنان سے سیکھاتا رہا۔"

تمت